رحیق مختوم خمخانۂ شوق

اسمے

# دیوان ذوق

نتیجۂ

طبع لطیف اُستادِ دوران خاقانی زمان

ملک الشعرا شیخ ابراہیم ذوق

باضافۂ غزلیات مزید

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ردیف الالف

[illegible]

ہوا حمدِ خدا مین دل جو مصروفِ رقم میرا
الف الحمد کا سا بن گیا گویا قلم میرا

رہے نام محمد لب پہ یارب اول و آخر
الٹ جائے بوقتِ نزع جب سینہ مین دم میرا

محبت اہلبیتِ مصطفےٰ کی نورِ برحق ہے
کہ روشن ہوگیا دل مثلِ قندیلِ حرم میرا

دکھائی مجھکو راہِ شرع اصحابِ پیمبر نے
چراغِ راہ ہے اکرامِ اصحابِ کرم میرا

کہین شاہِ نجف کے عشق مین دل میرا ڈوبا تھا
کہ ہے دُرِ نجف ہوکر چمکتا دُرِ یتیم میرا

رہیگا دانہ افشان مزرعِ امیدِ بخشش مین
غمِ آلِ نبیؐ سے دانۂ اشکِ نم میرا

شہِ بغداد کا خطِ غلامی ذوق رکھتا ہون
نہ کیون دل اس خطِ بغداد سے ہو جامِ جم میرا

ہوا ہے سینہ یکسر خارزارِ دشتِ غم میرا
کہ آیا پا بجون آغشتہ ہوکر لب پہ دم میرا

صراطِ عشق پر از بسکہ ہے ثابت قدم میرا
دمِ شمشیرِ قاتل پر بھی خون جاتا ہے جم میرا

مری خواری کے رتبہ کا کمالِ اوج تو دیکھو
کہ ہے چرخِ زحل بھی سایۂ بختِ دژم میرا

تیرے کوچہ مین تن لاغر ترے رنجور کا
اک غبار ناتوان ہے کاروان مور کا

باندھوین مضمون جو اپنی شور بختی کا کوئی
ہو زمین شعر مین عالم زمین شور کا

مین ہون وہ نخچیر جسکو دیکھتا ہے وقت ذبح
دیدۂ حسرت سے حلقہ جوہر ساطور کا

اس نزاکت سے نظر کرتا ہے وہ رشک پری
بال بھی باندھے جو مستہ پرتو زلف حور کا

دل کا یہ احوال ہے غم سے ترے اے سست نا
جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا

تفتہ دل وہ ہون کہ میرے داغ سوزان کیلئے
گرمی مرہم سے اڑجائے اثر کافور کا

گر ترے فریادیون کو نالہ پیچیدہ دون
لب پہ رکھکر پھونکیے پیدا ہو نالہ صور کا

حق تو یون ہے یہ انانیت عجب غماز ہے
قصہ پہونچایا زبان دار پر منصور کا

عشق کے مکتب مین ہو فرہاد سے تیز ذہن
تین دن جائے اگر تعویذ میری گور کا

زخم سر اے وہ ایذا دوست خون رونے لگے
منہ سے گر جراح کے سن پائے نام انگور کا

جھانکتے تھے وہ ہمین جس روزن دیوار سے
وائے قسمت ہو اسی روزن مین گھر زنبور کا

دفن ہے جس جا یہ کشتہ سرد مہری کا تری
بیشتر ہوتا ہے پیدا دان شجر کافور کا

تو ہو بعد از مرگ بھی گر اے محبت دستگیر
استخوان سے ہو ہمے دستہ ترے ساطور کا

عشق نے ڈالی تھی جب قصر محبت کی بنا
لکھ دیا تھا کوہکن بھی نام اک مزدور کا

دل بے وحشت ابتلک بھی شاخ آہو کیطرح
پیچ کھاتا ہے دھوان میرے چراغ گور کا

دیکھنا زہراب پیکان محبت کا اثر
چشم افعی بن گیا روزن ہر اک ناسور کا

کھینچے مانی اس پری کی کیونکہ تصویر کفک
جمع ہو جب تک نہ رنگ سرخ روئے حور کا

تیرے قامت سے جو ہو برپا قیامت سرو پر
کام لے منقار سے فریاد قمری صور کا

ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہے جسکی خاک مین
ہے دُر تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

لکھیے اسے خط مین کہ ستم اٹھ نہین سکتا
پر ضعف سے ہاتھون مین قلم اٹھ نہین سکتا

وہ ہوں میں آتشیں گل تازہ نخل شمع الفت کا
نہیں ہے کوئی گلچیں غیر مقراض ستم میرا

نشان پہ نشانی گر دکھائے زور مٹ جائے
جھپک سے دیدۂ صراف کے نقش درم میرا

روان ریگ رواں ہے جائے اب اشک مژگاں سے
کدورت بار ہے دیکھو سحاب رنج و غم میرا

وہ ہوں میں آہوئے وحشی رسیدہ دام ہستی سے
کہ ہے ایک کوچہ رم جادۂ دشت عدم میرا

جھپکتی آنکھ شب جوں حلقۂ زنجیر کیا میری
طلسم خواب بندی تھا زلف الم میرا

کہوں میں سو زباں سے حرف قطع آرزوئے دل
لب ہر زخم پر ہے جوں لب شمشیر دم میرا

مری افسردہ حالی گر ہو جنس آرائے دلسردی
عجب کیا تیر برفیں ہو اگر شمشیر علم میرا

پھپھولا کام آئی میں ہے واں تک جہاں ٹپکا
قضا کے جام سے یک قطرۂ زہراب غم میرا

ہوا روشن چراغ کعبہ زاہد جس کے شعلہ سے
اسی آتش کا رکھتا ہے شرر سنگ صنم میرا

نہ ہو بے وقر ترک سجدۂ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے رتبہ کب ہوتا ہے کم میرا

وہ ہوں میں گیسوئے موج محیط اعظم وحشت
کہ ہے گھیرے ہوئے روئے زمیں کو پیچ و خم میرا

مری صورت کے معنی ہیں نفخت فیہ من روحی
حدوث بے ثبات اثبات کرتا ہے قدم میرا

وہ ہوں میں رہ نورد شوق میرے ساتھ جاتا ہے
برنگ سایۂ مرغ ہوا نقش قدم میرا

[illegible]

تخیل نے مرے باندھا طلسم تازہ کیفیت
نہ کیوں ہو کاسۂ سر ذوق رشک جام جم میرا

شوق نظارہ ہے جب سے اس رخ پرنور کا
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

اے صنم کیا پوچھتا ہے حال اس رنجور کا
دل نہ اٹکائے کہیں اللہ بے مقدور کا

گر لکھوں مضموں اپنے نالۂ پرشور کا
لوں صریر خامہ سے میں کام بانگ صور کا

لطف جاتا ہے سرود نالۂ پرشور کا
خون دل پیتا ہے یہ کھانا مجھے سیندور کا

تیغ میں بھی دھیان تھا اس نرگس مخمور کا
نشہ کو شہرت میں مزا آیا ہے انگور کا

وادی ظلمت میں اپنی دخل کب ہے نور کا
مہر اک شعلہ سا ہے سو بھی چراغ دور کا

تو اگر اپنے کو دیکھے تو مری آنکھوں سے دیکھ ‏— اپنا آئینہ مرا دیدۂ پُر آب بنا

آہ کے ساتھ جو نکلا شررِ آتشِ دل ‏— چرخ پر جا کے وہ خورشیدِ جہانتاب بنا

جب کیا عشق کے دریا نے تلاطم اے ذوق ‏— تو کہین موج بنی اور کہین گرداب بنا

اُسے ہمنے بہت ڈھونڈھا نہ پایا ‏— اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا

جس انسان کو سگِ دنیا نہ پایا ‏— فرشتہ اُسکا ہمپایا نہ پایا

مقدر ہی یہ گر سود و زیان ہے ‏— تو ہمنے یان نہ کچھ کھویا نہ پایا

لحد مین بھی ترے مضطر نے آرام ‏— خدا جانے کہ پایا یا نہ پایا

کیا تھا یا نہ تھا سب ہمپہ گذرا ‏— فلک تو نے کیا اپنا نہ پایا

سراغِ عمرِ رفتہ ہاتھ کیا آئے ‏— کہین جسکا نشان پایا نہ پایا

کرے کیا سیرِ دل ملکِ فنا کی ‏— کہ اِس بازار مین سودا نہ پایا

رہِ گم گشتگی مین ہم نے اپنا ‏— غبارِ راہ بھی عنقا نہ پایا

رہا پڑھتا مثالِ نیشِ کژدم ‏— کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

نہ خنجر سے ترے بسمل نے ہے ہے ‏— ذرا قابو تڑپنے کا نہ پایا

احاطے سے فلک کے ہم تو کب کے ‏— نکل جاتے مگر رستا نہ پایا

جہان دیکھا کسی کے ساتھ دیکھا ‏— کبھی ہمنے تجھے تنہا نہ پایا

چراغِ داغ لیکر دل مین ڈھونڈھا ‏— نشان پر صبر و طاقت کا نہ پایا

وہ از خود رفتہ ہون جسکو خودی نے ‏— خدائی مین اگر ڈھونڈھا نہ پایا

مرے مجنون کی تربت پر جنون نے ‏— بگولے کے سوا سایا نہ پایا

کیا ہمنے سلام اے عشق تجھکو ‏— کہ اپنا حوصلہ اتنا نہ پایا

لیے کیا ہاے رحم دل ہمارا ‏— دہن پایا لبِ گویا نہ پایا

بیمار ترا صورت تصویر نہالی — کیا اُٹھے سرِ بسترِ غم اُٹھ نہین سکتا

آتی ہے صدائے جرسِ ناقۂ لیلی — صد حیف کہ مجنون کا قدم اُٹھ نہین سکتا

جون دانۂ روئیدہ تہِ سنگ ہمارا — سر زیرِ گرانبارِ الم اُٹھ نہین سکتا

ہر داغ سیاہی مرا اس دامن تر سے — جون حرف سیہ کاغذِ نم اُٹھ نہین سکتا

اتنا ہون تری تیغ کا شرمندۂ احسان — سر میرا ترے سر کی قسم اُٹھ نہین سکتا

پردہ درِ کعبہ سے اُٹھانا تو ہے آسان — پر پردۂ رخسارِ صنم اُٹھ نہین سکتا

کیون اتنا گرانبار ہے جو رختِ سفر سے — اے راہ روِ ملکِ عدم اُٹھ نہین سکتا

دنیا کا زر و مال کیا جمع تو کیا ذوق
کچھ فائدہ بے دستِ کرم اُٹھ نہین سکتا

واہ کیا مرہمِ خس نے دلِ بیتاب بنا — آب سے نشترِ تیز کے تیزاب بنا

نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا — پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

نہ بجھے اشک کے دریا سے مری سوزشِ دل — گرچہ دے شعلۂ جوالہ کو گرداب بنا

دلِ بیتاب کو ہم سینے مین ٹھہرا نہ سکے — شعلۂ خود دیکھتے ہی تجھ کو وہ سیماب بنا

چھین کر مجھ سے مے عیش ہوئی کب سے تلخ — کیون جس دن سے فلک کاسۂ زہراب بنا

چشمِ مخمور کا ہون کس کی مین کشتہ یارب — کہ مری خاک سے بھی جامِ مے ناب بنا

تیرہ روزی نے مری مہرِ جہانتاب کا نور — ہوا جسوقت اُڑا کرمکِ شب تاب بنا

ملنے سے بچتا ہون کہون اس سے کیا مین نے بگاڑ — کہ جواب پھرتا ہون اس طرح سے بیتاب بنا

سرمۂ چشمِ عزیزان نہ بنا مین اے چرخ — کیا بنا خاک غبارِ دلِ احباب بنا

آیتِ سجدہ ہے حق مین مرے ہر جوہرِ تیغ — ہے خمِ تیغ فقط کیا خمِ محراب بنا

خالِ عارض جو ہے ہندو سے خدا ترس تو کیا — تیرہ مجنون کے لیے ذبح کو قصاب بنا

اپنے جلسون مین جلاتے ہین مجھے سر سے حبیب — مین ہون اک شمع پئے محفلِ احباب بنا

میں ہجر میں مرنے کے قریں ہو ہی چکا تھا
تم وقت پہ آ پہونچے نہیں ہو ہی چکا تھا

اب جان پہ آفت ہے جو آئے ہو دوبارہ
اک بار تو غارت دل و دیں ہو ہی چکا تھا

برہم اُسے کیوں تو نے کیا چھیڑ کے اے زلف
اے دل وہ ابھی چیں بجبیں ہو ہی چکا تھا

ہوتا جو نہ پیوند زمیں تیری گلی میں
آسودہ یہ دل زیر زمیں ہو ہی چکا تھا

آنے سے مرے ٹھہر گئے آپ وگرنہ
جانے کا ارادہ تو کہیں ہو ہی چکا تھا

جو خط میں لکھا اُس سے وہ اس لکھنے سے پہلے
مکتوب سر لوح جبیں ہو ہی چکا تھا

بے بدرقۂ مرگ توقف رہا ورنہ
عزم سفر جان حزیں ہو ہی چکا تھا

کیا ہوتا جو سمجھاتے اُسے جا کے مرے دوست
دشمن کا سخن ذہن نشیں ہو ہی چکا تھا

کیا دیکھتے ہم یوسف کنعاں کو کہ اپنا
منظور نظر ایک حسیں ہو ہی چکا تھا

کیا گرم تپش ہوتا تڑپ کر ترے آگے
میں سرد تہ خنجر کیں ہو ہی چکا تھا

سینہ جو کیا چاک تو واں کچھ بھی نہ پایا
کیا جل کے جگر خاک کہیں ہو ہی چکا تھا

جو کچھ کہ ہوا ہم سے وہ کسطرح نہ ہوتا
حکم ازلی ذوق یوہیں ہو ہی چکا تھا

ہم ہیں اور سایہ ترے کوچے کی دیواروں کا
کام جنت میں ہے کیا ہم سے گنہگاروں کا

محتسب گرچہ دل آزار ہے میخواروں کا
دیجئے اک جام تو ہے یار ابھی یاروں کا

اتنا تو سوز فغاں ہو کہ چمن میں بلبل
خرمن گل کی جگہ ڈھیر ہو انگاروں کا

چرخ پر بیٹھ رہا جان بچا کر عیسیٰ
ہو سکا جب نہ مداوا ترے بیماروں کا

ہوں رنگیں حلق بریدہ کی ہمارے خونبار
گر تماشا تجھے منظور ہو فواروں کا

ہیں کماندار ترے تیر مژہ تشنۂ خون
منہ کھلا رہتا ہے اسواسطے سوفاروں کا

کیوں نہ ہر تار میں سو دل ہوں گرفتار کہ زلف
جیلخانہ ہے محبت کے گرفتاروں کا

دینگے جان بوسۂ لعل نمکیں پر ہم بھی
جان نثاری ہے اگر شیوہ نمکخواروں کا

کبھی تو اور کبھی تیرا رہا غم
غرض خالی دلِ شیدا نہ پایا

سوا تیرے خطِ مشکین کے کوئی
مجرب نسخۂ سودا نہ پایا

وہ بولے دیکھکر تصویرِ یوسف
سنا جیسا اُسے ویسا نہ پایا

نہ مارا تو نے پورا ہاتھ قاتل
ستم مین بھی تجھے پورا نہ پایا

مرے طالع کی وہ گردش ہے جس سے
فلک نے بھی قرار اصلا نہ پایا

نظیر اُس کا کہان عالم مین اے ذوق
کہین ایسا نہ پاوے گا نہ پایا

---

نام یون پستی مین بالاتر ہمارا ہو گیا
جسطرح پانی کنوین کی تہ مین تارا ہو گیا

میرے نالون سے جو پانی سنگِ خارا ہو گیا
لوہ کے چشمونکا آنسو ہر شرارا ہو گیا

ذکر دنیا النفس مردہ کو ہوا آبِ حیات
مر کے یہ سیماب پھر زندہ دوبارا ہو گیا

دانت یون چمکے ہنسی مین رات اُس مہ پارہ کے
مین نے جانا ماہ تابان پارہ پارا ہو گیا

ہر حبابِ بحر کی کھلجائے گی تاراسی آنکھ
عکس افگن گر رخِ روشن تمھارا ہو گیا

شیخ نے افطار یون کے ترنوالے کھائے خوب
ہے مگر روزہ دان کی گرمی سے چھوارا ہو گیا

ایکدم بھی ہمکو جینا ہجر مین تھا ناگوار
پر اُمیدِ وصل مین برسون گوارا ہو گیا

ہے مقامِ زندگی زیرِ دمِ شمشیرِ مرگ
ہو گیا جسطرح کوئی دم گذارا ہو گیا

رشک سے اُس لف کے کیا مشک تھی کیسرے خون
بلکہ جلکر سوختہ عنبر بھی سارا ہو گیا

دل پہ زخمون کی ترقی سے ہوئی اور اک بہار
آگے تھا صد برگ یہ گل اب ہزارا ہو گیا

ظلمتِ عصیان سے میرے بنگیا شب روزِ حشر
آفتاب اک نیزے پر دُم دار تارا ہو گیا

دی شہادت نشہ کی سرخی سے چشمِ یار نے
خون رہا اپنا نہ پنہان آشکارا ہو گیا

نے [illegible] فغان مین دل زار [illegible] ہو گیا
[illegible] یاری بہار

ذوق اِس بحرِ جہان مین کشتیِ عمرِ روان
جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنارا ہو گیا

اے اجل تکلیف مت کر کیا کرے گی آن کر
ہو چکا پہلے ہی مین کشتہ کسی کی آن کا

ہو سکے آلودہ دامن پاک دامن کس طرح
اے زلیخا چھوڑ دامن یوسف کنعان کا

نفس بے مقدور کو قدرت ہو گر تھوڑی بھی
دیکھ پھر سامان اس فرعون بے سامان کا

دیکھنا اے ذوق ہونگے آج پھر لاکھون کے خون
پھر جمایا اُس نے لعل لب پہ لاکھا پان کا

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اُسکو گر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفس امارا کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپکو جو خاک ہو اکسیر بن جاتا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

خطا تو دل کی تھی قابل بہت سی مار کھانے کی
تری زلفون نے مشکین باندھکر مارا تو کیا مارا

نہین وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر
جو اُسنے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے
الٰہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا

ہنسی کے ساتھ یان رونا ہے مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہہ اے بیخبر مارا تو کیا مارا

مرے آنسو ہمیشہ ہین برنگ لعل غرق خون
جو غوطہ آب مین تو نے گہر مارا تو کیا مارا

جگر زخمی ہے اور دل لوٹتا ہے تمنے کیا جانے
ادھر مارا تو کیا مارا اُدھر مارا تو کیا مارا

دل سنگین خسرو پر بھی ضرب کوہکن پہونچی
اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنے مین
اگر لاکھون برس سجدہ مین سر مارا تو کیا مارا

دل بدخواہ مین تھا مارنا یا چشم بدبین مین
فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

ہنگامہ گرم ہستی ناپائدار کا
چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا

مین جو شہید ہون لب خندان یار کا
کیا کیا چراغ ہنستا ہے میرے مزار کا

ہو راز دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا
پردہ جو درمیان نہو دل کے غبار کا

بے سیاہی نہ چلا کام قلم کا اے ذوق
روسیاہی سر و سامان ہے یہ کاروں کا

نالہ اس زور سے کیوں میرا دہائی دیتا
اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا
آسمان آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا

لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
ایک تیرا نہ مجھے دردِ جدائی دیتا

دے دعا وادیِ پر خار جنوں کو ہر گام
داد یہ تیری ہے اے آبلہ پائی دیتا

پنجۂ مہر کو خونِ شفقی میں ہر صبح
غوطے کیا کیا ہے ترا دستِ حنائی دیتا

روشِ اشک گرادیں گے نظر سے اک دن
ہے ان آنکھوں سے یہی مجھکو سجھائی دیتا

میں وہ ہوں صید کہ پھر دام میں پھنستا جا کر
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

کون گھر آئینہ کے آتا اگر وہ دل میں
خاکساری سے نہ جاروب صفائی دیتا

خوگرِ ناز ہوں کس کا کہ مجھے ساغرِ مے
بوسۂ لب نہیں بے چشم نمائی دیتا

منہ سے بس کرتے نہ ہرگز یہ خدا کے بندے
گر حریصوں کو خدا ساری خدائی دیتا

دیکھ گر دیکھنا ہے ذوق کہ وہ پردہ نشین
دیدۂ روزنِ دل سے ہے دکھائی دیتا

ہونا عاشق سوچ کر اس دشمنِ ایمان کا
دل نہ کر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا

جھوٹ ہی جانوں کلام اس رہزنِ ایمان کا
پہن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا

تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید
تو ہماری جان نہیں کیا بھروسہ جان کا

جو دلِ پر آرزو سے نکلا نالہ عشق میں
ایک پتلا تھا سراپا حسرت و حرمان کا

بن گیا جوشِ محبت سے ہمارے سینہ میں
ماہیِ دریائے خوں جوہر ترے پیکان کا

جو فرشتے کرتے ہیں کر سکتا ہے انسان بھی
پر فرشتوں سے نہ ہو جو کام ہے انسان کا

یہ تپِ غم کی ہے شدت اس تپ سے بیمار کو
یومِ راحت بھی ہے جسمیں اگلے دن بحران کا

دل یہ کہتا ہے کہ تا چرخ زحل جاؤنگا
بلکہ میں توڑ کے اسکو بھی نکل جاؤنگا

آج اگر راہ نہ پاؤنگا تو کل جاؤنگا
کوچۂ یار میں میں سر ہی کے بل جاؤنگا

کہتا وحشت سے ہے یہ جامۂ پیری میرا
دیکھ کپڑا ہوں پرانا ابھی چل جاؤنگا

عقل سے کہدو کہ لائے نہ بیان اپنی کتاب
میں ہوں دیوانہ ابھی کہہ کے نکل جاؤنگا

اے صنم در پہ نہیں در پہ میں جا بیٹھوں گا
کچھ میں بچہ تو نہیں ہوں کہ بہل جاؤنگا

کہتا ہے پیرہن گل یہ نزاکت سے نسیم
ہاتھ مجھکو نہ لگانا کہ مسل جاؤنگا

سنتے ہو زاہد و ناصح جو میں سمجھانے لگے
کیا بدل دو گے یہ اور میں بدل جاؤنگا

دل یہ کہتا ہے کہ تو ساتھ نہ [illegible]
جا کے میں وان ترے قابو سے نکل جاؤنگا

مدرسہ میں بھی اگر جاؤنگا تو بجائے کتاب
شیشۂ بادہ لیے زیر بغل جاؤنگا

کوچۂ یار میں جاؤنگا تو مثل [illegible]
پاس آداب سے میں سر ہی کے بل جاؤنگا

دل کہے ہے کہ مجھے روز [illegible] سینہ سے نکال
ورنہ خوں ہو کے میں آنکھوں سے نکل جاؤنگا

سرد مہری سے فلک [illegible] آگ
نخل سرسبز کی طرح سے [illegible] جاؤنگا

آنکھ سے اشک [illegible] مجھکو گرا کے نہ سنبھال
میں نہیں وہ کہ سنبھالے سے سنبھل جاؤنگا

قیس و فرہاد کو بتلاؤنگا کچھ عشق کی راہ
آگے میں گرد طرف دشت و جبل جاؤنگا

گر پڑا آگ میں پروانہ بہ گرمی شوق
سمجھا اتنا بھی نہ کمبخت کہ جل جاؤنگا

ہوں وہ مشتاق شہادت کہ ترے ہاتھ سے
پانی کی طرح تہ شمشیر [illegible] جاؤنگا

جنبش برگ صفت باغ جہاں میں سے ذوق
کچھ نہ ہاتھ آئے تو میں ہاتھ تو مل جاؤنگا

اس سے تو داغ [illegible] وہ سپید ہو گیا
اب آتش [illegible] سے بھی داغ سیہ ہو گیا

سینے میں بوالہوس کے بھی تھا آبلہ مگر
نشتر کا نام سنتے ہی منھ زرد ہو گیا

سو بار مر کے عاشق جانباختہ ترا
لڑنے کو پھر کھڑا [illegible] گرد ہو گیا

آفت ہے گر یہ آوے کہیں سے کہ اب — آنکھ میں آ کے ٹھہرا ہے دم انتظار کا
سو بار دامن کو نہ کر ہے کیا خطر — ٹکا نہیں نگاہ کو مژگان کے خار کا
پوچھے ہے بیاباں میں تیرا سرشک — تربت ہے باغ غلم پر بن کے انار کا
پہونچے گا تیرے پاس کبوتر سے پیشتر — ہے شوق اڑ کے تیرے بیقرار کا
ہے عشق کی بیماری آنکھ سے ڈر — ٹپکا ہو پڑ گیا ہے مجھے انتظار کا
قاصد آنکھوں لگا کے کوئی خط اب رہے — آ جائے رو میں دل ہے کسی خاکسار کا
دیکھ اپنے زیر لوش کو عاشق کے تصل — دیکھا تو ہو ستارہ جو صبح بہار کا
ہے داغ داغ سات ترے زخم چشم یار — ہی ہے قصہ ہی کی او چل شکار کا
پیچھے کی دل کی آگ نہیں زیر خاک بھی — ہو گا درخت گور پہ میری چنار کا
اُس دوست نا بنا کے بس قطرہ خون — گویا کہ آب ستارہ ہے صبح بہار کا

اے ذوق کہیں ہوش تو دنیا سے دور تھا
اس میکدے میں کام نہیں ہوشیار کا

حذر ہے خون سے دل پائمال کر گیا — ہلا ہے دیکھو وہ دامن سنبھال کے لیا
بغل سے لیکے دل کو نکال کر وہ صبح — جو مانگا تو ما آنکھیں نکال کے لیا
نہیں ہے پوچھی اگر چشم یار کو داس کے — ہجوم کرتے ہیں مژگان کے بانکے کیسا
نمود خال کی دیکھو تو زیر ابرو یار — ستارہ نکلا ہے پیچھے ہلال کے کیسا
ہماری نعش پہ ہنگامہ کیوں ہے اے قاتل — اٹھا ہے قصہ یہ بعد انفصال کے کیسا
شب فراق میں اُس نے حسین کے آنکھ پھیر — سے ڈرتے ہیں آنکھیں نکال کے کیسا

ہزار دم ہیں اُسے یاد تو نے دیکھا ذوق
گیا وہ غیر کے گھر مجھ کو ٹال کے کیسا

میں کہاں سنگ در یار سے ٹل جاؤنگا — نہ وہ پتھر ہے پھسلنا کہ پھسل جاؤنگا

کرین جدائیکا کس کس کے رنج ہم اے ذوق
کہ ہونے والے ہین سب ہمسے عنقریب جدا

شکر پردے ہی مین اُس بت کو حیا نے رکھا
ورنہ ایمان گیا ہی تھا خدا نے رکھا

رہا پامال رہِ عشق مین تربت کا نشان
اُسپہ تعویذ جو نقشِ کفِ پا نے رکھا

تلخ کامی کا رہا بعد فنا بھی یہ اثر
استخوان کو مرے باقی نہ ہما نے رکھا

آشیان باغ مین ڈھونڈھا جو قفس سے جا کر
ایک تنکا بھی نہ تھا بادِ صبا نے رکھا

دل جو دیوانہ نہ تھا میرا تو پھر کیون اُسکو
پا بزنجیر تری زلفِ دوتا نے رکھا

آنکھین دیدار طلب گور سے آئی ہین نکل
دستہ نرگس کا نہین میرے سرہانے رکھا

پئے ناواقفِ رہ پہلے ہے دلبر موجود
گور سے آگے قدم دیکھو عصا نے رکھا

ناتوان ہین نہ تنِ زار مرا دیکھ سکا
خوب دھوکے مین اُسے تارِ قبا نے رکھا

نہ رکھے خوبی و زشتی سے غرض آئنہ وار
گھر مین مہمان جسے اہلِ صفا نے رکھا

کیا تماشا ہے کہ دیوانہ بنا کر اپنا
نام مجنون مرا اُس ہوش ربا نے رکھا

شربتِ مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی خضر
ایک ناکام اُسے آبِ بقا نے رکھا

نہ گیا مر کے بھی اُس مصحفِ رخسار کا شوق
کہ رہا گور پہ قرآن سرہانے رکھا

بے نشان پہلے فنا سے ہو تو ہو تجکو بقا
ورنہ ہے کسکا نشان ذوق فنا نے رکھا

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

عشق کے ڈھب پہ نہ کوئی بجز انسان چڑھا
اس کے قابو پہ چڑھا تو یہی نادان چڑھا

چڑھ گیا جبکہ زمین توسنِ وحشت اپنا
دینگے افلاک پہ ہم خاکِ بیابان چڑھا

مین نے دیکھا مہِ نو کو تو اُس ابرو کا خیال
لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہین آن چڑھا

دیکھئے ملت و دین کتنے کرے گا برباد
باد کے گھوڑے پہ وہ دشمنِ ایمان چڑھا

مجنون بھی دشت گرد تھا مانندِ گرد باد
جب خاک اُڑائی ہمنے تو وہ گرد ہو گیا

اُس صید تیر خوردہ کو تو نے کیا نہ ذبح
آخر تڑپ تڑپ کے یہان سرد ہو گیا

یان رخ شگفتگی سے گل ورد بن گیا
یان غم سے روے زرد گل زرد ہو گیا

پیرِ مغان کے پاس وہ دارو ہے جس سے ذوق
نامرد مرد مرد جوان مرد ہو گیا

پانی طبیب دے ہے ہمین کیا بجھا ہوا
ہے دل ہی زندگی سے ہمارا بجھا ہوا

کہتے تھے آفتابِ قیامت جسے سو وہ
نکلا چراغِ داغِ دل اپنا بجھا ہوا

چشمِ غضب سے نیم نگہ میرے واسطے
ایک نیچہ ہے زہر مین گویا بجھا ہوا

پھر دل مین آہِ سرد ہوئی میرے شعلہ زن
لو پھر بھڑک اُٹھا یہ فتیلا بجھا ہوا

پہلے نشانہ کرتا وہ بندوق کا مجھے
پر تھا مرے نصیب مین توڑا بجھا ہوا

جلکر اگر بجھا بھی دلِ سوختہ مگر
تو پھر جلے گا جیسے کہ کولا بجھا ہوا

ہم آپ جل بجھے مگر اس دل کی آگ کو
سینے مین ہمنے ذوق جو پایا بجھا ہوا

جدا ہون یار سے ہم اور نہون رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

تری گلی سے نکلتے ہی اپنا دم نکلا
رہے ہے کیونکہ گلستان سے عندلیب جدا

دکھادے جلوہ جو مسجد مین وہ بتِ کافر
تو چیخ اُٹھے موذن جدا خطیب جدا

جدا نہ درد جدائی ہو گر مرے اعضا
حروفِ درد کی صورت ہون اے طبیب جدا

ہے اور علم و ادب مکتبِ محبت مین
کہ ہے وہان کا معلم جدا ادیب جدا

ہجوم اشک کے ہمراہ کیون نہو نالہ
کہ فوج سے نہین رہتا کبھی نقیب جدا

فراقِ خلد سے گندم ہے سینہ چاک اب تک
الٰہی ہو نہ وطن سے کوئی غریب جدا

کیا حبیب کو مجھسے جدا فلک نے اگر
نہ کرسکا مرے دل سے غمِ حبیب جدا

پہونچی آب تیغ قاتل تا بسر اچھا ہوا
اے دل مجروح رے تو غسل کر اچھا ہوا

ایکدن بالکل نہ مین اے چارہ گر اچھا ہوا
داغ ادھر تازہ ہوا گر زخم اُدھر اچھا ہوا

کم ہوا اُس آب خنجر کی ہی آبرو
آج مدت مین ہمارا حلق تر اچھا ہوا

آرہیگا دشت مین لیلےٰ ترے نامے کے کام
ہو گیا مجنون جو کانٹا سوکھکر اچھا ہوا

روز کہتا تھا مزا مجکو چکھا دے عشق کا
بھر دیا نون اُسنے دلکو چیر کر اچھا ہوا

سنکے مجنون نے مرے شور جنون کو یون کہا
واقعی مجھ سے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا

بندھ گیا اُس مو کمر کا جب کہ مضمون کمر
ہو گئی مضمون مین دقت شعر پر اچھا ہوا

مجکو صدمے کر اگر ہے بدمزہ تیرا مزاج
یہ لو صدمہ دیا تونے اُدھر اچھا ہوا

ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا
زخم پر قسمت سے میری کارگر اچھا ہوا

کھنچ گیا میری طرف سے اور اُس دلبر کا دل
واہ وا جذب محبت کا اثر اچھا ہوا

قتل کرتا ہے ترا بسمل سے یہ کہتا کہ تو
اب تو دامن بھی ہوا لوہو سے تر اچھا ہوا

نامہ بر جاتا ہے جا جلدی چلی جان حزین
دیر مت کر ساتھ تیرے ہمسفر اچھا ہوا

آئنہ خانے مین عالم کے سمجھ لے بیمثال
تا تجھے جانین کہ یہ صاحب نظر اچھا ہوا

ہے برا تو ہی اگر آیا نظر تجھ کو برا
تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا

ذوق کے مرنے کی سنکر پہلے تو کچھ رک سے گئے
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا

خلاف وعدہ سے مین تیرے کل تو جان بلب آیا
نہ آیا آج بھی گر تو تو اے ظالم غضب آیا

چمن مین کہتے ہین پھر موسم عیش و طرب آیا
بہار مین خوب تو نہین ہنسے اگر وہ غنچہ لب آیا

عجب حیرت مین ہون جب نقطۂ خال لب آیا
دہن اُسکا عدم ہے اور دہن مین نکتہ کب آیا

وہ دست ناز لے کر مجھ سے میرے شیشۂ دلکو
ہوا خوش اسقدر گویا کہ اُسکے کف حلب آیا

تو بدا کے تشنہ کامی مارے آب خنجر قاتل
گلو تک میرے اور زخم گلو کے تا بلب آیا

مصحف رخ پہ ترے سنگ سنہرا تیرا — واہ کیا خوب ہے سونا سر قرآن چڑھا

کشتۂ دست حنابستہ ہوں ان ہاتھوں نے — کبھی دو پھول تو لا کر تو مری جان چڑھا

جب لڑی آنکھ تری کوئی مرے دل کے سوا — نوک مژگاں کے نہ سنہ پر سر میدان چڑھا

بوالہوس جاتے ہیں گر دام میں آہو کی طرح — چلہ جلد اپنی کمان پر ترے قربان چڑھا

دیکھو قسمت کا لکھا اُسنے پڑھا خط سو بار — دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا

سنگ سرمہ کو سیہ تاب تھی وہ تیغ نگاہ — گردش چشم نے پر دی ہے غضب سان چڑھا

غمزۂ یار کو دی سونپ متاع دل و جان — چور تھا پر نظر اپنی یہ نگہبان چڑھا

اشک آئے نہیں مژگاں پہ کہ یار دل بھی — پانی سو نیزے دیا باندھ کے طوفان چڑھا

حضرت عشق کی درگاہ میں آ کر اے ذوق
دل و دین دیتے ہیں سب گبر و مسلمان چڑھا

[illegible]

ہیچ جب مول وہ بانکا جو ان سینے لگا — موت کے جی میں مرے یہ نیچان لینے لگا

تیر چٹکی میں لیا اُس نے پئے جان عدو — رشک میرے دل میں کیا کیا چٹکیاں لینے لگا

نام میرا سُن کے مجنوں کو جمائی آ گئی — بید مجنوں دیکھکر انگڑائیاں لینے لگا

مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جوں روز حشر — مجھسے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا

ہے جو غنچوں کا چٹکنا انگلیوں کی سی چٹک — یہ بلائیں کسکی باغ اے باغبان لینے لگا

جسنے کی اس میکدے میں بیعت دست سبو — وہ قدم تیرے بس اے پیر مغان لینے لگا

لیکے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار — لبے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا

تیر جو کرنے لگا عشاق پر تیغ نگاہ — چشم کی گردش سے وہ کار فسان لینے لگا

حسن سے ہوتا دل آہن بھی گرم اختلاط — شمع کی گلگیر جو منہ میں زبان لینے لگا

موت اسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور — یوں ترا بیمار غم جو ہچکیاں لینے لگا

رلاگوا ے ذوق اُسکی نوک مژگاں کا خیال — تن پہ ہر مو سے مرے کار سنان لینے لگا

تھا ہر سوے مژگاں دلکو انگشت اشارت سے
سمجھنے والا سمجھا چاہئیے پر اس اشارے کا

سفید ہوں دل ہوں چاندنی کے پھول کا یکجا
دکھا دو خندۂ دنداں نما اس ماہ پارے کا

فقط تار نفس کا ذوق خط جادہ کافی ہے
پئے عمر رواں کیا چاہئے رستا گذارے کا

تھا ابھے اُنسے بیان درد جدائی کرتا
کام قاصد کا ہے یہ تیر ہوائی کرتا

پنجۂ شانہ کو دیتا ہے فلک کب ناخن
جانتا ہے کہ یہ ہے عقدہ کشائی کرتا

دیکھتا آئینہ ہیبت مغرور کا گر جاہ و جلال
کبھی فرعون نہ دعواے خدائی کرتا

خاک آئینہ سے ہے نام سکندر روشن
روشنی دیکھتا گر دل کی صفائی کرتا

نہیں گوش شنوا بلبل جہاں میں غافل
ورنہ ہر برگ ہے یاں نغمہ سرائی کرتا

بند آنکھیں کئے جاتا ہے کدھر تو کہ تجھے
ہے ترا نقش قدم چشم نمائی کرتا

سوز دل کون بجھائے کہ نہیں چشم میں اشک
پر ہے کچھ خون جگر کار روائی کرتا

بیٹھ رہیئے تو قفس ہے عجب آرام کی جاے
پر ہے بیچین ہمیں شوق رہائی کرتا

ذوق اُس پاے نگاریں کا جو ہے وصف نگار
اشک خونیں سے ہے کاغذ کو حنائی کرتا

نہ کرتا ضبط میں نالہ تو پھر ایسا دھواں ہوتا
کہ نیچے آسمان کے اک نیا اور آسمان ہوتا

ابھی کیا سر دقاتل پہ شہید تیغ جاں ہوتا
کوئی دم شمع مردہ میں بھی ہے باقی دھواں ہوتا

لکہ ہے مرغ دل اے کاش میں زاغ کماں ہوتا
کہ تا شاخ کماں پر اُسکے میرا آشیاں ہوتا

عزاداری میں ہے اُسکی یہ چرخ ماتمی جامہ
اگر جیب چاک کی صورت جو خط کہکشاں ہوتا

نصیحت ولیکن گر کاوش کسی کے نوک خنجر کا بھی
تو کیوں مخفی مرے پھوڑے تن مشک فشاں ہوتا

نہ رکھتا منہ پہ دانہ یہ مریض غم کبھی ہرگز
اگر تیرا اسیر خال دہاں ہوتا

جو روتا تلخ گرچہ تنگنائے دہر میں عاشق
تو جب گلستان یہی فلک پر غنچہ دہن ہوتا

تامل کیجیو ذوق تپیدن دیکھئے کیا ہو
کہ اب تک ذبح کرنے کا نہین قاتل کو ڈھب آیا

عبث جان منتظر ہونٹون پہ ہے وہ شوخ لب آیا
اگر حلیم کو بھی آیا تو ہم جانین کہ لب آیا

نوشتے سے ہوا اک حرف بھی ہرگز نہ بیش و کم
جو پیشانی مین تھا لکھا ہوا وہ پیش سب آیا

برنگِ غنچہ خونی دل ہے کیا اس گلستان مین
بھر آیا خون منھ مین گر تبسم زیرِ لب آیا

وہ آئین یا نہ آئین ہم نہین رنجیدہ دل اُن سے
مگر یہ رنج ہے کیون رنج ہم سے بے سبب آیا

لگائی زلف کو شانے نے جو انگلی تکا زا دل
یہ گستاخی بھلا رہ تو سہی او بے ادب آیا

ترے ڈر سے نہ آیا پاس کوئی نیچا نون کے
مگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا

مین اپنے ذوق کے قربان کہ مستی مین محبت کی
بلایا کس نے اسکو جب آیا بے طلب آیا

مرے طالع مین ہے کیا کام اے گردون ستاریکا
چمک جانا ہے کافی آتشِ غم کے شراریکا

اتارا تو نے تو سر تن سے اس شامت کے ماریکا
ارے احسان ہا نون سر سے مین سکا اُتاریکا

ستارے دیکھکر موتی تمھارے گوشواریکا
کہین ہمکو ملا یہ نور صدقہ اس ستاریکا

جسے کہتے ہین بحرِ عشق اُسکے دو کنارے ہین
ازل نام اُس کناریکا ابد نام اس کناریکا

ملے اکسیر گر اس کشت و خون سے مین نہ لون ہرگز
مرے مذہب مین خون کرنا ہے کشتہ کرنا پاریکا

نہ پکڑین دامنِ الیاس گردابِ بلا مین ہم
کہ بدتر ڈوب کر مرنے سے ہے جینا سہاریکا

مری منزل مین ہے ماہ سریع السیر وہ مہوش
خواص اسکا ہے گھر مین دشمنونکے قطب تاریکا

سرِ راہِ فنا مین ہون مہیاے سفر لیکن
برنگِ اشکِ مژگان منتظر ہون اک اشاریکا

خریدار اُسکی رحمت جنسِ عصیانکی ہے گر دیکھے
چھڑک کر بیچتا ہون نفع پر سودا خساریکا

ڈھلکتا ہے مثالِ دانۂ تسبیح کیون ناکا
کہ جب ٹھہرا سفر دنیا سے کیا کام استقراریکا

نفس ہے جادۂ عمرِ رواں جسطرح سے گذرے
بیابان پوچھے ہے اے گمراہ کیا رستہ گذریکا

کھے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا — لگی جو مجھ سے کرے تو پیے لہو میرا
نہ پہونچا گردن جانان تک اور ٹوٹ کے ہائے — پڑا گلے مین مرے دست آرزو میرا
مقام وجد مین آئین ابھی ملائک عرش — جو سن سکے مین سنے شور ہائے ہو میرا
عجب نہین ہے مرے سوزش محبت سے — کہ تار شمع ہو ہر ایک تار مو میرا
ہر رنگ آئنہ چشم پُرآب سے میرے — گرا نہ اشک کیا پاس آبرو میرا
نہ آئی اے نگہ یار تجھکو کچھ غیرت — کہ آگے تیغ اجل کے ہے سرفرو میرا
گردن مین کیا کہ گریبان صبح کے مانند — نہین ہے چاک جگر قابل رفو میرا
مجھے وہ پردہ نشین سامنے کب آنے دے — جو ذکر آنے نہ دے اپنے روبرو میرا
فلک کا رنگ جو ابتک سیاہ ہے اسیر — پڑا تھا سایہ بخت سیہ کبھو میرا

ہمیشہ مین ہون اسی داؤگھات مین اے ذوق
کہ رام ہو وہ غزال پلنگ خو میرا

نہ ہوا آب شہادت سے گلو تر نہ ہوا — مستعد جب وہ ہوا ہائے تو خنجر نہ ہوا
جلکے مین خاک ہوا تو بھی رہا دل مضطر — یہ وہ سیماب ہے کشتہ نہ ہوا پر نہ ہوا
بے چراغ اسکو نہ رکھ داغ الم سے اے عشق — خانۂ دل کوئی ویرانہ ہوا گھر نہ ہوا
کب صبا آئی ترے کوچہ سے آیا رکہ مین — جون حباب لب جو جامہ سے باہر ہوا
خون رگہائے گلو لاشۂ بے سر سے مرے — آگے کب جوش مین فوارے سے برتر ہوا
عشق یہ معجزہ کیسا ہے کہ اس کشتہ کے — ہوئے سر حلق سے پیدا ہے اور سر نہ ہوا

ذوق بیمار محبت سے خدا خیر کرے
کہ یہ آزار ہوا جسکو وہ جانبر نہ ہوا

جان لے جی مین سدا جینے کا ارمان ہی رہا — دلکو بھی دیکھا کیئے یہ بھی پریشان ہی رہا
بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا — سبزۂ تربت مرا وقف گلستان ہی رہا

بگولا گر نہوتا وادیٔ وحشت مین اے مجنون
تو گنبد ہم سے سرگشتون کی تربت پر کہان ہوتا

ترے خونی جگر کی خاک پر ہوتا اگر سبزہ
تو مژگان کیطرح سے اُسکے دائم خون چکان ہوتا

رکاوٹ دل کی اس قاتل کے وقت ذبح ظاہر ہے
کہ خنجر ہے مری گردن پہ رک رک کے روان ہوتا

نہ کرتا ضبط مین گریہ تو اے ذوق اک گھڑی مین
کٹورے کیطرح گھڑیال کے غرق آسمان ہوتا

آنکھیں مری تلوون سے وہ مل جائے تو اچھا
ہے حسرتِ پابوس نکل جائے تو اچھا

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر
جو دل کہ ہو بے داغ وہ جل جائے تو اچھا

بیمار محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جائے تو اچھا

ہو تم سے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے
لینے کو خبر اُسکی اجل جائے تو اچھا

کھینچے دل انسان کو نہ وہ زلفِ سیہ فام
اژدر کوئی انسان کو نگل جائے تو اچھا

اے گریہ نہ رکھ میرے تنِ خشک کو غرقاب
لکڑی کیطرح پانی مین گل جائے تو اچھا

تاثیر محبت عجب اک حب کا عمل ہے
لیکن یہ عمل یار پہ چل جائے تو اچھا

نفرت سے تری تارِ نفس سینے مین میرے
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا

ہان کچھ تو ہو حاصل ثمرِ نخل محبت
یہ سینہ پھپھولون سے جو پھل جائے تو اچھا

دل گر کے نظر سے ترے اُٹھنے کا نہیں پھر
یہ گرنے سے پہلے ہی سنبھل جائے تو اچھا

ق

وہ صبح کو آئے تو کرون باتین مین دوپہر
اور چاہون کہ دن تھوڑا سا ڈھل جائے تو اچھا

ڈھل جائے جو دن بھی تو اسی طرح کرون شام
اور پھر کہون گر آج سے کل جائے تو اچھا

جب کل ہو تو پھر وہ ہی کہون کل کیطرح سے
گر آج کا دن بھی یونہین ٹل جائے تو اچھا

القصہ نہین چاہتا مین جائے یہان سے
دل اُسکا کہین گرچہ بہل جائے تو اچھا

ہے قطع رہِ عشق مین اے ذوق ادب شرط
جون شمع تو اب سر ہی کے بل جائے تو اچھا

تڑپکر دامن زین کو نہ آلودہ کرے خون سے
سرِ فتراک سے کیوں تو نے صیدِ نیمجان باندھا

نہ جھاڑا عنبر کو ہرگز کہ ہوکر جھاڑ لپٹا تھا
مجھی پر گالیوں کا جھاڑ تو نے بزبان باندھا

وہ ہوں ناکام سمجھا نامرادی جو مراد اپنی
مرے مرقد پہ چلہ اُس نے آکر دستان باندھا

اُڑا دینگے دھوئیں اک آہ میں اس چرخِ گردان کے
اگر چکر دھوئیں نے دلکے زیرِ آسمان باندھا

فلک وارستہ پھرنے دے ہے کب بیخود روشونکو
گیا ہے آخرش زنجیر سے بیدِ دمان باندھا

بلا ہوں مضطرب میں بھی اسی سے برق نے دیکر
حصار اک گرد اپنے شعلۂ جوالہ سان باندھا

مرا دل آگے ہی سینے میں اک پھوڑا سا پکتا ہے
خیالِ خطِ سبز یار نے کیوں برگِ پان باندھا

دلِ مجروح پر میرے نہ سمجھو داغ حسرت کا
پرِ طاؤس اس زخمی نے ہے آ دستان باندھا

گمان دل بھاگ کر جائے کہ تیرے نخلِ قامت سے
عجب اک گرد نامہ خط نے اے سرو روان باندھا

تبِ سوزِ محبت کے لیئے چارہ نہیں قمری
یہ گنڈا نیلگون گردن پہ کیوں اے تفتہ جان باندھا

سمجھکر موجِ دریاے فنا کو خنجرِ بران
کفن مثلِ حباب اے ذوق ہمنے سر سے یان باندھا

بھڑکتا کیا کہوں سینے میں اپنے آتشِ غم کا
کہ جائے پنبہ ہے ہر داغ پر شعلہ جہنم کا

جہان میں عرصۂ عشرت سے سوا دہ چند ہے غم کا
اگر ہے عید کا اکدن تو عشرہ ہے محرم کا

ترے عاشق کو ہے یون خوشگوار آبِ دمِ خنجر
مسلمان کو لگے جسطرح شیرین آب زمزم کا

برنگِ طوقِ قمری کوئی نکلے ہے نکالے سے
کمندِ گردنِ دل ہے جو حلقہ زلفِ پرخم کا

ترے رخسار کا پرتو پڑے گر عارضِ گل پر
اڑے چشمک زنی خورشید پر ہر قطرۂ شبنم کا

سیے جاتے ہیں کس سے زخم اُس تیغِ تبسم کے
گریبان رکھتا ہے بخیہ سوزنِ عیسی مریم کا

دلیرانِ محبت کو خلش سے اُسکی ڈر کا ہے کے
پسِ مردن لحد میں بھی ہے عالم چاہِ رستم کا

خراشِ سینہ میں اک رہگیا ہے ٹوٹکر ناخن
غلط ہے جو سمجھتے ہیں کہ یہ پھاہا ہے مرہم کا

اگر آتش مزاجوں کو حسد ہو خاکساروں پر
تعجب کیا کہ ابلیسِ لعین دشمن ہے آدم کا

مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا — خاک پر روئیدہ میرے عشق پیچان ہی رہا

پستہ قندی ہے کام غیر مین وہ لعل لب — پر مرے حق مین تو سنگ زیر دندان ہی رہا

بندھ سکا مضمون نہ ہمسے اُس دہان تنگ کا — ہاتھ اپنا فکر مین زیر زنخدان ہی رہا

جاہل منکر نہ آئے راہ پر معجزے سے بھی — جہل سے بو جہل اپنی نا مسلمان ہی رہا

پاؤن کب نکلے رکاب حلقۂ زنجیر سے — توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا

کب لباس دنیوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر — خانۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے — کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

جلوہ اے قاتل اگر تیرا نہین حیرت فزا — دیدۂ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا

حلقۂ گیسو مین دیکھی کس کے رخسار کی تاب — شب مہ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا

مدتون دل اور پیکان دونون سینہ مین رہے — آخرش دل بہ گیا خون ہو کے پیکان ہی رہا

اسکو دیکھا اس سے اور اسکو نہ دیکھا جون نظر — وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا

آگے زلفین دلین لیتی تھین اور اب آنکھین تری — ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا

مجھ مین اُسمین ربط ہے گویا برنگ بوئے گل — وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا

دین و ایمان ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اس عہد مین — اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

---

طلسم طرفہ ترا آنسو نے میرے مردمان باندھا — گرہ ہے اک اک گرہ مین حاصل صد بحر و کان باندھا

ترے جوڑے کے کھلنے نے مرا دل دلستان باندھا — عجب تقدیر نے عقدہ وہان کھولا یہان باندھا

یہ بہتان کس نے افشاے محبت کا یہان باندھا — جو بعد از مرگ میرے منہ کو تو نے بدگمان باندھا

ہوئی تشہیر لاش اُس ناتوان کی جبکہ یارو مین — کوئی تار نگاہ مور جاے ریسمان باندھا

کیا مجنون تجھے آشفتگی زلف نے کس کی — کہ میرے سر پہ مرغ شانہ سر نے آشیان باندھا

ترا ہنسنا جو یاد آیا برنگ قہقہہ مینا — تو مین نے تار اک رونیکا لے لے ہچکیان باندھا

پروانہ بھی تھا گرم طپش پر کھلا نہ راز
بلبل کی تنگ حوصلگی تھی کہ غل ہوا

آئی تھی درد دل کی نہ ہرگز سمجھ مین بات
آوازہ گو بلند مثال دہل ہوا

جسکی نظر چڑھا ترا رخسار آتشین
اُسکا چراغ گور نہ تا حشر گل ہوا

بندہ نواز یان تو یہ دیکھو کہ آدمی
جز و ضعیف محرم اسرار کل ہوا

اُس بن رہا چمن مین بھی اے ذوق دلخراش
ناخن سے تیز تر مجھے یہ برگ گل ہوا

ان طپش کا ہے مزہ دل ہی کو حاصل ہوتا
کاش مین عشق مین سرتا بقدم دل ہوتا

آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا
توکسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا

چھوٹتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل شوق
دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا

چین پیشانی اگر تیری نہ ہوتی زنجیر
نالہ دیوانہ تھا جو پابہ سلاسل ہوتا

کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
اتنا دق ہوتا کہ جینا اُسے مشکل ہوتا

ذبح ہونے کا مزہ جانتا گر صید حرم
رکھ کے خنجر پہ گلو آپ وہ بسمل ہوتا

گر سیہ بخت ہی ہونا تھا نصیبون مرے
زلف ہوتا ترے رخسار کا یا تل ہوتا

آتا کیون مصر مین کنعان سے نکلکر یوسف
جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا

موت نے کر دیا ناچار وگرنہ انسان
ہے وہ خود بین کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

آپ آئینہ ہستی مین ہے تو اپنا حریف
ورنہ یان کون تھا جو تیرا مقابل ہوتا

دل گرفتون کی اگر خاک چمن مین ہوتی
تو جہان دیکھتے ہو غنچہ دہان دل ہوتا

سینہ چرخ مین ہر اختر اگر تو ہے تو کیا
ایک دل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا

ہوتی گر عقدہ کشائی نہ یداللہ کے ہاتھ
ذوق حل کیونکہ مرا عقدۂ مشکل ہوتا

جو نہ رنگ رخ ماتم کا یہان نمود ہوتا
تو زمین نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا

خط اُسکا وصل کی دولت کا ہے پیغام ایقان
لگا قسمت سے نسخہ ہاتھ یا اکسیر اعظم کا

شہید اے ذوق سینے مین ہوئی ہین حسرتین لاکھون
مری جو آہ ہے گویا ہے وہ اک نخل ماتم کا

گل اُس نگہ کے زخم رسیدون مین ملگیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین ملگیا

لذت کو تیغ عشق کی سن سن کے بوالہوس
اکر ملخ سا حلق بریدون مین ملگیا

کیا جانے تیغ عشق کی لذت کو بوالہوس
گو جون ملخ وہ حلق بریدون مین ملگیا

گر بعد فقر کے سگ دنیا ہوا فقیر
کمبخت پاک ہوکے پلیدون مین ملگیا

دکھلا کے کہکشان سے فلک چاک سینہ کو
اُس ماہوش کے سینہ دریدون مین ملگیا

اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار
صاف آئنہ کا دیدہ ندیدون مین ملگیا

حب حسین ذوق وہ شے ہے کہ جس سے حر
تھا گرچہ اشقیا مین سعیدون مین ملگیا

وہ کون ہے جو مجھپہ تاسف نہین کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اُف نہین کرتا

کیا قہر ہے وقفہ ہے ابھی آنے مین اُنکے
اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا

تا صاف کرے دل نہ مئے صاف سے صوفی
کچھ سود و صفا علم تصوف نہین کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے
دنیا کے زر و مال پہ مین تُف نہین کرتا

پڑھتا نہین خط غیر مراد اُن کسی عنوان
جب تک کہ عبارت مین تصرف نہین کرتا

کچھ اور گمان گذرے نہ دلمین ترے کافر
یاد اس لیئے مین سورۂ یوسف نہین کرتا

اے ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر
آرام سے وہ ہے جو تکلف نہین کرتا

محفل مین شور قلقل مینائے مُل ہوا
لا ساقیا شراب کہ توبہ کا قُل ہوا

دریائے غم سے میرے گذرنے کیواسطے
تیغ خمیدہ یار کی لوہے کا پُل ہوا

مذکور تری بزم مین کس کا نہین آتا
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا

جینا ہمین اصلا نظر اپنا نہین آتا
گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا

کیا جانے اُسے وہم ہے کیا میری طرف سے
جو خواب مین بھی رات کو تنہا نہین آتا

بیجا ہے ولا اُسکے نہ آنے کی شکایت
کیا کیجے گا فرمایئے اچھا نہین آتا

کس دن نہین ہوتا قلق ہجر ہے مجھ کو
کس وقت مرا منہ کو کلیجا نہین آتا

ہم رونے پہ آجائین تو دریا ہی بہا دین
شبنم کی طرح سے ہمین رونا نہین آتا

آتا ہے تو آجا کہ کوئی دم کی ہے فرصت
پھر دیکھیے آتا بھی ہے دم یا نہین آتا

ہستی سے زیادہ ہے کچھ آرام عدم مین
جو جاتا ہے یان سے وہ دوبارا نہین آتا

ساتھ اُسکے ہین ہم سایہ کے مانند لیکن
اس پر بھی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا

غافل ہے بہار چمن عمر جوانی
کر سیر کہ موسم یہ دوبارا نہین آتا

دل مانگنا مفت اور پھر اُس پہ تقاضا
کچھ قرض تو بندے پہ تمھارا نہین آتا

دنیا ہے وہ صیاد کہ سب دام مین اُسکے
آجاتے ہین لیکن کوئی دانا نہین آتا

جاتی رہی زلفون کی لٹک دل سے ہمارے
افسوس کچھ ایسا ہمین لٹکا نہین آتا

جو کوچہ قاتل مین گیا پھر وہ نہ آیا
کیا جانے مزا کیا ہے کہ جینا نہین آتا

آئے تو کہان جائے نہ تا جی سے کوئی جائے
جبتک نہین آتا اُسے غصا نہین آتا

دیتا دل مضطر کو ترے کچھ تو نشانی
پر خط بھی ترے ہاتھ کا لکھا نہین آتا

آیا ہے دم آنکھون مین دم حسرت دیدار
پر لب پہ کبھی حرف تمنا نہین آتا

مین جاتا جہان سے ہون تو آتا نہین ابتک
کافر تجھے کچھ خوف خدا کا نہین آتا

قسمت ہی سے ناچار ہون اے ذوق وگرنہ
سب فن مین ہون مین طاق مجھے کیا نہین آتا

ساتھ آہ کے دل بھی مع پیکان نکل آیا
تھا کام تو مشکل مگر آسان نکل آیا

کسی رنج کش کو دیتا تو کچھ اُسکو سود ہوتا
دل سخت کاش کافر حجر الیہود ہوتا

تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا
تو نہ پھر ظہور ہوتا نہ کہیں شہود ہوتا

تری بزم مین تو جلتا کہ تجھے بھی بو پہونچتی
جو بو طین تھا دلکو جلنا تو بلا سے عود ہوتا

لب نازک اُسکا کیونکر کبھو بار حرف اُٹھائے
کہ جو صد منہ تبسم سے بھی ہے کبود ہوتا

یہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی
تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا

جو حسد کسی کو تجھ پر ہو تو ہے یہ تیری خوبی
کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیون حسود ہوتا

نہ خاک ہوتا ظاہر جو سلگنا اپنے دل کا
تو شرار سنگ تربت مین بھی اپنے دود ہوتا

جو ہین سرگذشتہ اُنکو نہین دینا سر کا مشکل
کہ وہ سر بکف نہوتا جو نہ دست جود ہوتا

جو رقیب زر بکف ہین کبھی ہوتے سر بکف بھی
ترے جان نثار کا سا نہین دست جود ہوتا

ترے در کی جبہ سائی اگر اشک اپنے کرتے
سر قطرہ قطرہ پر اک اثر سجود ہوتا

کوئی زہر نوش مجھسا نہین ذوق ہوسکا ورنہ
شجر زقوم دوزخ مین بھی خشک دود ہوتا

اُس نے جب ہاتھ بہت رد و بدل مین مارا
ہم نے دل اپنا اُٹھا اپنی بغل مین مارا

آنکھ سے آنکھ لڑی ہے مجھے ڈر ہے دل کا
کہین یہ جائے نہ اس جنگ و جدل مین مارا

دل کو اُس کاکل پیچان سے نہ بل کرنا تھا
یہ سیہ بخت گیا اپنے ہی بل مین مارا

چرخ بدبین کی کبھی آنکھ نہ پھوٹی سو بار
تیر نالے نے مرے چشم زحل مین مارا

اُس لب و چشم پہ ہے زندگی و مرگ اپنی
کہ کبھی دم مین جلایا کبھی پل مین مارا

کون سنتا ہے تری زلف مین دلکی فریاد
کہ مسلمان کو ہے کافر کے عمل مین مارا

عرس کی شب بھی مری گور پہ دو پھول آئے
پتھر اک گنبد تربت کے کنول مین مارا

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یارون نے بہت زور غزل مین مارا

یان تک عدو زمانہ ہے مردِ دلیر کا
جھلسے ہین سخت شکار کئے پر بھی شیر کا

جس گھر مین ہو لڑائی وہان آدمی نہین
کانٹا سمجھئے سیہ کا یا گل کنیر کا

مجنون کی روح دشت مین مانند گردباد
کرتی طواف تھی ترے مجنون کے ڈھیر کا

ہین اُس صنم کے ملنے کے رستے تو سینکڑون
پر کوئی راست ہے کوئی رستہ ہے پھیر کا

دم آچکا لبون پہ ہے آنکھون مین انتظار
بے دید جلد آ کہ نہین وقت دیر کا

چھوڑا نہ ایک دانہ اختر سحر تلک
گردون کو لگ گیا جو مزا شب ٹھنگیر کا

کوٹھے پہ اُن کے خوب بجے آج رات کو
تھا ہاتھ آ گیا جو سہارا منڈیر کا

ہوتے زبان حال سے مضمون ہین دو ادا
جس مین نہ اختلاف زبر کا نہ زیر کا

زیبا ہے ذوق خرقۂ درویش مرد کو
برقع کبھی نہ پائے گا نامرد شیر کا

دریائے اشک چشم سے جس آن بہ گیا
سن لیجیو کہ عرش کا ایوان بہ گیا

دل بے گدازِ عشق کہ خون ہو کے دل کے ساتھ
سینہ سے تیرے تیر کا پیکان بہ گیا

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا مین کیون
کیا ڈیڑھ چلو پانی مین ایمان بہ گیا

ہے موجِ بحرِ عشق وہ طوفان کہ الحفیظ
بیچارہ مشتِ خاک تھا انسان بہ گیا

دریائے اشک سے دمِ تحریرِ حالِ دل
کشتی کی طرح میرا قلمدان بہ گیا

یہ روئے پھوٹ پھوٹ کے پانون کے آبلے
نالہ سا ایک سوے بیابان بہ گیا

تھا تو بہا مین بیش پر اس لب کے سامنے
سب مول تیرا لعل بدخشان بہ گیا

کشتی سوارِ عمر ہین بحرِ فنا مین ہم
جس دم بہا کے لے گیا طوفان بہ گیا

تھا ذوق پہلے دلی مین پنجاب کا سا حسن
پر اب وہ پانی کہتے ہین ملتان بہ گیا

مژدہ عاشق ہو گیا اُس غیرتِ شمشاد کا
غل مچایا قمریون نے ہے مبارکباد کا

شب مینے نیت جو کیا توبہ کا ساقی — مغرب سے سحر مہر درخشان نکل آیا

عصمت بھی ہے کیا شے کہ الگ یوسف کنعان — در ہائے مقفل سے عزیزان نکل آیا

تنگ آکے جو دم تن سے نکلجائے تو جانون — زندان سے کوئی قیدی زندان نکل آیا

ہاتھ آئے نہ قسمت کے سوا گوہر مقصود — دریا سے تہی پنجۂ مرجان نکل آیا

رات آہ مین یون سینے سے اک شعلہ سا چمکا — مین نے تو یہ جانا دل سوزان نکل آیا

ناقوس یہ کس دلسے کیا نالۂ جانسوز — یان دلکا دھوان آہ سے بیجان نکل آیا

تھا کوچۂ قاتل مین شہادت کا دفینہ — کھودا جو کنوان گنج شہیدان نکل آیا

دل رکھ کے کہین ذوق کا ہم بھول گئے تھے
تھا گم وہ کئی دن سے مگر ہان نکل آیا

[illegible]

ہر اک سے ہے قول آشنائی کا جھوٹا — وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا

بناتا ہے آئین الفت مین تجھکو — یہ شیوہ تری بیوفائی کا جھوٹا

نہ منھ ڈال خار آبلے مین کہ ہوگا — یہ ساغر ہے کہربائی کا جھوٹا

نہ کیون تیرے دانتون سے جھوٹا ہو موتی — کہ دعوے کیا تھا صفائی کا جھوٹا

مجھے نعمت خلد سے بھی ہے بہتر — ترے در پہ ٹکڑا گدائی کا جھوٹا

ترا قول ہاتھون مین چمکا رہا ہے — نگین خاتم دلربائی کا جھوٹا

رسائی ہوئی جب کہ دامن تک اسکی — ہوا ہاتھ اپنی رسائی کا جھوٹا

مزے لیکے ہووے اگر موت پاوے — یہ پانی مریض جدائی کا جھوٹا

اڑا کر کیا رنگ الفت کو رخ نے — یہ ساغر ہے دلربائی کا جھوٹا

لگے طاق ابرو مین تھے حضرت دل — تو دعوے ہوا نارسائی کا جھوٹا

خدا جانے ہے ذوق جھوٹا کہ سچا
مگر وہ نہین آشنائی کا جھوٹا

خجل اپنے گناہوں سے ہوں میں یاں تک کہ جب رویا
تو جو آنسو مری آنکھ سے نکلا سر فرو نکلا

گھسے جب ناخن تدبیر اور ٹوٹی سر سوزن
گرہ تھا دل میں جو کانٹا نہ وہ ہرگز کبھو نکلا

اُسے عیار پایا یار سمجھے ذوق ہم جسکو
جسے یاں دوست اپنا ہم نے جانا وہ عدو نکلا

جب بیجان ہوں کوچۂ قاتل میں لوٹنا
قاتل ہے لوٹنے پہ مرے دل میں لوٹنا

لیلیٰ کے شوق وصل میں مجنوں کو دیکھنا
کیا کیا ہے راہ ناقۂ محمل میں لوٹنا

غیروں سے دیکھ دیکھ تری گرمجوشیان
میں آگ پر ہوں رشک سے محفل میں لوٹنا

وہ لب نے تیرے غنچہ کو اکسیر مسکرات
گل ہو کے ہے جو پارے عنا دل میں لوٹنا

کعبہ کا رخ ہے اور ترے درد فراق سے
میں اے صنم ہوں پہلی ہی منزل میں لوٹنا

دل کا سا ہوتا گر دُر غلطان کو اضطراب
پھرتا تمام دامن ساحل میں لوٹنا

سودائیوں کے دل پہ تری یاد زلف میں
اک سانپ سا ہے قید سلاسل میں لوٹنا

کس کس مزے سے لوٹتے ہیں سیکدہ میں مست
ہے ایک کے جو ایک مقابل میں لوٹنا

بے آب تیغ ماہی بے آب کی طرح
اے ذوق دل ہے سینۂ بسمل میں لوٹنا

[illegible]

عالم ہے زندگی میں زمانہ شباب کا
گلشن میں برگ برگ ہے پھول آفتاب کا

جلوہ ہو کیونکہ خاک پہ تاب عتاب کا
جلتا نہیں ہے برق سے دامن سحاب کا

اے گلرخو نہ چھیڑنا دامن سحاب کا
دیکھو چھلک رہا ہے کٹورا گلاب کا

اس گل بغیر طوطی بسمل سے کم نہیں
سبزہ مزار عاشق پر اضطراب کا

صد پارہ دل ہے گنجفۂ عشق ہو گیا
اور ہر ورق پہ نقش ہے حکم آفتاب کا

ہے دل جلوں کے واسطے یا مہر تو خوب
اُڑنا مگر محال ہے مرغ کباب کا

ٹپکے اگر عرق گل رخسار سے ترے
دریا میں ہر حباب ہو شیشہ گلاب کا

ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا
خوب طوطی بولتا ہے ان دنوں صیاد کا

روز مرگِ عاشق ناشاد ہے شادی کا دن
ہے بجائے شورِ ماتم غل مبارکباد کا

آنچ سے تلوار کی ڈرتا نہیں یہ سخت جان
کشتہ کرنا سخت ہی مشکل ہے اس فولاد کا

کچھ گدازِ عشق میں ہوتا اثر تو دیکھتے
کوہ کے چشموں سے ہوتا خوں رواں فرہاد کا

ہو سبق آموز شوخی گر پری کو چشم شوخ
کام لے موجِ نگہ سے سیلیِ استاد کا

سوزشِ غم سے ہزاروں داغ جل جلکر پڑے
ہوگیا پیراکفن جامہ مگر حداد کا

سرو موجِ آب جو سے پاے در زنجیر ہے
دیکھ لو آزاد کو یہ حال ہے آزاد کا

آبیاری ہے تری تلوار میں یا ہوگیا
آب زہرہ سخت جانی سے مری فولاد کا

یاد کرتا ہے مجھی کو پہلے وقتِ قتلِ عام
کیوں نہ میں کشتہ ہوں اے قاتل تری اس یاد کا

میں ہوں چکر میں لگی جس دن سے دنیا کی ہوا
حال میرا ہے بعینہ آسیاے باد کا

سر ترے کشتہ کا دیکھے گا نہ ہرگز روے خاک
لے اڑے گا شوق پابوسی اسے جلاد کا

سلسلہ میں لفظ و معنی کی نہ آیا دل کبھی
ابجد عالم میں گویا تھا الف آزاد کا

یوں تو ہے استاد شیطاں یہ کہوں کیا تجھکو دل
تو تو شاگردی میں بھی استاد ہے استاد کا

ذوق حیراں ہے بہت فکرِ کشادِ کار میں
یا علی مشکل کشا یہ وقت ہے امداد کا

مرے سینہ سے تیرا تیر جب اے جنگجو نکلا
دہانِ زخم سے خوں ہو کے حرفِ آرزو نکلا

مرا گھر تیری منزلگاہ ہو ایسے کہاں طالع
خدا جانے کدھر کا چاند آج اے ماہرو نکلا

پھرا گر آسماں تو شوق میں تیرے ہے سرگرداں
اگر خورشید نکلا تیرا گرمِ جستجو نکلا

مئے عشرت کا تھا خمخانۂ افلاک پر دھوکا
کہ تھا لبریز غم اس غمکدہ سے جو سبو نکلا

ترے آتے ہی آتے کام آخر ہوگیا میرا
رہی حسرت کہ دم میرا نہ تیرے روبرو نکلا

نہیں تجھکو نہ پایا گرچہ ہم نے اک جہاں ڈھونڈا
پھر آخر دل ہی میں دیکھا بغل ہی میں سے تو نکلا

خارِ وحشت سے کہو چھوڑ دے دامن دلکا
ہے خطِ جادہ فقط چاکِ گریبان میرا

تو میان مین آئینہ رخ کے گئی جان نکل
رہ گیا ہائے کھلا دیدۂ حیران میرا

اے جنون تو بھی ہو دنیا مین یونہین خانہ خراب
خاک در خاک کیا خانۂ ویران میرا

نظمِ معنی کا بکھر جائے ابھی حرف سے حرف
باندھین گر اہلِ سخن حالِ پریشان میرا

خندۂ جام کو مینا کے لبون پر رکھ دو
دیکھو پھر ہنستا ہے کیا کیا لبِ خندان میرا

اپنا رونا مجھے ہنسنے سے مبارک ہو ذوق
دیکھ خندان ہو جو وہ دیدۂ گریان میرا

رکھتے تھے جو کشورِ کسرا و قیصر زیرِ پا
ہے انہی کا آج سر با تاج و افسر زیرِ پا

اے جنون ہم پا برہنہ گرم پتھر زیرِ پا
دوپہر سے سایہ بھی بیٹھا ہے چھپکر زیرِ پا

تم جلو رکھ کر جو میرا دیدۂ تر زیرِ پا
پل ہون بحرِ اشک پر مژگان سراسر زیرِ پا

خاکساری کو ہماری مل گئی اکسیرِ عشق
اب تو پارس ہوگا جو آئیگا پتھر زیرِ پا

میری آنکھونکو ملو تم لے کے تلوون کے تلے
کیون نشہ مین توڑتے ہو رکھ کے ساغر زیرِ پا

ہے نمازِ کشتۂ قامت بجائے جانماز
اے قیامت لا بچھا دامانِ محشر زیرِ پا

زیرِ دستی پر بھی ہے موذی سے لازم احتراز
جب دبے گا سانپ کاٹیگا مقرر زیرِ پا

ہین ترے مجنون کے مژگان وادیِ وحشت کے خار
راہ آنکھون کے نکل آئے ہین چبھکر زیرِ پا

بو نہ گل مہندی کے گلبن رشکِ گل گھلون مین تو
آ کھڑا ہو رکھ کے میرا کاسۂ سر زیرِ پا

فاتحہ عاشق کا دیتا ہے تو واجب ہے ادب
اپنے کفشِ پا کو رکھ لے پاسے باہر زیرِ پا

مین ہون وہ کشتی شکستہ بحرِ الفت مین صبا
ایک تختہ رہ گیا ہے جس کے بچ کر زیرِ پا

قصرِ تن کو ذوق سب غارت کریگا ایکدن
چیونٹیون کا پھر رہا ہے یہ جو لشکر زیرِ پا

دشمنِ جان یک بیک سارا زمانہ ہو گیا
ہائے تاثیرِ محبت یہ ستم کیا ہو گیا

اے آفتاب تیرے رخ تابناک سے — کیا کیا چمک رہا ہے ستارہ حباب کا

ہوتا ہے دل جلوں سے کہیں ذوق ضبط آہ
موج دخان سے ضبط نہ ہو پیچ و تاب کا

نالہ جب دل سے چلا سینہ میں پھوڑا اٹکا — چلتی گاڑی میں دیا عشق نے روڑا اٹکا
جلد آ وعدۂ دیدار پہ اے وعدہ خلاف — کب تک اٹکا ہے دم آنکھوں میں تھوڑا اٹکا
توسن عمر رواں ہر نفس اڑتا ہی رہا — کبھی میدان فنا میں نہ یہ گھوڑا اٹکا
بھاگا مجنوں مری وحشت سے بگولے کی طرح — سامنے میرے ذرا بھی نہ بھگوڑا اٹکا

لے گئے مہ کے بھی اے ذوق رکاوٹ لیں
ہاتھ تلوار کا جو یار نے چھوڑا اٹکا

ہر گام پہ رکھے ہے وہ یہ ہوش نقش پا — ہو خاک عاشقان نہ ہم آغوش نقش پا
افتادگان کو بے سر و سامان نہ جانیو — دامان خاک ہوتا ہے روپوش نقش پا
اعجاز پا سے تیرے عجب کیا کہ راہ میں — بول اٹھے منہ سے ہر لب خاموش نقش پا
اس رہگذر میں کس کو ہوئی فرصت مقام — بیٹھے ہے نقش پا بسر دوش نقش پا
جسم نزار خاک نشینان کوے عشق — یوں ہے زمیں پہ جیسے تن و توش نقش پا
فیض برہنہ پائی مجنوں سے دشت میں — ہر آبلہ بنے ہے در گوش نقش پا

پابوس در کنار کہ اپنی تو خاک بھی
پہنچی نہ ذوق اُسکے ہم آغوش نقش پا

جل اٹھا شمع نمط تار رگ جان میرا — آہ روشن نہ ہوا کلبۂ احزان میرا
ہنسنے دیکھا جو لب زخم تو بولا قاتل — آج تیرا ہے دہن اور نمکدان میرا
کر کے بسمل مجھے کس ناز سے کہتا ہے وہ شوخ — دیکھ تر کیجو نہ خون سے کہیں دامان میرا
اے جنون دن سے سوا آنکھ دشمن کردے — مہر گردون ہو جو داغ دل سوزان میرا

جو چڑھا اوجِ فنا پر وہ گرا سایہ نمط — پانؤن اس کوٹھے پہ ہے سب کا پھسلتے دیکھا

کوے جانان میں ہے دل جیسا گیا تھا ویسے — ہم نے بچے کو بھی ایسا نہ مچلتے دیکھا

زلف کہتی ہے در گوش سے دکھلا دو کوئی — گر سرِ بجنہ سے ناگن کو ہو نکلتے دیکھا

کج ادائی گئی کب ہم سے ترے ابرو کی — شاخِ آہو سے ہے خم کس نے نکلتے دیکھا

اشک کو لیتا نہ دامن میں تو کیا کرتا میں — گاہوارہ میں یہ لڑکا نہ سنبھلتے دیکھا

جا چھپا شرم سے ظلمات میں جو آبِ حیات — تجکو دانتوں پہ مسی ہے کبھی ملتے دیکھا

کوے جانان سے ہم اور خلد سے آدم نکلے — اُن کو دیکھا نہیں پر ہم کو نکلتے دیکھا

خانۂ دل کے سوا آتش غم سے اے ذوق — سامنے آنکھوں کے گھر کس نے ہے جلتے دیکھا

بہ رنگِ گل صبا سے کب کھلا دلگیر دل میرا — کہ ہے باغِ جہان میں غنچۂ تصویر دل میرا

خطِ عارض کا تیرے رات دن جو دھیان رکھتا ہے — تلاوت کرتا ہے قرآن با تفسیر دل میرا

ورق پر سینہ کے کھینچا ہے تارِ اشک سے سطر — کریگا شرحِ دردِ عشق کی تحریر دل میرا

سنبھالے رکھ ذرا اے آسمان دیکھ اپنے دامن کو — زمین پر کھینچتا ہے نالۂ شبگیر دل میرا

بتون کی سرد مہری نے کھلا دی زعفران لیکن — کرے کیا گرمجوشی ہو گیا کشمیر دل میرا

تری چشمِ فسون گر نے کہان سیکھا تھا یہ جادو — کیا ہے اک نگہ میں لے پری تسخیر دل میرا

تصور میں کسی تیغِ نگہ کے کشورِ الفت — ہوا تسخیر کر کے صاحبِ شمشیر دل میرا

بتو گر حسن کی دولت سے تم ہو بن گئے پارس — ہوا ہے کیمیاے عشق سے اکسیر دل میرا

کبھی منت کی زنجیر اُنکو پہنے اُس نے دیکھا تھا — ہے ابتک پہنے تارِ اشک کی زنجیر دل میرا

نشان تو رہنے دے قاتل ذرا سا خون لگا دامن — قیامت میں ترا آتا ہووے دامنگیر دل میرا

جنون کا عشق ہے گر ذوق تو ساری خدائی میں — کریگا شہر شہر اک دن مجھے تشہیر دل میرا

تم میں تھا یا مجھ میں تھا دل پھر کہو کیا ہو گیا
دل کے جانے کا تو عالم کو اچنبھا ہو گیا

جس کو اے ظالم تری مژگان کا کھٹکا ہو گیا
سوکھ کر ایسا ہوا دبلا کہ کانٹا ہو گیا

سمجھے ان سے دوستی کی وہ ہیں کرتے دشمنی
دیکھو کیا سوچا تھا ہم نے اور واں کیا ہو گیا

بادۂ گلگون نے رنگ رخ کو روشن کر دیا
پہلے تھا گلرنگ مکھڑا اب بھبوکا ہو گیا

جب اٹھا تابوت تیرے کشتۂ حسرت کا آہ
شور ماتم تھا کہ اک عالم میں برپا ہو گیا

تم نے کل عزم سفر کا ہم کو تھا بھیجا پیام
لو سفر یاں آج دنیا سے ہمارا ہو گیا

پھر چلا اے حضرت دل ہو چکا ملنا بس اب
آج گھر میں غیر کے پھر ان کا رہنا ہو گیا

مرنا جینا ایک جانا ہے نگاہوں پر تری
جس نظر سے آنکھ بھر کر تو نے دیکھا ہو گیا

خط لکھا مجھکو تو اس میں نام بھی پورا نہ تھا
کیا کہوں قسمت کا لکھا آج پورا ہو گیا

وہ تو خود شعلہ تھا جب میں نے کہا ہو شعلہ خو
اس لطیفہ سے بھڑک کر آگ دونا ہو گیا

غیر کے گھر ہم سے تو اڑ کر اگر پہنچا تو کیا
تیرے جانے کا تو اک عالم میں چرچا ہو گیا

گرم ہو کر آتا ہے منہ پر مرے طفل سرشک
دیکھ کیا اے چشم ترا تربیہ لڑکا ہو گیا

کر دیا تیغ نگہ نے ایک عالم کا ہے خون
نام بدنام اے صنم ناحق قضا کا ہو گیا

یاد زلف عنبریں میں رات یہ آہیں بھریں
گنبد گردون سیہ سارے کا سارا ہو گیا

ذوق نے جو زلف کو چھیڑا تو لے مجھسے قسم
تو نے خود چھیڑا اسے اور برہم اتنا ہو گیا

---

کوہ کے چشموں سے اشکوں کو نکلتے دیکھا
اے صنم پر ترا پتھر نہ پگھلتے دیکھا

ضعف سے سینہ میں کانپے ہے مرا دم جس طرح
ریگ کو شیشۂ ساعت میں نہ چلتے دیکھا

تھا میں اس باغ میں نخل گل آتشبازی
پھولتے دیکھا مگر آہ نہ پھلتے دیکھا

اس رخ و زلف کے آگے نہ ہوا مہ کو فروغ
آگے کالے کے دیا کہنے ہے جلتے دیکھا

اے صبا جنبش سبزہ کے سوا کس کو بھلا
مورچھل گور غریبان پہ ہے جھلتے دیکھا

شیشۂ دل مین ہے کیا چمکا شرارِ عشقِ یار
شیشہ گر رکھ تو بھی شیشہ کو نہ اخگر سے جدا

خط شروعِ ناتوانی ہوگیا اُٹھتے ہی آہ
جون پرِ کمزور باندو سے کبوتر سے جدا

حضرتِ آدم کو شیطان نے نکالا خلد سے
غیر نے ہمکو کیا ہے کوسے دلبر سے جدا

ذوق ہے ترکِ وطن مین صاف نقصِ آبرو
بکتے پھرتے ہین گہر ہوکر سمندر سے جدا

لختِ دل اور اشکِ تر دونون ہم دونون جدا
ہین روان دو ہمسفر دونون ہم دونون جدا

مین نہ چکوا ہون وہ چکوی پھر یہ آخر کس لیے
رہتے ہین شب تا سحر دونون ہم دونون جدا

وصل کی شب نکہت و گل کی طرح ہم اور وہ
رہتے ہین باہم دگر دونون ہم دونون جدا

شکلِ عکس و آئنہ تیرا خیال اور میرا دل
آ سکتے ہین سینہ بر دونون ہم دونون جدا

ذوق ہین سینہ مین اوراقِ جلاجل کی طرح
دل جگر با شور و شر دونون ہم دونون جدا

لعلِ لب دندانِ صنم کا دل نے جب سے خیال کیا
ختمِ تکلم کہتے ہے گویا ہم نے زبان کو لال کیا

لیگا دلا اس عشق سے کیا تو جس نے ہے کوہ و صحرا مین
مجنون کا وہ حال کیا فرہاد کا ہے وہ حال کیا

پھرتا ہے تو اے چاند کے ٹکڑے لیکہ شب و روز آنکھون مین
دلنے روشن ہو کے شفق تک کو ہے مہ و ہلال کیا

آتشِ گل بھی روشن وہان یہان چمکا ہمارے دلکا جنون
موسمِ گل نے کیا ہنگامہ گرم ہے اب کے سال کیا

سادہ رخون سے کی جو محبت تیری ہی تھی یہ وہ دلی
سجدہ جھکر اُس شوخ کے اپنا کالا منہ آخال کیا

موقلم ایسا لاؤن کہان سے جو یہ کرے تحریر یقین
حال تو دیکھو تم نے مجھے ہر موئے تن سے وبال کیا

نامۂ یار کو رکھ دیجو تو ہمدم میرے زیرِ کفن
نامہ جواب نامہ ہے اپنا وہان جو کسی نے سوال کیا

شمع نمط ہر خارِ جنون کی انگلی پکڑی جاتی ہے
آبلون مین نہ تیزاب تھا گر تو ناحق کیون پامال کیا

آگ ہے دل مین دھجگر مین آنکھ مین آنسو لب پہ فغان
عشق نے اُس کے ذوق ہمارا دیکھو تو ہے یہ حال کیا

اُن سے کچھ وصل کا ذکر اب نہین لانا اچھا
وہ جو کچھ کہوین تو تم بھی کہے جانا اچھا

تم نے دشمن سے جا بنا ہمین جانا اچھا
یار نادان سے تو ہے دشمن دانا اچھا

پھول گل مہندی کے لا لاکے نہ ہاتھون مین ملو
خون عاشق نہین مرقد پہ بہانا اچھا

طائر جان کے سوا کوچۂ جانان کیطرف
نامہ بر کون ہے جو کیجے روانا اچھا

طاق ابرو کے تصور مین دلا کھینچ نہ آہ
سمت کعبہ پہ نہین تیر لگانا اچھا

مہ کمان دیکھو کچھ اس مین بھی نہ ڈالین رخنہ
روزن در سے نہین آنکھ لڑانا اچھا

آتش عشق ہے سینہ مین دبی دیکھ اے چشم
اب نہین دامن مژگان کا ہلانا اچھا

بیٹھ رہ کرکے قناعت کہ بشکل مہ نو
چھوڑ سے آدمی تو نہین ساری کو جانا اچھا

مرغ دل نے نگہ یار سے پوچھا اٹھکر
پھر بھی کہنا کہ لگاتے ہین نشانا اچھا

ہان تو دم مین نہین دم اور وہ لیے تیغ دودم
کہتے ہین دیکھو نہین دم کا چرانا اچھا

طرۂ شمشاد دکھاتا ہے تری زلفون کو
لاؤ آرہ کہ یہی اسکو ہے ستانا اچھا

ساقیا ابر ہے آیا تو بڑھا خم پہ ہاتھ
کہ گھٹا مین نہین ہمت کا گھٹانا اچھا

جل کے گر قطرۂ خون دل کا ہوا اشک آلود
تو نہین نیچۂ مژگان سے گرانا اچھا

گردش عمر مین تسبیح سلیمانی کا
آج اک ہاتھ لگا ہے مرے دانا اچھا

سامنے یار کے اے ذوق بہانا آنسو
ہے تو چاہت کے جتانے کو بہانا اچھا

چاہے عالم مین فروغ اپنا تو ہو گھر سے جدا
دیکھ چمکے ہے شرر ہوتے ہی پتھر سے جدا

کیجو شاطر نہ سبزۂ گوش دلبر سے جدا
بد نما ہے گر رکھین مینا کو ساغر سے جدا

دل مرا یارب نہو زلف معنبر سے جدا
سر جدا ہو تن سے یہ سودا نہو سر سے جدا

لکھے شرح سوزش ہجران جو تیرا بیقرار
ہون تڑپ کر جون شرر ہر نکتہ دفتر سے جدا

خندق پائے نگارین کا ہون مین سودا زدہ
قطرۂ خون بھی نہ ہوگا نوک نشتر سے جدا

ہو جہان کشتۂ مژگان کا تمھارے مدفن
عوض سبزہ ہو وان خاک سے نشتر پیدا

عاجزی سے سبب آئے نہ ہوا مین کمزور
موت ہے چیونٹی کی ہووین اگر پر پیدا

قصد پرواز کرے کیون نہ مرا طائرِ روح
تیرے خنجر سے جو پہلو مین ہو نشتر پیدا

خط ترے شعلۂ رخسار پہ ہے معجز حسن
ورنہ ہو سبزہ بھلا آگ پہ کیونکر پیدا

خاک دل سوختہ یک مشت ہو گر صرف چمن
ہووین غنچون کی جگہ باغ مین اخگر پیدا

رخ روشن پہ عیان ہین جو عرق کے قطرے
کیا تماشا ہے کہ دن کو ہوئے اختر پیدا

درفشان وقتِ سخن ہین لبِ رنگین تیرے
ہوتے گویا ہین یہان لعل سے گوہر پیدا

اشکِ گرم ایک بھی دریا مین جو ٹپکے میرا
جائے ماہی ہو تہ آب سمندر پیدا

آسمان سخت مزاجون کو ہنر دیتا ہے
دیکھ لو ہوتے ہین فولاد مین جوہر پیدا

سر کٹانے مین مزا وہ ہے کہ جی چاہتا ہے
سر ہر موے بدن ہووے جدا سر پیدا

بے مکین ہوتی نہین زیب مکان کی اے ذوق
خانۂ دل ہے تو کر لو رخ دلبر پیدا

[illegible]

ترے ہاتھون کوئی آوارہ اے گردون نہ ٹھہریگا
ولیکن تو بھی گر چاہے کہ مین ٹھہرون تو ٹھہریگا

جو تنک کرنا قصۂ لیلےٰ سر ہامون نہ ٹھہریگا
اگر سو کوس ہوگا نجد تو مجنون نہ ٹھہریگا

وہ دولت کر طلب جس سے کہ دل ہو جائے مستغنی
اگر ہاتھ آئیگا گنجینۂ قارون نہ ٹھہریگا

گرا ہون چشم ساقی سے مری تصویر مین بھی گر
بناویگا کوئی جام مے گلگون نہ ٹھہریگا

سر بالین ابھی سے ہمدم کوئی دم تو ٹھہرنے دے
ابھی سے کیا کہون حالِ دلِ محزون نہ ٹھہریگا

بتاتے ہو علاج اشک جو اس خال کا بوسہ
طبیبو آب نزلہ ہے کہ بے افیون نہ ٹھہریگا

یہی ہے دل کی بیتابی تو بعد از مرگ بھی قاتل
نہ ٹھہرا ہے زمین پر عاشق محزون نہ ٹھہریگا

قتل کرتی ہے نگہ شہرہ نگاہِ یار کا
سچ کہا ہے باڑھ کاٹے نام ہو تلوار کا

ہجر مین کیا کیا مرض ہے سنگدل پیدا ہوا / ہول دل پیدا ہوا آزار سل پیدا ہوا

تیرہ بختی بھی اُسی دن اپنی روشن ہو گئی / روئے تابان پر تمھارے جب کہ تل پیدا ہوا

یا الٰہی کیا کہون تیری عنایت کے سوا / مین نے کیا ایسا کیا جو ایسا دل پیدا ہوا

غیر کے چھلّے سے وان تو نے جو گل کھائے تو یان / داغ تازہ داغِ دل کے متصل پیدا ہوا

اُس لبِ لعلین پہ ہے یہ جلوۂ رنگ مسی / یا کہ نافرمان ولالہ مشتعل پیدا ہوا

کر کے وعدہ رات کو جو راہ سے تو پھر گیا / وہم کیا دل مین یہ اے پیمان گسل پیدا ہوا

خاکساری نے اُسی دن روشنی پائی تھی ذوق / آدم خاکی کا جس دن آب و گل پیدا ہوا

---

رکھ دل جلون کی خاک پہ تو با فراغ پا / سوزِ درون وہی ہے پہ ہو نکلے نہ داغ پا

تو باغ مین رکھے اگر اے رشکِ باغ پا / پھر آئے وان خزان تو وہین ہو وین داغ پا

وہ اور میرے گھر مین رقیبون کو لے کے آئے / بلبل کے آشیان مین رکھے حیف زاغ پا

گر کوے یار مین نہین ملتا پتا تو پھر / تو کوے زلفِ یار مین دل کا سراغ پا

دیگی پھوٹ پھوٹ کے ہر چشم آبلہ / جوشِ جنون مین رکھو نہ سوے کوہ دراغ پا

ہم دل جلون کی خاک پہ رکھیو نہ تو قدم / اس سے تو ڈال دیکھو میان اجاغ پا

اُس گل سے گر اجازتِ پابوس ہو نصیب / ہو جائے چوم چوم کے دل باغ باغ پا

اُچھلے ہے شیخ وجد مین اس طرح بار بار / جس طرح بدلگام ہو گھوڑا چراغ پا

ساقی کا دور چشم ہو گر بر کنار آب / پائے حباب آب روان سے ایاغ پا

ہے جی مین آب جو منظا اے سرو خوشخرام / دھو دھو پیا کرین ترے سب بے دماغ پا

اے ذوق کیون چمن مین وہ گل جلے جیسکے ہون / رنگِ حنا سے غیرتِ صد پائین باغ پا

---

تجھ کو یوسف سے کیا حسن مین برتر پیدا / گر کیا اُسکو ہمیشہ تجھے کافر پیدا

کیا کہین اُس سے جو ہو ہم سے زیادہ جانتا
وہ ارادہ ہے ہمارا بے ارادہ جانتا

بولتا بڑھ بڑھ کے اتنا کیون بشر مستِ غرور
گر برا بول اپنا قاضی کا پیادہ جانتا

کرتا ہے جب نالہ اپنا عالم بالا کی سیر
ہے فلک پر کہکشان کو خط جادہ جانتا

آفتابِ حسن کو کیا خاکسارون کا ہو درد
پاافتادہ کا ہے درد از پا فتادہ جانتا

---

کرون درد آشنا کیونکر دل احباب اپنا سا
بلا سے جیسا مین ہون ڈھونڈھ لون مثاب اپنا سا

ملک سجدہ کرین آدم کو کیا ذرہ نوازی ہے
دیا بندہ کو اپنے اُس نے خود آداب اپنا سا

---

آنا تو خفا آنا جانا تو رُلا جانا
آنا ہے تو کیا آنا جانا ہے تو کیا جانا

کیا طبع مین جودت ہے چٹ دل کی اڑا جانا
ہونٹون کا یہان ہلنا وہان بات کا پا جانا

---

اے دل نہ راہِ عشق کشادہ سمجھ کے جا
یان اژدہا ہے ہر خط جادہ سمجھ کے جا

صیادیون سے یار کی نالان ہے کیون دلا
تو سکو نہ اپنا دوست زیادہ سمجھ کے جا

---

اگر نقصان نہ سر اپنا سنان یار پر دیکھا
تو سربازی کا اپنے کیا تماشا اپنا سر دیکھا

جہان باریک بین و ناتوان بین اسقدر دیکھا
ہلال اُنتیسوین کا سب کو منظور نظر دیکھا

---

رہیگا تشنہ لب سیراب یہ بسمل نہ ہوویگا
میسر جب تلک آبِ خنجر قاتل نہ ہوویگا

کوئی اے لالہ رو اس حسن کا قابل نہ ہوویگا
اگر مہر گواہی میرا داغِ دل نہ ہوویگا

---

چاندنی نے رات تجھ بن روپ یہ دکھلایا تھا
مجھ کو ماہتابی پہ دھوپ مین بٹھایا تھا

گر دکھاؤن عالم اپنے نالہاے زار کا
کام لون ہر تار مو سے تارِ موسیقار کا

کوچۂ زلفِ بتان مین دل پڑا ہوگا کہین
پوچھتے ہو کیا ٹھکانا اُس جدائی خوار کا

کعبے کے دیوار و در سے لاکے جلوے اُٹھین
گر پڑے سایہ مرے بتخانہ کی دیوار کا

آنسوون مین شمع بالین سے برستے ہین پیلا
مین شہید ناز ہون کس آتشین رخسار کا

استخوان اس سوختہ جان کی نہ کھانا زینہار
اے ہما یہ رزق ہے مرغانِ آتشخوار کا

نالۂ بلبل مین گر پیدا اثر ہو جائیگا
خندۂ گل خندۂ زخمِ جگر ہو جائیگا

کشتی بحرِ شہادت ہے ترے بسمل کو تیغ
اب ادھر سے دیکھنا دم مین اُدھر ہو جائیگا

ہم نے جانا تھا کہ قاصد جلد لائیگا خبر
کیا خبر تھی جا کے وان خود بے خبر ہو جائیگا

شکل تو دیکھو مصور کھینچے گا تصویرِ یار
آپ ہی تصویر اُس کو دیکھکر ہو جائیگا

آدم دوبارہ سوے بہشت برین گیا
دیکھو جہان خراب ہوا پھر وہین گیا

دنیا گئی کہ عشق مین ایمان و دین گیا
وہ مل گیا تو جانئے کچھ بھی نہین گیا

خورشید وار چرخ پہ چمکا کوئی تو کیا
آخر کو پھر جو دیکھا تو زیرِ زمین گیا

دیکھا کہین نہ اسکو جو دیکھا تو اپنے پاس
مین دور دور جون نگہِ دوربین گیا

کیا کیا مزا نہ تیرے ستم کا اُٹھا لیا
ہم نے بھی لطفِ زندگی اچھا اُٹھا لیا

یون لائے وان سے ہم دلِ سیپارہ کر کے جمع
دیکھا جہان پڑا کوئی ٹکڑا اُٹھا لیا

جو بارِ آسمان و زمین سے نہ اُٹھ سکا
تو نے غضب کیا دلِ شیدا اُٹھا لیا

سر ہم نے جب سے پاے صنم پر ہے رکھدیا
دونون جہان سے دستِ تمنا اُٹھا لیا

ہاتھ آکر دلِ وحشی جو کوئی چھوٹ گیا
ہوسِ صید سے صیاد کا جی چھوٹ گیا

لگا ہے تیر دل پر آہ کس کافر کی مژگان کا
نشان سوفار کا معلوم ہوتا ہے نہ پیکان کا

دل کمان جس پر گمان ہو غنچۂ تصویر کا
ہے کوئی سینہ مین خون آلودہ پیکان تیر کا

چشم و نگہ کو تیرے بدنام کیون کریگا
مرگ و قضا کو تیرا عاشق نہ لے مریگا

عہد پیری نے بھلایا دوڑ چلنا کودنا
ہائے طفلی کھیلنا کھانا اُچھلنا کودنا

مسجد مین اُس نے ہم کو آنکھین دکھا کے مارا
کافر کی دیکھو شوخی گھر مین خدا کے مارا

ہوئے انسان ہم دردِ محبت کے لیئے پیدا
فرشتے ہوتے گر ہوتے عبادت کے لئے پیدا

یارب یہ اس زمانہ کے لوگون کو کیا ہوا
جس کا برا ہوا اُن کو یہ کہنا بھلا ہوا

آج غصہ سے ادھر کو دستِ قاتل اُٹھ گیا
بس بھروسا زندگی کا ہم کو اے دل اُٹھ گیا

آخر گلِ اپنی خاک درِ میکدہ ہوئی
پہنچی وہین یہ خاک جہان کا خمیر تھا

ہو گیا نامۂ شوق اُن کو سبب زہر میرا
کھا گئے ذبح جو وہ کر کے کبوتر میرا

| | |
|---|---|
| بعد فراق کوئی دن ایسا نہ وصل کا ہوا | وہ کہین تم کو کیا ہوا ہم کہین تم کو کیا ہوا |
| آدمی گر ہو مکدر کیا قصور ادراک کا | خاک کا پتلا ہے یہ کچھ تو اثر ہو خاک کا |
| کیون کہہ کے مکرتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا | کہہ جو تجھے کہنا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا |
| وہ دیکھین کس طرح ہے روز فرقت دیکھکر جیتا | کہ جو عاشق ہو تیرا تیری صورت دیکھکر جیتا |
| جب قیامت قد ترا اے رشک گلشن بن گیا | اختر صبح قیامت خال گردن بن گیا |
| نشۂ پندار سے ابلیس رہ گم کردہ تھا | ورنہ آدم مین دھرا کیا تھا وہی دربردہ تھا |
| بعد قاف عشق تھا جو درس مکتب خانہ تھا | کاف کن کے ماسبق کیا جانے کیا تھا کیا نہ تھا |
| مژہ پیکان کا ہے ٹکڑا کہ سری کا ٹکڑا | مکھڑا ہے چاند کا ٹکڑا کہ پری کا ٹکڑا |
| بل بے گریہ گل زمین ہو کر قدم گڑنے لگا | اور قدم اکھڑے تو کیا دیکھا بھنور پڑنے لگا |
| اس کی طپش سے زخم جگر کا رات جو ٹانکا ٹوٹ گیا | طائر جان جو رشتہ بپا تھا فرصت پاکر چھوٹ گیا |
| ضبط گریہ نے تماشہ طرفہ تر دکھلا دیا | چشم کے کوزہ مین دریا بند کر دکھلا دیا |

بادۂ صاف میں آیا ہے کہاں سے تنکا
عکس مژگان تر اسکا ہے خس جام شراب

مجھکو دے بوسہ دندان بھی پس از بوسۂ لب
اچھے نقل نمکین چند پس جام شراب

ذوق جلدی سے پئے گر رنگ سے بھر ساغر دل
لب نازک کو دے اُسکے ہوس جام شراب

ہو ہجر مدتوں جو ہو وصل اکدم نصیب
کم ہوگا کوئی مجھسا محبت میں کم نصیب

ہوں میری خاک کو جو تمہارے قدم نصیب
لکھا یار نصیب کی میرے قسم نصیب

بہتر ہزار لاکھ لطف و کرم سے ترے ستم
اپنا ہے یہ نصیب کہ ہوں یہ ستم نصیب

ماہی جو یا ہو ماہ دے ایک یا ہزار
بیداں ہوں نہ دست فلک سے درم نصیب

ہے خوش نصیب عشق میں وہ ہو ہی
جسکو کہ غم پہ غم ہو الم پر الم نصیب

غافل جو دم کی آمد و شد سے نہ ہو وے
ہر دم ہے تجکو سیر وجود و عدم نصیب

سودا جو بن قلم ہو زبان شمع کی قلم
اک حرف ہو نہ مثل زبان قلم نصیب

مجنوں سیاہ خیمہ لیلیٰ کے گرد پھر
اے خوش نصیب تجکو طواف حرم نصیب

دے جسکو اپنے ہاتھ سے تو ایک جام مے
ساقی وہ ہے خدا نے اُسے مثل جم نصیب

ایمان ہے ترا شوق لقا جسکو یہ ہو
دیدار اُسے خدا کا ہو اے صنم نصیب

جاتے ہیں کوے یار سمیں جو ہو سو ہو
اے ذوق آزماتے ہیں آج اپنے ہم نصیب

دل عبادت سے چرانا او جنت کی طلب
کام چور اس کام پر کس منھ سے اُجرت کی طلب

حشر تک دلمیں ہی ہیں سر و قامت کی طلب
یہ طلب ہی تھی یا رب کس قیامت کی طلب

دل سلگ جائے نہ جبتک و بجھ کر جائے نہ جان
کم ہو قلیان آتش سوز محبت کی طلب

واسطے نظارۂ قاتل کے فرصت چاہیئے
اور یہاں فرصت کہاں جو کیجیے فرصت کی طلب

ہو مبارک خضر کو چشمۂ آب بقا
ہے ہمیں کب اے سکندر اپنی بات کی طلب

کچھ راز نہان دل کا بیان ہو نہیں سکتا
گونگے کا سا ہے خواب بیان ہو نہیں سکتا

سبزۂ خط اے خضر طریقت کہتا سم الخط ہے!
خط بتان ہے خط آہی لکھے موسے پڑھے خد

## ردیف باے موحدہ

پی بھی جا ذوق نہ کر پیش و پس جام شراب
لب پہ توبہ ہے ترے دل مین ہوس جام شراب

لب تک اُسکے جو ہوئی دسترس جام شراب
بنگیا خال لب اُسکا مگس جام شراب

مجھکا مستی مین وہ صاحب ہوس جام شراب
عکس خال اپنا جو سمجھا مگس جام شراب

بازگشت اپنی ہے یون جانب قسام ازل
جیسے ساقی کی طرف بازپس جام شراب

دست بدست ہے کی لوٹ کے فریاد ہیت
نہ ہوا کوئی بھی فریاد رس جام شراب

جوش مستی ہے عجب قافلہ جسمین نہ ہین
ہے شکست ایک صدا جرس جام شراب

[illegible] شعلۂ آواز سے جل جائے [illegible]
ٹوٹ گیا ایک دل آتش نفس جام شراب

رات میخانے مین ساقی ہو نشے مین بہکا
حسن شیشہ کو لگا کہنے حسن جام شراب

مرغ دل نرگس میگون کی ہے مژگان مین اسیر
تازہ مضمون ہے جو باندھون قفس جام شراب

دل شکستہ ہون دم مین ٹوٹے [illegible]
نام لکھے جو کوئی [illegible]

ساقی اُس دم مین کب [illegible]
[illegible] پھر گشت [illegible]

نوشدارو سے ہی بہتر ہے دم رنج خمار
ساقیا شربت فریاد رس جام شراب

بے خبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہے
بے زبان ہے جو دہان جرس جام شراب

ابلق چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا
ورنہ اب تک نہ سنا تھا فرس جام شراب

سمجھے میخانے کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز
سر جمشید پہ اُڑ کر مگس جام شراب

نخل مینا سے جدا جانے کہ ساقی کس کو
پہلے پہونچے ثمر پیشرس جام شراب

سے زہد سے ہے کام نہ زاہد سے کہ ہم تو
ہیں بادہ کشِ عشق و مے جامِ محبت

ایمان کو گرو رکھکے نہ یوں کفر کو لے مول
کافر ہو گرویدۂ اسلامِ محبت

کہتی تھی وفا نوحہ کناں نعش پہ میری
سونپا کسے تو نے مجھے ناکامِ محبت

معراج سمجھ ذوق تو قاتل کی سناں کو
چڑھ سر کے بل اُس زینے پہ تا بامِ محبت

مجنوں نے دی لگا جو سر خار زار پشت
پشت اب ہجوم خار سے ہے پشتِ خار پشت

حوروں کے گر ہو پنجۂ مژگاں سے پشت خار
کھجلائے وہ پری نہ کبھی زینہار پشت

ماہی سے تا بماہ ہیں دستِ فلک سے داغ
واں داغدار سینہ ہے یاں داغدار پشت

پیدا فلک سے ایک ہو تجھسا ماہوش
نہ پشت تک تو کیا کہ ہو نہ ہزار پشت

بارِ زمانہ پشت پہ لیکر سپر کی طرح
سیدھی نہ کی فلک نے کبھی ایکبار پشت

ہو جائے ہے زیادہ گرانباری گناہ
پیری میں ہو خمیدہ نہ کیوں زیربار پشت

سینہ سپر جو منہ پہ ہیں تیغ نگاہ کے
دکھلائے وہ کبھی نہیں آئینہ وار پشت

ڈر ہے یہی کہ ایسا ہو بعد مرگ بھی
لگنے نہ دے زمیں سے دلِ بیقرار پشت

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق
اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت

## ردیف جیم تازی

بیمارِ عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج
کہہ اے طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

ہے وہ آزارِ محبت سے دلِ زار کو رنج
جس سے خود رنج کو آزار ہے آزار کو رنج

دیدۂ آبلہ پا کا ہے یہی تو رونا
کہ نہ پہنچا ہو کہیں مجھ سے کسی خار کو رنج

دور رہ اور دیرست رہ سامنے مثل ہلال / شہر میں تجکو اگر ہے اپنی شہرت کی طلب

بڑھ گئی ہے عیش میں حرص اسقدر اپنی کہ ہے / غمزہ یہ غم کی آرزو حسرت یہ حسرت کی طلب

ہوکے دل بے غم نکالبسمل باز پر دیتا ہے دم / کرتا ہے آفت طلب آفت پہ آفت کی طلب

جو حلاوت زندگی کی چاہتا ہے چرخ سے / تو کبھی ہرگز نہ کر تو اس سے راحت کی طلب

بطن مادر ہی سے جب پیدا ہوا تکلیف سے / یاں کہاں راحت کہ تو کرتا ہے راحت کی طلب

گر گلستان جہاں میں تنگ ہے تو غنچہ وار / کر کشادہ دل سے اپنے ذوق وسعت کی طلب

کرے ہے شرع کا پاس نمک حرام شراب / حرام ہے نہیں لیکن نمک حرام شراب

ہے ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کار سعید / شروع دیکھ کے کیجے مہ صیام شراب

عوض ہے نشہ دنیا کا ذوق عقبیٰ پر / دوام بٹتی ہے اس میکدہ میں دام شراب

اس بت نامہرباں کو ہے پسند اپنا رقیب / ورد اسماء الٰہی میں بھی ہے تو یا رقیب

## ردیف تاے مثناۃ

معلوم جو ہوتا ہمیں انجام محبت / لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نام محبت

ہیں داغ محبت درم و دام محبت / مژدہ تجھے اے خواہش انعام محبت

ہر روز اڑا دیتا ہے وہ کر کے تصدق / دو چار اسیر قفس و دام محبت

مانند کباب آگ پہ گرتے ہیں ہمیشہ / دل سوز ترے بستر آرام محبت

کاسہ میں فلک کے نہ رہے نام کو زہر آب / دھر کھینچیے اگر تشنہ لب جام محبت

شوق حرم کوچہ قاتل میں کفن کو / ہم جانتے ہیں جامۂ احرام محبت

کی جس نے رہ و رسم محبت اسے مارا / پیغام قضا ہے ترا پیغام محبت

جیسے یہ دانت رات نے مجھ پر گھس گئے
انجم کے چھپنے [illegible] زیب دہان صبح

[illegible] پہنچے [illegible]
منزل پہ پہنچیں رات کو جون رہروان صبح

اب میکدہ میں [illegible] ناقوس [illegible]
مسجد میں [illegible] رہتے تسبیح خوان صبح

ریش سفید شیخ میں ہے ظلمت فریب
اس [illegible] یہ نہ کرنا گمان صبح

اے ذوق کچھ نہ پایا شب وصل کا مزا
آج صبح ہم نہیں پا [illegible] صبح

مجھ سے اگلے آنکھ [illegible] اصلاح
اے جان [illegible] کیا اصلاح

[illegible]
پوچھے [illegible] اصلاح

[illegible]
گر [illegible] ادا اصلاح

[illegible]
تقویٰ [illegible] اصلاح

کیا جان [illegible] ہو سکے
غمزہ [illegible] پوچھے [illegible] اصلاح

اس بے معاملے سے ترا کیا معاملہ
کس بے صلاح نے تجھے دی یہ دلا اصلاح

ہوتا ہے اپنا عشق میں یوں دل سے مشورہ
جس طرح آشنا سے کرے آشنا اصلاح

زاہد یہ کیا کہا کہ ملا ان بتوں سے تو
دیتا ہے کوئی ایسی بھی مرد خدا اصلاح

[illegible]
[illegible] ہے نکو کا [illegible] اصلاح

[illegible] ہیں آج
[illegible] اصلاح

منظور گر ہو قتل ہمارا تو ہم سے نہ پوچھ
سب کو صلاح ایک ہے کیا پوچھنا اصلاح

[illegible] زمین کے [illegible]
اس مہر وش [illegible] اصلاح

[illegible] ہی ہے مرا شفیق
لوں کس سے [illegible] اصلاح

اے ذوق جانا ہوش و خرد کی صلاح پر
دے عشق جو صلاح وہی سب کی اصلاح

جا بجا لوہو کے چشموں سے رواں ہیں آنسو
ہے جو ناکامی فرہاد کا کہسار کو رنج

کبھی کرتی ہے قدم رنجہ جو گلشن میں صبا
اور ہوتا ہے سوا مرغ گرفتار کو رنج

شربت خضر بھی دے ہے روش تلخی مرگ
تیری اس زہر بھری آنکھ کے بیمار کو رنج

راحت و رنج زمانہ میں ہیں دونوں لیکن
یاں اگر ایک کو راحت ہے تو ہے چار کو رنج

سخت جانی سے ہوں لاچار وگرنہ مجھے
نہ تو خنجر کو ہے آزار نہ تلوار کو رنج

سن کے فریاد قفس میں مری خوش ہوں صیاد
یہ نہ پوچھیں کہ ہے کیا مرغ گرفتار کو رنج

ہوش تو ہیچ کے لے دارو ئے بیہوشی تو
ذوق ہے ہوش تو آرام ہے ہشیار کو رنج

مرتا ہوں انتظار میں کوئی بشر تو بھیج
خط بھیج یا نہ بھیج زبانی خبر تو بھیج

## ردیف جیم فارسی

اُس پری کو تو نے حیف اے دل بیمار کھینچ
اور سوئے آدمی کو چاہ میں سیماب کھینچ

یوں گلوے تشنہ میں وہ آب خنجر ہو فرو
جیسے تفتیدہ زمیں لے ایکدم میں آب کھینچ

عاشق رسوا کے خط میں کیا تکلف چاہیئے
چار حرف اک پرچہ پر تو یوں ہی بے القاب کھینچ

وہ مثل ہے ناؤ کس نے ڈبوئی خضر نے
لے گیا خط ذقن کو دل سوئے گرداب کھینچ

## ردیف حاے حطی

فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمان صبح
ہو گی اذان گور ہماری اذان صبح

پر نور ہے ترا رخ سیمیں لبان صبح
آنکھیں ہیں تیری مست صبوحی کشان صبح

تار شعاع مہر بھی رنگ شفق میں روز
ماتم میں ہے مرے مژہ خونچکان صبح

گم کردہ رہ ازل سے بھٹکتے ہیں رات دن
یہ میرے نالۂ شب و آہ و فغان صبح

تشبیہ کیونکہ دون مژہ خون فشان سے مین — مرجان کی شاخ کب ہے بھلا اس مژہ کی شاخ

صیاد مین چمن سے ہون مایوس چاہیئے — چوب قفس بھی ہو تو نہال چمن کی شاخ

باریک بین بتاتے ہین جس کو تری کمر — یا کوئی موے تن ہے یا ہے تری کی شاخ

گل نورد تن مرا دم روئیدگی ہو — ہے آشیان بلبل گلشن وطن کی شاخ

دیوے خراش دل کو نہ کیونکر وہ نازنین — رکھتی ہے خار سینکڑون نازک بدن کی شاخ

دکھلائے باغ مین قد رعنا جو اپنا تو — قمری کے حق مین دار ہو سرو چمن کی شاخ

موذی کو سرکشی سے میسر ہوا اعتبار — نکلے ہے طول عمر سے مار کہن کی شاخ

ہوتی ہے وحشیون پہ پس از مرگ بھی شکست — [illegible] نالیون کے نیچے ہے ہرن کی شاخ

شاخ نبات کو نہ ہے قلیان نہ [illegible] — ایسی مصاحبت سے نکل اس سخن کی شاخ

ہے فیض سے وقار کہ میری نگاہ مین — جس شاخ مین ثمر ہے وہ بالا ہے ان کی شاخ

آخر یہ دستگیری تیشہ نے پھل دیا — تخم نخل آرزو سے کوہکن کی شاخ

بدخصلتون کو کرتا ہے بالا نشین فلک — اونچی ہے آشیانہ زاغ و زغن کی شاخ

رہتے ہین کشمکش مین پس از مرگ بھی جفا — آخر کو زیر ارہ لٹی کر آہرن کی شاخ

بیمار چشم دلبر آہو نگاہ کو — شاخین بھی گر لگا مین تو لیکر ہرن کی شاخ

ہر صید کی کمر سے گئی ٹوٹ جس طرح — ٹوٹی کمان دلبر ناوک فگن کی شاخ

تاثیر بیکسی سے ہو سارا درخت خشک — اڑ جائے جو سایہ نعش پہ اس کے کفن کی شاخ

ہے سیب باغ خلد کو کیا کیا نہ سرکشی — جب سے مشابہت لگی اس ذقن کی شاخ

سوفار کا دہن جو ہوا خون دل سے سرخ — تیر اس کا بن گیا ہے گل خندہ زن کی شاخ

لکھ ذوق اس کی مدح کہ جس کی ثنا سے ہے
سرسبز تیرے گلشن باغ سخن کی شاخ

وہ کون شاہ اکبر ثانی کہ جس کو روز — مجرا کرے ہے جھک کے نہال چمن کی شاخ

## ردیف خاے معجمہ

تھی زلف تیری سنبل صحن چمن کی شاخ
قطرون سے پر عرق کے بنی یاسمن کی شاخ

اُس قد کو کیونکہ کہیئے نہال چمن کی شاخ
لائیگی وہ کہان سے ادا بانکپن کی شاخ

ابرو پہ اُسکے خال ہے کیا زاغ شوخ چشم
سمجھا ہے اپنی شاخ نشیمن ہرن کی شاخ

دکھلائی اُس کے سرمہ دنبالہ دار نے
آنکھون سے ہمکو نرگس ہاروت فن کی شاخ

ناف اُس صبیح کی ہے کوئی نسترن کا پھول
تا ناف سیلی سینہ پہ ہے نسترن کی شاخ

دل باغ عشق نخل کہ جس مین ہزار ہا
حسرت کے برگ غم کے ثمر ہین حزن کی شاخ

بے بہرہ انقطاع سے رہتے ہین پر جفا
ممکن نہین کہ لائے ثمر کبر گردن کی شاخ

کہتی تھی چوب تیشہ مری طرح ایک دن
سوکھے گی نخل آرزوے کوہکن کی شاخ

جب سے پڑا ہے باغ مین جھولا ترے لئے
ممنون باغ مین ہے نہایت رسن کی شاخ

لچکے ہے یون کمر تری وقت خرام ناز
جنبان ہو جون نسیم چمن سے سمن کی شاخ

حیران ہون دیکھ خال کو ابروے یار پر
گل نیلوفر کا لائی ہے کیونکر ہرن کی شاخ

ہے جوش پارہ پارہ دل ہر مژہ پہ یون
لائے نکال کونپلین جس طرح گلبن کی شاخ

مسواک نے بڑھایا ہے زاہد کا اعتبار
ہے یہ بھی اُسکے اک شجر مکر و فن کی شاخ

دیتی ہے سر پہ بلبل آتش نفس کو جا
رکھتی ہی کیا چمن مین ہوس سوختن کی شاخ

ہے نعش تیرے کشتۂ بیکس کی دشت مین
گویا کہ اک نشیمن زاغ و زغن کی شاخ

جز شمع استخوان صفا کیش زیر خاک
دیکھی نہ ہے سنی گل صبح کفن کی شاخ

نے برگ ہے نہ غنچہ نہ گل ہے نہ ہے ثمر
مین خشک طالعی سے ہون گویا ہرن کی شاخ

ریشم کا لچھا ہاتھ مین اسکے نہین دلا
یہ یاسمن کا سانپ ہے وہ یاسمن کی شاخ

چھوٹے جلانے والون سے وحشی نہ مر کے بھی
الجھن کے کام آئے اگر ہے ہرن کی شاخ

ہو تیرا فیض گر چمن آرا سے باغِ دہر
آبِ تبر سے سبز ہو نخلِ کہن کی شاخ

نالان ہیں تیرے عدل سے خونریز اسقدر
مانندِ نے ہو گرمِ فغان گرگدن کی شاخ

برسائے جبکہ لعل و گہر تیرا دستِ جود
محتاجِ ابر ہو نہ نہالِ چمن کی شاخ

شاداب آبِ لعل یمن سے ہو مثلِ گل
سیراب ہووے آب سے دُرِّ عدن کی شاخ

یان تک ہے پاسِ شرع ترے عہد میں کہ اب
ساغر بکف نہ ہووے گلِ خندہ زن کی شاخ

پیدا ہو بادہ خوار کی تعزیر کے لیے
نخلِ کدو سے تاک میں صورت رسن کی شاخ

ہے ذوق کی دعا ہے کہ تا باغِ دہر میں
سرسبز شعر تیرے ہو نخلِ سخن کی شاخ

جبتک کہ ہووے گردنِ مینا کی طرح سے
تخلِ نشاطِ ساقیِ پیمان شکن کی شاخ

نخلِ حیات تیرا تر و تازہ ہو مدام
جیسے موسمِ بہار میں نخلِ چمن کی شاخ

## ردیف دال مہملہ

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینے میں ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد

کیا روکا اپنے گریے کو ہمنے کہ لگ گئی
پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد

کوئی گھڑی اگر وہ ملایم ہوئے تو کیا
کہہ بیٹھیں گے پھر ایک کڑی دو گھڑی کے بعد

اُس لعلِ لب کے ہمنے لیئے بوسے اسقدر
سب اُڑ گئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد

اللہ رے ضعف سینے سے ہر آہ بے اثر
لب تک جو پہنچی بھی تو چڑھی دو گھڑی کے بعد

کل ہمنے اُس سے ترکِ ملاقات کی تو کیا
پھر اُس بغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد

پہلے تو ہم کو سنتے رہے مگر
کہتا رہا کچھ اُس سے عدو دو گھڑی کے بعد

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
وہ ساری ان کی شیخی جھڑی دو گھڑی کے بعد

پروانہ گردِ شمع کے شب دو گھڑی رہا
پھر دیکھیے تو اسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد

اُس کی دعا سے حرز پڑھے جوش غنچہ سے
تسبیح ایک لے کے عقیق یمن کی شاخ

کر دے جو وہ نہال تو لائے ابھی نکال
پروین کا خوشہ گاؤ سپہر کہن کی شاخ

بہر تصدق آئے زرِ گل کو لے صبا
اڑنے لگے نثار گہر یاسمن کی شاخ

پہونچائے اُس کا مژدۂ صحت جو باغبان
سجدہ میں بہر شکر جھکے نارون کی شاخ

ہمسر ہے آج خضر ارم سیر سے شجر
ہم قد ہے آج یوسف گل پیرہن کی شاخ

گرمی عدل اُس کی اگر ہو ستم گداز
پگھلے بہ رنگ شمع ابھی کرگدن کی شاخ

مطلع وہ پر بہار لکھوں اُسکی مدح میں
مصرع ہو جیسے سن کے کٹے نسترن کی شاخ

تیرے بہار فیض سے نخل کہن کی شاخ
سرسبز یوں ہے جیسے کہ سرو چمن کی شاخ

تیرے سحاب لطف سے سیراب ہو اگر
ہمسر ہو شاخ نخل ارم سے ہرن کی شاخ

شاہا یہ تیرا دست سخا باغ دہر میں
گویا کہ نکلی ہے کرم ذوالمنن کی شاخ

گر تیرا حفظ ہو چمن سبز روزگار
آب فنا سے سبز ہو سرو چمن کی شاخ

صرصر کا سارا خاک میں ملجائے زور شور
[illegible] چمن کی شاخ

دیکھے جو تیرا قوت بازو تو ٹوٹ جائے
[illegible] کشش کمان سپہر کہن کی شاخ

تیرے عصا کو اُس سے میں تشبیہ کیونکر دوں
ہے شاخ سدرہ [illegible] کہن کی شاخ

تاثیر تیرا زور ضعیفوں کو دے اگر
ٹوٹے نہ [illegible] سے بھی نازک بدن کی شاخ

بلکہ کمند مار کے ہاتھی کو کھینچ لے
خرطوم سے لپیٹ کے بصورت رسن کی شاخ

منظور گر خزانہ میں ہو تجھ کو شاخ زر
طیار ہو وہیں زر خور سے کرن کی شاخ

ہاتھی کو تیرے چاہیئے لکڑی تو دشت میں
خرطوم سے اکھاڑ لے وہ کرگدن کی شاخ

دانتوں کو اُسکے دیکھ کے لرزاں ہے مثل بید
صد [illegible] کوہ پیکر البرز تن کی شاخ

گلگوں سے تیرے بڑھ نہ سکے یک قدم صبا
سو تازیانے مارے نہال چمن کی شاخ

ذوق دل سوختہ دیوان لکھے اپنا کیا
متحمل نہیں گرمی سخن کا کاغذ

ہو دل کا مجھے کیا دیتے ہو لا کر تعویذ
اُس کا خط لاؤ کہ رکھوں میں بنا کر تعویذ

جو تری چشم کے دیوانوں کا کرتے ہیں علاج
لکھتے ہیں پوست کا آہو کے بنا کر تعویذ

تُنے تعویذ نشانی جو دیا تھا اپنی
لے گیا کوئی موکل وہ اُڑا کر تعویذ

ابتلک جوش میں ہے خون شہید غم عشق
دیکھ لو تم سر مرقد سے اُٹھا کر تعویذ

جلتوائی نہ پڑی یار میں اور غیروں میں
سینکڑوں خاک کئے ہمنے جلا کر تعویذ

## ردیف راے مہملہ

نکہ نہیں حرف دلنشین تھا دہن کی تنگی سے تنگ ہو کر
نکل کے رستہ سے چشم فتان کے دلمین بیٹھا خدنگ ہو کر

پھر آیا لو وہ نگار خونی ادھر کو سر گرم جنگ ہو کر
کہ جسکے ہاتھوں سے اڑگئے سر ہزاروں مہندی کا رنگ ہو کر

وہ چشم مخمور اک نظر سے چھوٹے لاکھوں جو مشتر سے
تو ہو روان سر رگ جگر سے لہو مئے لالہ رنگ ہو کر

جو رنگ الفت سے آشنا ہین وہ زر پڑے پر بھی خوشنما ہین
کہ رنگ ہی سے گرانبہا ہین عقیق و یاقوت سنگ ہو کر

جو سمجھین حسن بتان کو ایمان اُنھین یہ کفر و دین ہے یکسان
ہو بیچتے کعبے لو ہین مسلمان ہمیشہ چین و فرنگ ہو کر

صفاے دل کی یہی ہے صورت کہ دلمین آنے نہ دے کدورت
کہ بیٹھ جائیگی بالضرورت اس آئنہ پر یہ زنگ ہو کر

تو دو گھڑی کا وعدہ نہ کر دیکھ جلد آ
آنے میں ہوگئی دیر بڑی دو گھڑی کے بعد

گو دو گھڑی تک اُسنے نہ دیکھا ادھر تو کیا
آخر ہمیں سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد

کیا جانے وہ گھڑی وہ ہے ذوق کس طرح
پھر تو نہ ٹھہرے پاؤں گھڑی دو گھڑی کے بعد

جھومر کا نظر آتا ہے ترے اب تو بڑا چاند
تھا وعدہ چڑھے چاند کا لا بوسہ چڑھا چاند

ہے آئنہ خانہ بھی کدر کا بد و نیک
دیکھا نہ کبھی ہم نے در اہل صفا چاند

دم گھٹتا ہے سینے میں دمِ شدتِ گریہ
باران کی علامت ہے جو ہو جائے ہوا بند

## ردیف ذال معجمہ

مژدۂ قتل ہے اُس عہد شکن کا کاغذ
ہے مری روح کو آزادیِ تن کا کاغذ

گور میں پیش ہو جب دفترِ تن کا کاغذ
ہو سیاہہ کو سفیدیِ کفن کا کاغذ

بن گیا عکس سے اُس شوخ گلستان رو کے
صفحۂ آئنہ تصویرِ چمن کا کاغذ

کیا کرے خانۂ گیتی کا کوئی دعوئے ملک
نام پر کس کے ہے اس دہرِ کہن کا کاغذ

لکھیں اُس چشم کے وحشی کے لئے گر تعویذ
اہل تکسیر کریں پوست ہرن کا کاغذ

رقعۂ شادیِ شہادت کا ہو خون سے رنگین
ایسی شادی کو ہو ایسی ہی پھبن کا کاغذ

سینۂ صافوں کو زمانے کے ہے ہاتھوں نے شکست
ہے صفائی سے سزاوارِ شکن کا کاغذ

ورقِ چشم ہو گر نسخۂ آشوب نہ ہو
سرمۂ چشم سیہ سیم بدن کا کاغذ

یوں اسیرانِ قفس تک کوئی پہونچا گلبرگ
جیسے غربت میں شفیقانِ وطن کا کاغذ

ظاہرا ایسی کتابوں سے ہو ڈر دوزخ سے
کر نہ آتش میں لباس اپنے بدن کا کاغذ

جعلسازی پہ زمانے کی گواہی دی ہے
مہری و سادہ سہ چرخِ کہن کا کاغذ

مجموعہ کرتا ہے ملنے پر مجھے آئے ہے رشک
ہائے یوں چوسے لعاب اُسکے دہن کا کاغذ

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبیٔ زر — اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھکر
کہین فلک پہ نہ چڑھ جائے چاند جھومر کا — کہ دور آپکو کھینچے ہے تیرے سر چڑھکر
ترا مکان تو کیا لامکان مین کود پڑین — امید وصل مین ہم بام عرش پر چڑھکر
جو مارے نفس کو اور کرلے اپنے غصے کو زیر — بنائے سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھکر

ہماری خاک پہ برپا ہے ذوق فتنۂ حشر
سمندِ ناز پہ کون آیا فتنہ گر چڑھکر

یہان ہوا یون ہوئی اُس خال کا بوسہ لیکر — جیسے اُڑ جائے دہن مین کوئی گٹکا لیکر
تیرا بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر — چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو مسیحا لیکر
ست ملامت نہین مجرم ہو گرفتار عدو — تونے کیا چھوڑا اگر چھوڑیگا بدلا لیکر
ذبح کرنیکو مرے پوچھتے ہو کیا تکبیر — تم چھری پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر
کھینچتی روز قیامت سے بھی ہے آپکو دور — تیری زلفون کی بلائین شب یلدا لیکر
مجھسا مشتاق جمال ایک نہ پاؤگے کہین — گرچہ ڈھونڈھوگے چراغِ رخِ زیبا لیکر
بیٹھے قدمون ہی مین بچھ جائینگے [illegible] مانند — دشت مین میرے قدم آبلۂ پا لیکر
جب یہ دیکھا نہ ملا مجھ مین کہین میرا پتا — پھر گیا نامہ بر یار خط اُلٹا لیکر
رہ گیا اپنا سا منھ لے کے وہ آئینہ رو — تیری تصویر کو یوسف نے جو دیکھا لیکر

وان سے یان آئے تھے اے ذوق تو کیا لائے تھے
یان سے تو جائینگے ہم لاکھ تمنا لیکر

کل گئے تھے تم جسے بیمار ہجران چھوڑکر — چل بسا وہ آج سب ہستی کا سامان چھوڑکر
طفل اشک ایسا گرا دامان مژگان چھوڑکر — پھر نہ اُٹھا کوچۂ چاکِ گریبان چھوڑکر
کیونکہ نکلے تیر اُسکا دلمین پیکان چھوڑکر — جائے بیضے کو کہان یہ مرغ پران چھوڑکر
کام یہ تیرا ہی تھا رحمت ہے اے ابر کرم — ورنہ جائے داغِ عصیان میرا دامان چھوڑکر

غزال رم دیدہ بنگیا ہے جو خواب آنکھوں میں تو بجا ہے
کہ بھاڑ کھانے کو دوڑتا ہے پلنگ تجھ بن پلنگ ہو کر

ہوئے جو یکرنگ انکو زیبا نہیں جہان میں رعونت اصلا
کہ پایا گل نے بے نام رعنا تو اس چمن میں دو رنگ ہو کر

حلاوت و شرم پاسداری تہا مین ہے ذوق رنج و خواری
مزے سے گذری اگر گذاری کسی نے بے نام و ننگ ہو کر

خوب روئے آج ہم سنسان یا ہوں دیکھکر
یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر

اڑ گئے اک آن میں جادو ے بابل کے ہوش
سرمہ آلودہ تری چشم پر افسون دیکھکر

دیکھکر غیر وبین مستانی یہ اس مہوش کو رات
آہ لی اک دل سے شیشے سوئے گردون دیکھکر

سچ کہا ہے آئے کالے نے نہین جلتا چراغ
چھپ گیا ماہ رخ تیرے زلف شبگون دیکھکر

دل ہے میرے ساغر سرشار وحشت کا نشہ
چھپ گیا خم میں مری صورت فلاطون دیکھکر

رکھ لیں انکو لگا نے انگلیوں فندقین
نوک مژگان پر مرے اشک جگر گون دیکھکر

قتل کو کیسے چڑھائی تیغ تو نے سان پہ
اترے ہے آنکھوں مین زخموں کے مرے خون دیکھکر

جو ہے نالہ اپنا وہ اک مصرعہ برجستہ ہے
ہم جو نالاں ہیں کسی کا قد موزون دیکھکر

لے گیا دل کون میرا ذوق کس کا نام لوں
سامنے آجائے تو شاید بتادوں دیکھکر

کہا پتنگ نے یہ وار شمع پر چڑھکر
عجب مزا ہے جو مرئیے کسی کے سر چڑھکر

مرے خیال پہ وہ چشم فتنہ گر چڑھکر
یہ خانہ جنگ سے [illegible] ہے لڑتے گھر چڑھکر

دکھانہ جوش وخروش اپنا زور پر چڑھکر
گئے حباب میں دریا بہت اتر چڑھکر

ستمگروں کی کشاکش میں ابرو ہو سوا
کہ ہوتی سان پہ ہے تیغ تیز تر چڑھکر

الٰہی خیر ہو مانند شعلہ آتش
پھر آیا باد کے گھوڑے پہ وہ ادھر چڑھکر

| | |
|---|---|
| گھر سے بھی واقف نہین اُسکے کہ جسکے واسطے | بیٹھے ہین گھر بار سب ہم خانہ ویران چھوڑکر |
| وصل مین گر ہوے مجھ کو رویت ماہ حبیب | روے جانان ہی کو دیکھون مین تو قرآن چھوڑکر |

اندنون گرچہ دکن مین ہے بڑی قدر سخن
کون جاے ذوق پر دلی کی گلیان چھوڑکر

| | |
|---|---|
| بلبل ہوان صحن باغ سے دور اور شکستہ پر | پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر |
| کیا ڈھونڈھے دشت گم شدگی مین مجھے کہ ہے | عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر |
| اُس مرغ ناتوان پہ ہے حسرت جو رہ گیا | مرغان کوہ و راغ سے دور اور شکستہ پر |
| ساقی بط شراب ہے تجھ بن پڑی ہوئی | خم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر |
| جو اُڑکے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر | اُس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر |
| گرتا ہے دل کا قصد کمان دار تیر آسا | پر سے نشان داغ سے دور اور شکستہ پر |

اے ذوق میرے طائر دل کو کہان فراغ
کوسون ہے وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر

| | |
|---|---|
| بادام دو جو بھیجے ہین بٹوے مین ڈال کر | ایما ہے یہ کہ بھیج دے آنکھین نکال کر |
| دل سینہ مین کہان ہے نہ تو دیکھ بھال کر | اے آہ رکھ دے تیر کا نامہ نکال کر |
| ہون سرد ہو چکا نہ دوبارہ حلال کر | مین اور دم جبراؤ لگا یہ تو خیال کر |
| عاشق کے خون سے اپنا پر تیر لال کر | دکھلا دے شاخ خشک مین کونپل نکال کر |
| تیرے مریض نے کئی نقل مکان کیے | آخر کو روح تن سے گئی انتقال کر |
| شہرگ پر اپنی زندگی و موت مین ہے لاگ | آ تیغ یار قصہ یہ تو انفصال کر |
| اُترے گا ایک جام بھی پورا نہ چاک سے | خاک دل شکستہ نہ صرف اے کلال کر |
| لیکر تون نے جان جب یہان پہ ڈالا ہاتھ | دل کیا کنارے ہوگیا سب کو سنبھال کر |
| سینہ ہمارا وادی وحشت ہے اے جنون | ہر داغ پر تصور چشم غزال کر |

جس نے یہ لذت اٹھائی زخم تیغ عشق کی
کب وہ مرہم ان کو ڈھونڈھے ہے نمکدان چھوڑ کر

صید دل کو کیونکہ چھوڑے جبکہ دکھلائے ہے تو
مچھلیان دست حنائی مین مرجان چھوڑ کر

سرد مہری سے کسی کی آگ سے دل سرد ہے
یا سنے ہٹ جا دھوپ اے ابر بہاران چھوڑ کر

دیکھیئے کیا ہو کہ ہے اب جان کے پیچھے پڑی
دلکو اے کافر تری زلف پریشان چھوڑ کر

اے دل اُسکے تیر کے ہمراہ سینے سے نکل
ورنہ پھر پچتائیگا تو ساتھ نادان چھوڑ کر

کیون نہ رم کر جائین آہو لیے وحشی سے ترے
شیر بھاگین جسکے نالون سے نیستان چھوڑ کر

سرخی پان دیکھ لے زاہد جو دندان پر ترے
اُٹھ کھڑا ہو ہاتھ سے تسبیح مرجان چھوڑ کر

پیش خیمہ لیلے نکلا گرد باد دود آہ
ہے جو سرگرم سفر کو مرجان چھوڑ کر

گر خدا دیوے قناعت ماہ یک ہفتہ کیطرح
دوڑے ساری کو کبھی آدھی نہ انسان چھوڑ کر

ساغر دل بچپا آیا ہون کھوست ہاتھ سے
چوکتا ہے کیون یہ جنبش ست گردان چھوڑ کر

پڑھ غزل اے ذوق کوئی گرم سی تو اب بجا
جانب مضمون طرز تفتہ جانان چھوڑ کر

جب چلا وہ مجھکو بسمل خون مین غلطان چھوڑ کر
کیا ہی پچھتا تھا مین قاتل کا دامان چھوڑ کر

مین وہ مجنون ہون جو نکلون کنج زندان چھوڑ کر
سیب جنت تک نہ کھاؤن سنگ طفلان چھوڑ کر

پیوے سیراب ہی لہو پانی جو لب اُس شوخ کے
کھینچے تو شنگرف سے خون شہیدان چھوڑ کر

مین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا مرا
رہ گیا بس منشی قدرت جگہ وان چھوڑ کر

سایۂ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
سانپ سا پانی مین اے سرو خرامان چھوڑ کر

ہو گیا طفلی ہی سے دلمین ترازو تیر عشق
بھاگے ہین مکتب سے ہم اوراق میزان چھوڑ کر

اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر

شوق ہے اُسکو بھی طرز نالۂ عشاق سے
دمبدم چھوڑے ہے منھ سے دود قلیان چھوڑ کر

دل تو لگتے ہی لگے گا حوریان جنین سے
باغ ہستی سے چلا ہون ہائے پریان چھوڑ کر

یہ خال پیشانی کیون تمھارا نہ فرق نیچا ہے فرقدان پر
کہے ہے داغ جنون کو چمکون جو تیرے سر پہ دشت وا ہون
چراغ وحشت سرائے مجنون کرو مین روشن چراغدان پر
بنا بگولے کو برج اسا قریب ناقہ کے قیس پہنچا
پر اُترے محمل سے کیونکہ لیلی اگر پردہ کھلا ہے ساربان پر
کہان رہی مجھ مین جان ہے باقی کہ ہے دھوان ہو کے لب پہ آتی
جو ذوق آنسو کی بوند ٹپکی ہمارے داغ دل طپان پر

جب وہ پوچھے کہ ہے غش کون مری جیتون پر — مین کہون مین تو کہے مین کے چھری گردن پر
جو ترے دوست پہ تجھ بن ہے گذرتی ظالم — وہ مصیبت نہ ہو دنیا مین کسی دشمن پر
تیرے دندان مسی سب کی دیکھی جو بہار — پڑ گئی اوس سی گلشن مین گل سوسن پر

اے دل وہ سر غمزۂ پنہان عیان نہ کر — آنکھون سے دیکھ اور زبان سے بیان نہ کر
آہون مین دود دل جو نکالون تو کہے — او تفتہ جان ہوا ہو یہان سے دھوان نہ کر

نامۂ شوق کو مرے باندھے تو جو بال و پر — کیون آرے مرغ نامہ بر جکو ہوے وبال پر
مصحف روے یار مین دیکھا ہے جو خال پر — لکھتے ہین قل ہو اللہ ہم ایک چنے کی دال پر
ہین ہمائے سر پہ افسر ان ہوا گیرون کے پر — لگ گئے جن طائرون کو ہین ترے تیرون کے پر
اُن کو ہے پر عرش اعظم پر اڑاتے ہین مرید — کیا غضب لائین خدا جانے جو ہون پیر ولی کے پر

## متفرقات

شرح بخت برگشتہ گر گردون رقم کر — تیر بازگشتی ہو ہاتھ مین قلم پھر کر
رکھ لیا اُس نے چمن مین گل جو سر پر توڑ کر — مین بھی حاضر ہون کہا غنچے نے یون منھ پھوڑ کر

گر چاہتا ہے مثل مہ چاردہ فروغ
آبھ کے شہر شہر مین کسب کمال کر

پوچھو چلے ہین کوسنے کعبہ کو اہل درد
ملک فنا سے جائین فدا دل سنبھال کر

تصویر اُن کی حضرتِ دل کھینچ لائے گر
رکھ دینگے ہم بھی پاؤن پہ آنکھین نکال کر

قاتل ہے کس مزے سے نمک پاشِ زخمِ دل
بسمل ذرا تڑپ کے نمک تو حلال کر

دل کو رفیق حسن مین اپنا سمجھ نہ ذوق
ٹل جائے گا یہ اپنی بلا تجھ پہ ٹال کر

مزا چکھایا ہے کوہکن کو جو عشق آیا ہے امتحان پر
کہ لایا تو جوئے شیر لیکن چھٹی کا دودھ آگیا زبان پر

خدنگ دنبالہ کھایا لیکن نہ لایا شکوہ کبھی زبان پر
کہ بوسہ اُس چشم سرمہ سا کا ہے مُہرِ گویا مری زبان پر

لگا کے باتون مین اُن کو لائین جو حرفِ مطلب کا کچھ زبان پر
تو ایسی کہدین ٹھکانا جس کا لگے زمین پر نہ آسمان پر

تپِ محبت مین سخت جانی کا یہ اثر ہے دلِ طپان پر
کہ مثلِ سوہان پڑ گئے ہین ہزارون کانٹے مری زبان پر

اٹھائے سوزِ غم ہر خط ہین یہ خون کے دعوے کوئی غلط ہین
کہ مثلِ قط گیرِ خط یہ خط ہین ہنوز باقی ہر استخوان پر

خلش یہی خار خارِ غم کا رہا تو مرقد پہ میرے سبزہ
یقین ہے مانند برگِ خرما اُگے گا لتہ کئے زبان پر

کہا یہ سو بار دل کو رو کر حریف مت ترکِ چشم کو کر
سو آخرش ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بہا ہے مژگان کی سنان پر

وہ چشم و ابرو تمھارے زیبا کہ قاب قوسین جن سے ادنیٰ

شب جان زار رک گئی لب پر ہن کے پاس
پھر اُٹھ کے رہ گیا یہ مسافر وطن کے پاس

یہ جوے خون رواں نہیں دیکھو ہے رو[illegible]
تیشہ سر اپنا رکھ کے سر کوہکن کے پاس

اس آرزو میں جان ہوں دیتا کہ لے کے جام
پہنچوں کبھی لب بت پیمان شکن کے پاس

انگشت شمع کیوں نہ اُٹھے بہر فاتحہ
یہ ڈھیر ہے پتنگ کا پائے لگن کے پاس

میں تو اُسی جھجک پہ فدا ہوں کہ کان کو
شب کیا ہٹا لیا مرے لا کر دہن کے پاس

چمکے گی تا بہ حشر ہماری لحد میں آگ
چاک جگر میں دیکھنا چاک کفن کے پاس

میں نے کہا کہ بوسہ تمھیں دو ادب سے میں
لا سکتا اپنا منہ نہیں چاہ ذقن کے پاس

ہنس کر کہا کہ جاتا ہے پیاسا کوئیں پہ آپ
پا جاتا ہے کنواں کسی تشنہ دہن کے پاس

اے ذوق سدرے جائیے پیک خیال کے
کیا لے گیا اُڑا کے بت سیم تن کے پاس

## متفرقات

مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آ کے پاس
بدگمان وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس

چمن سے بعد ہمیں جیسے سین و قاف قفس
قفس میں بند ہیں ہم جیسے قاف ناف قفس

لب شیریں کو ترے جانکے رس چشم مگس
بیٹھی نظروں میں ہے جا لے ہے جس چشم مگس

بوالہوس جیفۂ دنیا سے بھرا دل نہ ترا
تو مگس اور تری چشم ہوس چشم مگس

## ردیف صاد مہملہ

سب مذاہب میں یہی ہے نہیں اسلام میں خلص
کہ جہان عام ہے ہوتا ہے وہاں عام میں خاص

بعد مردن آچکے رونے کو سن کر گور دور
جیتے جی کہتے ہو چل صورت تری بر گور دور

دل شوریدہ سر نے خاک اڑا کر
بیابان رکھ لیا سر پر اُٹھا کر

خفا تو ہو نہ وقت ذبح میرے تلملانے پر
کھون کیا لوٹتا ہون مین ترے بازو دبانے پر

## ردیف سین مہملہ

کونسا ہمدم ہے تیرے عاشق بیدم کے پاس
غم ہے اُسکے پاس ہمدم اور وہ ہے دم کے پاس

ہاتھ کیا ساقی جو تھا جام جہان بین جم کے پاس
تیرا جام بادہ ہو اور تو ہو اس پر غم کے پاس

خط کہان آغاز ہے پشت لب دلدار پہ
ہین جناب خضر آئے عیسیٰ مریم کے پاس

مردمک کے پاس ہے یہ اشک خونین کا ہجوم
یادھرے یاقوت ہین یہ دانہ نیلم کے پاس

روح اُس آتش بجان کی بعد مردن جون پتنگ
آئیگی اُڑ کر چراغ خانۂ ماتم کے پاس

کس کی قسمت ہے کہ زخم تیغ قاتل ہو نصیب
جان سے جائین نہ جائینگے مگر مرہم کے پاس

کیا مزے لے لے کے گل کھائین اگر آجائے ہاتھ
یہ جو چھلا آپ کی انگلی مین ہے خاتم کے پاس

زلف سے بے وجہ خط سبز ہم پہلو نہین
ہے لٹکتا عشق پیچان سنبل پر غم کے پاس

واہ صیاد اجل اور واہ صیادی کا پیچ
کھنچکے ہے اسفندیار آیا کہان رستم کے پاس

دیکھو فیاض ازل نے کیا دیا آنکھون کو فیض
کاسہ در کف ہو کے یم آتے ہین اُنکی نم کے پاس

ہے جو قسمت مین تو دریا بھی کبھی ہو جائے گا
آلگا ہے اپنا قطرہ بھی کنار یم کے پاس

کرکے بحر و قافیہ تبدیل لکھ اور اک غزل
بیٹھ کوئی دم تو اے ذوق اس یم کے پاس

تیر دکمان ہے گربت ناوک فگن کے پاس
آہ و قد خمیدہ ہے اُس خستہ تن کے پاس

## ردیف قاف

پھر کر ادھر اُدھر ہمارا گیا قلق | لفظ قلق کی طرح سے وہی رہا قلق

## ردیف کاف تازی

جو کھُلکر اُن کا جوڑا بال آئین سر سے پانون تک
بلائین آ کے لین سو سو بلائین سر سے پانون تک

ہم اُنکی چال سے پہچان لین گے اُن کو برقع مین
سزا را ہے کو وہ ہم سے چھپائین سر سے پانون تک

یہ جتنے سرو ہین سب اُسکے قد پر زہر کھاتے ہین
چمن مین سبز کیونکر ہو نہ جائین سر سے پانون تک

مرا دل ایک دن اُس خوش ادا کی کس ادا کو مین
اگر ہین وان تو ادائین ہی ادائین سر سے پانون تک

سراپا شوق جائین سر کے بل ہم جسکے جلسہ مین
مثال شمع وہ ہم کو جلائین سر سے پانون تک

نہو بے پردہ تو بھی دو گھڑی ہو کے وہ شوخی سے
پھبن جلوون مین در پردہ دکھائین سر سے پانون تک

بنایا اس لیے اس خاک کے پتلے کو تھا انسان
کہ اس کو درد کا پتلا بنائین سر سے پانون تک

سراپا پاک ہین دھوئے جنھون نے ہاتھ دنیا سے
نہین حاجت کہ وہ پانی بہائین سر سے پانون تک

مزا ہے ذوق افزون تو جتنے زخم ہون افزون | نہ کیون ہم زخم تیغ عشق کھائین سر سے پانون تک

ساغرِ دل کی تو واقف نہین کیفیت سے
دیکھ عکسِ رخِ ساقی ہے اسی جام مین خاص

خضر باتین ہین کہ ہے چشمۂ حیوان جان بخش
ہے یہ خاصیت اُسی کے لبِ تشنہ لم مین خاص

شیخ صاحب کے ہین نزدیک وہ خاصانِ خدا
خدمتی اُنکے ہین جو زمرۂ خدام مین خاص

کام دنیا ہے عاشق کا ترے ناکامی
کہ دیا تونے لگا اس کو اسی کام مین خاص

عشق کا جوش ہے جبتک کہ جوانی کے ہین دن
یہ مرض کرتا ہے شدت انہین ایام مین خاص

ذوق اسمائے الٰہی ہین سب اسمِ اعظم
اُسکے ہر نام مین عظمت ہے نہ اک نام مین خاص

## ردیف ضاد معجمہ

پر کترنے کو جو صیاد نے چاہی مقراض
ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

بحر و بر مین نہین کس کو ہوسِ قطع و برید
ناخن شیر ہے خنجر دُم ماہی مقراض

گل کترتی ہین ہزارون تری آنکھین کافر
ہے عجب طرح کی اک تیر نگاہی مقراض

کب زبان چلتی ہے اُس بزم مین بدگویونکی
اُنکے منھ مین یہ زبان ہے کہ الٰہی مقراض

محضرِ خون جو مرا سارا کتر کر پھینکا
دیگی اس ظلم کی محشر مین گواہی مقراض

پاس کیا قطع تعلق مین کریگا ان سمجھے
قطع مین کسوت درویشی و شاہی مقراض

رشتۂ عمر کیا قطع سرا سر اے ذوق
کھو سکی شمع کے دلکی نہ سیاہی مقراض

## ردیف عین مہملہ حسن مطلع

ذوق کیونکر ہوا اپنا دیوان جمع
کہ نہین خاطرِ پریشان جمع

ہزاروں دشمن جان سے ہے ایک دوست بہ | جو پوچھو کون ہے سو مین کہون ہزار مین دل
نہو تین خلد مین حورین تو ہو تا خلد مین کون | لگے ہے صحبت خوبان گلعذار مین دل
یہ جسم زار ہے یا میرے پیرہن مین دل | گرہ ہے تار مین یا میرے جسم زار مین دل

اُٹھا تو لائے مجھے میرے ہمنشین اے ذوق
رہیگا میرے عوض میرا کوئے یار مین دل

ازل سے یون دل عاشق ہے نور کی قندیل | کہ جیسے عرش خدائے غفور کی قندیل
سمجھ وہ دود بنا گوش نور کی قندیل | تجلی ہے اختر صبح نشور کی قندیل
ہمارے کعبہ دل مین ہمیشہ روشن ہے | کسی کے تاب کمال ظہور کی قندیل
عیان ہے خانہ عشرت جب ہی ہوا اُسکا فروغ | کہ لٹکے اُس مین سر پر غرور کی قندیل
رہے ہے جون قمر منخسف سدا بے نور | سیاہ بختون کے بالین گور کی قندیل
پڑے جو عکس ترا جام مین تو ہو روشن | حباب بادہ تجلی سے طور کی قندیل
عیان ہے یون مرے روز سیاہ مین خورشید | کہ جیسے شب کو نظر آئے دور کی قندیل
سوائے دلکے ہونا ریخ باغ خلد سے بھی | کبھی پسند نہ اس رشک حور کی قندیل
اُڑے جو آہ کے ہمرہ تخل کے پارہ دل | ہوئے ہوا مین وہ صورت طیور کی قندیل
وہ تیر ہین یہ مرے نالہ قیامت زا | کہ انکے رکھنے کو لازم ہے صور کی قندیل
نسیم کیا ہے کہ روضہ مین تفتہ جانونکے | نہ گل ہو باد سے آواز صور کی قندیل

سمجھتا قدر ہے ناقص کب اس غزل کی ذوق
یہ روشن آپ نے کیون پیش کور کی قندیل

دیوانہ ہون تیرا مجھے کیا کام کہ لون گل | زیبا لیٹس سر کو ہے مرے داغ جنون گل
ہون زیر قدم خار بہ سر داغ جنون گل | چاہے ہے جنون بوؤن سدا خار جنون گل
سو ٹکڑے ہین اپڑی کے برنگ گل صد برگ | کیا دشت نوردی مین کہ تا ہے جنون گل

صفحۂ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سے ایک
دل کے دو حرف ہین سو وہ بھی جدا ایک سے ایک

مطلع

پھر تو آئے خیر سے ہم جا کے اُس مغرور تک
پر اُچھلتا ہی رہا اپنا کلیجہ دور تک

## ردیف کاف فارسی

بینی و عارض و ابروسے ہین شاخ و گل و برگ
یون عیان اُس چمن روسے ہے شاخ و گل و برگ

بینی اور وہ دہن خندہ زن اور نازک لب
لکھے گویا قلم موسے ہین شاخ و گل و برگ

## ردیف لام

پھنسے نہ حلقۂ گیسوئے تابدار مین دل
بلا سے گر ہو نوالۂ دہان مار مین دل

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہے
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل

نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل

ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہے چشم براہ
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل

ترا سنگار بھی ہے وہ بلا کہ جائے گہر
پروئے زلف مسلسل کے تار تار مین دل

خدا بچائے مجھے اس بغل کے دشمن سے
کہ میرا دشمن جان ہے مری کنار مین دل

بغیر مارے نچھوڑے گی دلکو کافر زلف
کہو یہ دل سے کہ جائے نہ مار مار مین دل

اگر نہ جبر کرون اختیار اے ناصح
تو کیا کرون کہ نہین میرے اختیار مین دل

اُڑیگا مثل شرر ٹکڑے ہوکے سنگ مزار
رہا اگر یونہین گرم تپش مزار مین دل

برنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل

فلک کے رنگ سے ظاہر ہین ماتمی آثار
خوش اپنا کیونکہ ہو اس نیلگون حصار مین دل

برنگ بیضۂ نوروز توڑے دل اُسنے
ہزارون ایک ہمارا ہے کس قطار مین دل

سینے کا چاک سینے کی فرصت نہین کہ ہین
مصروف زخم دلکی مگس رانیون مین ہم

ہم کدورت دل صیاد گر نہ ہو
کیا کیا اڑائین خاک پرافشانیون مین ہم

دکھلائین روز حشر کو بین السطور سے
اپنے سیاہ نامہ کو طولانیون مین ہم

جا سکتے ضعف سے نہین کوچے مین اُسکے ذوق
بہ جائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

شمع نازان نہو اک رات بہا آنسو گرم
ہرسون یان آنکھ سے ٹپکا ہے مرے لوہو گرم

اے جنون ہے خبر موسم گل پر سو گرم
دم تو لینے دے مجکو نہ کرا اتنا تو گرم

آتش رشک سے اس کاکل مشکین کے صبا
جل گیا نافہ مین اس رتبہ ہوا لوہو گرم

آبلے سینہ دریا مین ہوے جل کے حباب
دیدۂ تر نے بہاے یہ غضب آنسو گرم

اے صبا نکہت گل لیکے چمن کو پھر جا
کیا کرون سر کو مرے کرتی ہے یہ خوشبو گرم

آتش حسن کا پتلا ہے تو اے رشک پری
تاب رخ تیری بھبھوکا ہے بلا ہے تو گرم

توسن ناز ترا ہر قدم اے رشک غزال
کیون نہو تیز کہ رکھتا ہے مزاج آہو گرم

فاختہ سوز محبت سے ہوئی جلکے تہ خاک
کھینچے ہے دل سے پہ اتنک نفس کوکو گرم

مشعل افروز جنون کون ہو مجنون کیلئے
گر نہ ہو گرمی وحشت سے دل آہو گرم

سرد مہری کا تری ہو جو خنک دل کشتہ
ہووے گلگشت سے کیا اسکا دل آ[illegible] گرم

تابش نار جہنم سے سوا اُس کو لگے
ہمرہ باد سحر بوے گل خوشبو گرم

سرد مہری سے رکھا اپنی خنک دل تو نے
گرمجوشی سے کیا تو نے بہت دلجو گرم

اپنے کشتہ کی کرامت کو ذرا دیکھ اگر
ایک پہلو سے اگر سرد تو اک پہلو گرم

ذوق دلمین یہ تب عشق کلام ایسا خنک
عاشقانہ سی غزل اور کوئی پڑھ تو گرم

بل بے اے آتش غم دلکو کرے یہ تو گرم
کہ زمین پشت سمک تک ہو تہ پہلو گرم

مین کشتہ ہون لعل لب پان خوردہ کا کس کے
نکلے ہے مری خاک سے آغشتہ بخون گل

اُس گل مین نہ پایا اثر بوے محبت
سو بار سونگھائے اُسے پڑھ پڑھ کے فسون گل

ہے روشنی خانۂ دل سوز محبت
کافر تو بتا شمع حرم کیونکہ کرون گل

پیکان تو دلدوز ہے سوفار ہے باہر
اُس تیر سے ہے دلمین درون غنچہ برون گل

اے ذوق محبت مین کسی غنچہ دہن کی
گلدستہ سے بھی ہین مرے ہاتھونپہ فزون گل

## ردیف میم

پابند جون دخان ہین پریشانیون مین ہم
یارب ہین کسکی زلف کے زندانیون مین ہم

ہوتی نہ یاد زلف تو خط شکستہ مین
لکھتے الف خطون کی نہ پیشانیون مین ہم

زنجیر مین بھی نالۂ زنجیر کی طرح
جوش جنون مین رہتے ہین جولانیون مین ہم

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کبھی پناہ
قرب حرم مین بھی ہین تو قربانیون مین ہم

دوزخ بھی جائے نعرۂ ہل من مزید بھول
لائین جو آہ کو شررافشانیون مین ہم

پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو نوید
پھر ہین جنون کے سلسلہ جنبانیون مین ہم

تم بھی نہین جگر یہ رہے اسقدر رہے
سرگرم سوز عشق کی مہمانیون مین ہم

مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا
ہون خط سرنوشت ہین پیشانیون مین ہم

ہین آئنہ مین صورت تصویر آئنہ
آئنہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سے بھی جدا
رکھدین تری شبیہ جو کنعانیون مین ہم

کیا جانین ہم زمانہ کو حادث ہے یا قدیم
کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہین فانیون مین ہم

کیون جی سکے ہجر مین ہوے شرمندہ یار سے
اب مر رہے ہین اُسکی پشیمانیون مین ہم

پوشیدہ ان گناہون سے سرخوش ہین کہ اندن
شرب الیہود کرتے ہین نصرانیون مین ہم

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
درہم کی شکل صورتِ درہم سے کم نہین

ساقی ملے ہزار فلاطون ہین خاک مین
جو خم تہی ہے قالبِ آدم سے کم نہین

اُس حور وش کا گھر مجھے جنّت سے ہے سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین

شورابۂ سرشک سے دھوتا ہے زخم دل
تیزاب میرے حق مین یہ مرہم سے کم نہین

ہاتھون سے تیرے پارۂ الماس زخم دل
مجکو تو جلوہ گل و شبنم سے کم نہین

اے ذوق کس کو چشمِ حقارت سے دیکھئے
سب ہم سے ہین زیادہ کوئی ہم سے کم نہین

ہان تامل دم ناوک فگنی خوب نہین
ابھی چھاتی مری تیرون سے چھنی خوب نہین

تشنۂ دشت محبت کے لیئے اس لب سے
کوئی دنیا مین عقیق یمنی خوب نہین

گل پریشان ہوا ہنس ہنس کے چمن مین آخر
دیکھ اے غنچہ دہان خندہ زنی خوب نہین

خوبیان یون تو ہین اس عالم تصویر مین سب
اک مگر ناز سے یہ کم سخنی خوب نہین

چشم کہتی ہے تری جنبش مژگان سے کہ دیکھ
نشتر بیمار کے یہ سینہ زنی خوب نہین

یہ نہین شیشہ مے ہے کسی میخوار کا دل
محتسب دیکھ نہ کر دل شکنی خوب نہین

تاب دندان نہ دکھا بزم مین تو ہنس ہنس کر
کوئی کھا جائے جو ہیرے کی کنی خوب نہین

بات تو ہمنے بنائی تھی وہان خوب مگر
تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہین

خلش خار کا کھٹکا ہے بغل مین موجود
دیکھ گل دعوی نازک بدنی خوب نہین

اُٹھے ہی جائیگا اس دل سے دھوان آہ کیساتھ
جب تلک جلنے کا یہ سوختنی خوب نہین

کوئی آتش نفس اے ذوق چمن سے گذرا
آج جو سرد نسیم چمنی خوب نہین

ہفتاد و دو فریق حسد کے عدد سے ہین
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین

مردار ہین وہ طائر سدرہ ہی کیون نہ ہون
تیر نگاہ یار کے جو دور زد سے ہین

لطف بوسہ نہ رہا ہم پہ ہوا جب تو گرم
شربت قند دبا کر کے پہ آتش خو گرم

تن رہا یون ہی تپ غم سے اگر گرم مرا
تیغ آہن کیطرح ہونگے بدن پر مو گرم

نیشتر جل کے وہین کشتۂ فولاد ہوا
نکلا یہ آتش سودا سے مرا لوہو گرم

کٹ سکا صید محبت کا نہ قاتل سے گلا
اُس نے پتھر پہ یہ رگڑا کہ ہوا چاقو گرم

آتش دل سے پس از مرگ برنگ شعلہ
خاک عاشق سے نکلتا ہے گل خودرو گرم

مہروش جل بے ترے حسن جہانتاب کی تاب
رخ سے گرم آئنہ ہو آئنہ سے زانو گرم

کیا کہون نامۂ جانسوز کی اپنے تاثیر
جل گیا بس یہ کبوتر کا ہوا بازو گرم

سر مجروح کو ٹھکرا کے گیا وہ اور مین
چونکا اُس وقت کہ جب تھا یہ بہا لوہو گرم

دست خورشید کی رعشہ سے سپر جا چھوٹ
کھینچکر تیغ کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم

دل عاشق کے جلانے کا ہے سارا سامان
یعنی شعلہ ہے تری رنگ بھبوکا رو گرم

کونسا سوختہ جان صبح سے ہے گرم فغان
کہ ہوا آتی ہے کوچہ سے ترے گلرو گرم

ہم تو سنتے تھے سدا کل حموض بارد
ذوق ہوتا ہے وہ کیون ہوکے ترش ابرو گرم

## ردیف نون

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین
جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

ہوتا ہے دور چرخ کبے فرصت نشاط
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

اُس زلف فتنہ زا کے لئے اے مسیح دم
کچھ دست شانہ پنجۂ مریم سے کم نہین

زیبا ہے روت زرد پہ کیا اشک لالہ گون
اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین

سرعت ہے نبض کی رگ سنگ مزار مین
دل کی تپش کچھاب بھی تپ غم سے کم نہین

وحشی کو تیری چشم کے مژگان ہر غزال
صحرا مین تیز ناخن ضیغم سے کم نہین

فقط قمری نہ داعی غلام ہے انکا | وہ مول لیسے ہزارون غلام لیتے ہین

ہمارے ہاتھ سے اے ذوق وقت مینوشی
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

دود دل سے ہے یہ تاریکی مرے غمخانے مین | شمع ہے اک سوزن گم گشتہ اس کاشانے مین
مین ہون وحشت کہ مدت سے اس ویرانے مین | برسون کعبہ مین رہا برسون رہا بتخانے مین
مستی و ناآشنائی وحشت و بیگانگی | یا تری آنکھون مین دیکھی یا ترے دیوانے مین
مین وہ کیفی ہون کہ پانی ہو وہ بنکے شراب | جوش کیفیت سے میری خاک کے پیمانے مین
عشق کو اے حسن اگر نشو و نما منظور ہو | سبز نخل شمع ہو خاکستر پروانے مین
پتھروں مین ٹھوکرین کھاتی ہے ناحق سیل آب | پوچھو کیا لیجائیگی آکر مرے ویرانے مین
عشق کی نشو و نما منظور کب ہے ورنہ سبز | تخم اشک شمع ہو خاکستری پروانے مین
برق خرمن سوز دانائی ہے نافہمی تری | ورنہ کیا کیا لہلہاتے کھیت ہین ہر دانے مین
کس نزاکت سے ہے دیکھو اتحاد حسن و عشق | زلف وان شانے مین کھینچی درد ہے یان شانے مین

ایک پتھر چومنے کو شیخ جی کعبے گئے
ذوق ہر بت قابل بوسہ ہے اس بتخانے مین

کہین یارو نسے وہ اگلی ملاقاتونکی سب رسمین | پڑا حسد آپے دل سینے مین ترے اور دہم لگے بسمین
کبھی ملنا کبھی رہنا الگ مانند مژگان کے | تماشہ کج سرشتونکا ہے کچھ اخلاص آپسمین
توقع کیا ہو جینے کی ترے بیمار ہجران کی | نہ جنبش نبض مین جسکے نہ گرمی جسکے لمس مین
دکھائے چیرہ دستی آہ بالادست گر اپنی | تو مارے ہاتھ دامان قبای چرخ اطلس مین
جسے ہے گوشہ نشین تیرے خیال بیت ابرو مین | وہی بیت الصنم مین بھی تو ہے بیت المقدس مین
کرے لب آشنا حرف شکایت سے کہان یہ دم | ترے محزون بیدم مین ترے مفتون بیکس مین
ہوا سے کوچہ جانان کے اڑے اسکو تعجب کیا | تن لاغر مین ہے جان اسطرح جسطرح خس مین

خورشید وار دیکھتے ہین سب کو ایک آنکھ
روشن ضمیر ملتے ہر اک نیک و بد سے ہین

وہ مست ہون کہ رکھے قدح کش تمنا
بنیاد میکدہ مری خشت لحد سے ہین

جان دادگان عشق سے پوچھو رہِ فنا
اسمین جناب خضر ابھی نابلد سے ہین

چشم ثمر ہے سرو سے انکو جو بیوقوف
رکھتے امید دوستی اُس سرو قد سے ہین

دشنام دو کہ بوسہ خوشی ہے آپ کی
رکھتے فقیر کام نہین رد و کد سے ہین

بر ہین خنک دلونسے ہو گر خرقۂ فقیر
سمجھو کہ کرتے برف کی کوشش نمد سے ہین

وہ ایک دم کہ جسمین میسر ہو وصل یار
بہتر سمجھتے ہم اُسی عمر ابد سے ہین

جتنے ہین یان مزے روش نشۂ شراب
ہوجاتے بیمزہ ہین جو بڑھ جاتے حد سے ہین

ہرچند ناتوان ہین مگر رکھتے دل قوی
ہم عشق کی کمک سے جنون کی مدد سے ہین

جان لباسیونکے نہ ظاہر لباس پر
عاری عبائے ہوش قبائے خرد سے ہین

محفوظ ہین جو رکھتے ہین ذرہ عز و قدر پر
ابجد کا قفل قاعدۂ اب وجد سے ہین

دلکے ورق پہ ثبت ہین صد مہر داغ عشق
ہم کرتے ذوق عشق کا دعوے سند سے ہین

بلائین آنکھوں نے انکی مدام لیتے ہین
ہم اپنے ہاتھونکا مژگان سے کام لیتے ہین

ہم اُنکی زلف سے سودا جو دام لیتے ہین
تو اصل و سود وہ سب دام دام لیتے ہین

شب وصال کے روز فراق ہین کیا کیا
نصیب مجھسے مرے انتقام لیتے ہین

ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد
تو پھر وہ دام نہین زیر دام لیتے ہین

جھکائے ہے سر تسلیم ماہِ نو پر وہ
غرور حسن سے کس کا سلام لیتے ہین

ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
جب اُنسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین

ترے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے
قدم سب آنکے وقتِ خرام لیتے ہین

ہم اُنکے زور کے قائل نہین ہین وہ شہ زور
جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین

دل وہ کیا جس کو نہین تیری تمناے وصال
چشم وہ کیا جس کو تیری دید کی حسرت نہین

ہم کہتے ہین مرحبا ہین گر چھٹ جائین غم کے ہاتھ سے
پر ترے غم سے ہمین مرنے کی بھی فرصت نہین

ایک حسرت تو برستی ہے کبھی برسی کے دن
ورنہ روتا ابر بھی اپنی سر تربت نہین

ہے نوشتے مین ترے بیمار کے صحت کہان
جسکے نسخہ مین دوا کی لفظ کو صحت نہین

کھائے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر
کوئی بھی اُس سے زیادہ کافر نعمت نہین

خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہم کو قرار
ایک ساعت مثل ریگ شیشہ ساعت نہین

خانہ ہستی کا اپنے صحن ہے دشت عدم
روز کر لیجے چہل قدمی مگر رخصت نہین

میری وحشت پانون پھیلائے تو پھر دونون جہان
ہون اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین

ایک دل اور اُس پر اتنے بار غم اللہ رے مین
اور اُس طاقت پر ایسا کوئی بےطاقت نہین

ذوق اس صورت کدہ مین ہین ہزارون صنعتین
کوئی صورت اپنے صورت گر کی بے صورت نہین

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

سب مجھے ہو کس طرح قول و قسم کا اعتبار
ہزار دن دے چکے وہ قول لاکھوں کھا چکے قسمین

جو مضمون ذوق ایوان دو عالم مین ہے موزون
ہو اس خمسہ مین انساں کے وہ بند مخمس مین

ہے چشم میری مست قدح گیر باغ حسن
ہوجاتا دل ہے بیٹھ کے جو دگر خونین گل
تحریر سرمہ ہے تری آنکھوں مین قت خواب
پان و مسی و سرمہ و رخ ہونگے لالہ زار
تبخالہ لب یہ گرمی بوسہ سے ہے کہان
اے رشک باغ طاق دو ابرو کا ہے یہ عکس

عارض پہ خط ہے طوطی تصویر باغ حسن
تاثیر باغ خلد ہے تاثیر باغ حسن
اے غیرت چمن در و زنجیر باغ حسن
مشاطہ باغبان یہ تدبیر باغ حسن
ہے گل جو یہ غنچہ دل گیر باغ حسن
دریائے آئنہ مین ہے تعمیر باغ حسن

سیر خزان جو چاہے تو اے ذوق دیکھ لے
اُس نازنین کا جلوہ تغییر باغ حسن

اس گلستان جہان مین کیا گل عشرت نہین
سیر کے قابل سب ہے یہ پر سیر کی فرصت نہین

علم جس کا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
وہ فلاطون ہے تو اپنے قابل صحبت نہین

خواہ پھرتا ہے فلک اور خواہ پھرتی ہے زمین
پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین

بسمل تیغ محبت کا لب بر زخم دل
ہوتا داب لے شور واویلا و حسرت نہین

منہ مین گر پانی چوا دے یار اپنے ہاتھ سے
مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین

نازک خیالیاں مری توڑیں عدو کا دل | میں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں

پھر اُس شرر کو یاد کرے تو تو دلمیں ذوق
نشتر چبھوکے میں سرِ نشتر کو توڑ دوں

عنقا کی طرح خلق سے عزلت گزیں ہوں میں | ہوں اسطرح جہاں میں کہ گویا نہاں نہیں ہوں میں
میں وہ نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں ہوں میں | میں ہوں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں ہوں میں
اس در پہ شوق سجدے سے فرشِ زمیں ہوں میں | مانند نقشِ پا ترے قدموں تلے ہی میں ہوں میں
سرگشتگی بخت نہ دے کچھ اسے پیچ | کچھ میں زلف کچھ شکنِ آستیں ہوں میں
تارا ساتہ پہ ہوں میں کنویں میں برنگِ آب | نام آسماں پہ میرا ہے زیرِ زمیں ہوں میں

ہوں طائرِ خیال نہ ہیں نہ ہیں پر بال
پر اڑ کے جا پہونچتا کہیں سے کہیں ہوں میں

گذرتی عمر ہے یوں دورِ آسمانی میں | کہ جیسے جائے کوئی کشتی روانی میں
رکا وخوب نہیں طبع کی روانی میں | کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی میں
وفور اشک اگر ہے یہ اوج ہوا اپنا | فلک پہ زلف گل نے سنہ فروانی میں
کہانیاں ہیں حکایات خضر وآب بقا | بقا نہ ذکر ہے کیا اس جہان فانی میں
نہیں خضاب سے مطلب ہیں یہ موئے سفید | سیاہ پوش ہوئے ماتمِ جوانی میں
وہ سیدھے گھر کو سدھارے درنگ کچھ بھی ہم | پھر سے بھٹکتے ہوئے بدگمانی میں
بصر ونسے کھو دیکھیں چین ابرو یار | رکھو ہر لیے ہے کہاں تیغ اصفہانی میں
ہمیشہ ہے مجھے سرمایہ فنا میں بقا | حباب وار ہوں میں آب زندگانی میں
لگا نے تہمت گریہ میں دل جلوں کو ترے | یہ میں ہی نہیں خون گانے میں آگ پانی میں
کہوں میں اپنی کہانی تو وہ یہ کہتے ہیں | بغیر جھوٹ نہیں اور کچھ کہانی میں
نگاہ کسکی چڑھا دل کہ خوف سے دن رات | گذرتی ہے مجھے دل کی نگہبانی میں

اُٹھے گھر سے چلا جب مجھے دیکھو
دل خانہ خراب کی باتین

[illegible] چھوڑ [illegible] خلد
کر شراب و کباب کی باتین

[illegible] آیا جو آبرو [illegible] مری
ہین یہ چشم پُر آب کی باتین

یاد ہے [illegible] بھول گئے
وہ شب ماہتاب کی باتین

[illegible] خوب اے دل
تیری یہ اضطراب کی باتین

[illegible] ہوتا ہے [illegible] نقصان
سنکے ناصح جناب کی باتین

[illegible] سب [illegible] اپنے
چھوڑ شرم و حجاب کی باتین

[illegible] ہین [illegible] چھیڑ [illegible]
اس [illegible] سے عتاب کی باتین

[illegible] چھیڑ [illegible]
کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین

ذکر کیا جوش عشق مین اے ذوق
[illegible] صبر و تاب کی باتین

[illegible] کو توڑ دون
آئینہ غیب دل [illegible] کو توڑ دون

[illegible] دون [illegible] توڑ دون
یہ سوچ نہ غیرت بت کافر کو توڑ دون

دنیا [illegible] دل [illegible] خطر کو توڑ دون
سارے طلسم وہم مکدر کو توڑ دون

آیا [illegible] جام [illegible] جو کبھی [illegible] دور چرخ
گر چاک پر پھرے تو مین ساغر کو توڑ دون

راہ جنون مین جلد اُٹھاؤن جو مین قدم
پائے رفیق و ہمت رہبر کو توڑ دون

[illegible] کرم سے [illegible] چرخ
یا تنگ جھکاؤن شاخ ثمرور کو توڑ دون

ساقی [illegible] تری [illegible] ہے جی
باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دون

احسان ناخدا کے اُٹھائے مری بلا
کشتی خدا پہ چھوڑ دون لنگر کو توڑ دون

اے آشنا نہ پوچھ گر [illegible] گناہ
کشتی مین ہون تو بوجھ سے لنگر کو توڑ دون

ہر موج بحر عشق کو یہ زعم ہے [illegible]
کشتی سے دست و پائے شناور کو توڑ دون

اُن آہو دن سے کہو دیکھیں مری آنکھوں کو
جو آب جو میں گل نیلوفر کو دیکھتے ہیں

ہے اُن کی چشم کی گردش پہ گردش عالم
جدھر ہو اُن کی نظر سب اُدھر کو دیکھتے ہیں

ہمارے وصل کی شب ہے ویا شب محشر
کہ اُٹھ کے صبح قیامت سحر کو دیکھتے ہیں

ہوا کے گھوڑے پہ کس برق وش کو دیکھا تھا
کہ طمطراق پہ ہم گرد سفر کو دیکھتے ہیں

پڑیگا سایہ زلف اُس پہ بھی ضرور کبھی
کہ پیچ و تاب تمہاری کمر کو دیکھتے ہیں

ہم اُنکے کوٹھے پہ چڑھکر ہیں ڈھونڈتے مہ عید
کدھر کو چاند ہے اور ہم کدھر کو دیکھتے ہیں

خدا کا بندہ ہو زاہد خدا کو دیکھ ذرا
کہ زر کے بندے زمانہ میں زر کو دیکھتے ہیں

ادھر شفق میں ہے شام اور ادھر ہمیں دیکھو
ابھی سے دمبدم اُٹھکر سحر کو دیکھتے ہیں

نہ پوچھو شغل اسیری میں ہم غریبوں کا
کبھی قفس کو کبھی بال و پر کو دیکھتے ہیں

وہ دن تو عید کا ہوتا ہے دن ہمارے لیئے
تمہارا اُٹھ کے جو منہ ہم سحر کو دیکھتے ہیں

یہ کس کو دیکھ فلک سے گرا ہے غش کھا کر
پڑا زمیں پہ جو نور قمر کو دیکھتے ہیں

سوال جوہر آئینہ ہے یہ چشم پر آب
کہ منہ پہ خاک ملے کیوں ہنر کو دیکھتے ہیں

بہار کو ہیں دکھاتے ستارہ سحری
تمہارے کانوں میں جب ہم گہر کو دیکھتے ہیں

فنا کی راہ میں بیٹھے جو بن کے بیٹھے ہیں
انہیں کو دیکھ کے ہنستے شرر کو دیکھتے ہیں

وہ خاک اُڑائینگے بازار عشق میں آکر
کب بھلے آن کے سود و ضرر کو دیکھتے ہیں

بنا کے چشم کے دنبالہ پر وہ خال سیاہ
سنان ترک نظر پر سپر کو دیکھتے ہیں

عرق کے قطرے نہیں دیکھتے ہیں اُس رخ پر
ستارے دھوپ میں ہم دوپہر کو دیکھتے ہیں

الہی آگ یہ سینے میں ہے کہ آفت ہے
عرق کی جا پہ نکلتے شرر کو دیکھتے ہیں

بنا کے آئینہ میں دیکھتے جو آئینہ گر
ہنرور اپنے بھی عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں

زیادہ سر ہو جو دشمن تو ہم سمجھتے ہیں
تڑپتا خاک پہ مار دو سر کو دیکھتے ہیں

نگیں کو دیکھ نہیں چاہیں جو نام عالم میں
کہ سینہ کاوی میں یاں نامور کو دیکھتے ہیں

مزا ہے تیغ محبت کے زخم کھانے کا
کرے جو صرفہ نہ قاتل نمک فشانی مین

نہین جو ضعف سے دم لینے کیلیے ہے آہ
کہ بس نہ دے مجھے تکلیف ناتوانی مین

بجز نثار علی شاہ کون جانے ذوق
تری زبان کا مزا تیری شعر خوانی مین

تو کہے غنچہ کہ اس لب پہ دھری خوب نہین
چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین

سامنے سے مرے ٹلتا نہین ناصح جب تک
مغز کھاتا مرا دوچار گھڑی خوب نہین

فتنہ سرکش ہے جبھی تک کہ تری آنکھون نے
دست مژگان سے کوئی دھول جڑی خوب نہین

منہ چڑھے تیغ غم عشق کے کیا منہ ہے ترا
بوالہوس تجھپہ کوئی ضرب پڑی خوب نہین

خوبرویون سے بہت آنکھ لڑی پر افسوس
قسمت اے ذوق کہین اپنی لڑی خوب نہین

ہین نہان محو خودنمائی مین
بیر ہے پر خودی خدائی مین

ہوکے اک بوسے پر ترش ابرو
بات کو ڈالنا کھٹائی مین

نہین کمتی ہین وہ فرنگی زاد
ماہ ہے منزل ہوائی مین

ذوق ہے ایک رند شاہد باز
اسکو کیا دخل پارسائی مین

سلام کرتے ہین آنکھو جدھر کو دیکھتے ہین
اور اُن کو دیکھو ذرا وہ کدھر کو دیکھتے ہین

وہ دیکھین بزم مین پہلے کدھر کو دیکھتے ہین
محبت آج ترے ہم اثر کو دیکھتے ہین

یہ لوگ کیون مرے عیب و ہنر کو دیکھتے ہین
نہین تو دیکھین ذرا وہ کدھر کو دیکھتے ہین

وہ اپنی برش تیغ نظر کو دیکھتے ہین
ہم اُنکو دیکھتے ہین اور جگر کو دیکھتے ہین

نہ خیر و شر کو نہ عیب و ہنر کو دیکھتے ہین
جدھر کو آپ ہون ہم اُدھر کو دیکھتے ہین

مین جیکا دیکھ رہا ہون جگر کے داغون کو
کہ چارہ گر انہین وہ چارہ گر کو دیکھتے ہین

ہووے تو اے مہروش جب پرتو افگن آب مین
ہو سراپا فلس ماہی ماہ روشن آب مین

عکس زلف یار اور آئینہ رخسار یار
کھینچے ہین شام و سحر تصویر سوسن آب مین

تو جو دریا مین اڑا چھینٹے تو میان شرم سے
پانی پانی ہو گیا اے شوخ پرفن آب مین

مردم دیدہ ہین جو زندہ آب اشک سے
مردم آبی ہین انکا ہے نشیمن آب مین

بھول مت علم کتابی پر کہ آخر سب تلک
ناؤ کاغذ کی ہے اے طفل کودن آب مین

تو اب دریا بنے آگر جوا اے رشک بہار
ڈالے بھر بھر کے صبا پھولونکے دامن آب مین

لے تو اپنے روئے سیمین پر ذرا آبی نقاب
نیلوفر دکھلا رہا ہے اپنا جوبن آب مین

کیا ہوا کیا سبزہ ہے کیا گل ہے کیا ابر بہار
لطف ہے گر ہووے فیض رب ذوالمن آب مین

مدح کر اس شاہ دریا دل کی اے دل جسکا فیض
لعل و گوہر ہے بہاتا وقت گفتن آب مین

شاہ اکبر خسرو غازی کہ آب تیغ سے
رکھے حاسد کو ہمیشہ تا بگردن آب مین

پڑھکے بسم اللہ مجریہا ومرسیہا ڈالا
جوان شناور رکھ ہوا مین دست و بازن آب مین

مطلع روشن لکھا جسنے اپنے طلسم تیغ
صورت اختر ذ معنی ہین روشن آب مین

ڈالے جون روح القدس تو جبکہ توسن آب مین
نور حق ہو واصل بر طلان بر سب تن آب مین

اے شہ الیاس ہمت اے شہ خضر ہمت امام
خشک و تر کو ہے سہارا تیرا دامن آب مین

نام حق لیکر جو مارے تیغ راہ حق مین تو
غرق جون فرعونیان ہو فوج دشمن آب مین

توشہ دریا نوال اور دل ترا موج کرم
ہے سخاوت سے تری دست قلزن آب مین

تیرا فیضان عطا جسدم گہرباری کرے
گوہر تر سے بھرین موجونکے دامن آب مین

حکم تیرا جستجو چاہے تو گم ہونے نہ پائے
مثل ابراہیم ادہم ایک سوزن آب مین

تیرے حکم شرع سے جب کفر دریا برد ہو
غرق ہووے تا بانشاے برہمن آب مین

ہو ترے سینہ مین جب بحر معانی موج زن
قطرہ ہے روشن ہو صد معنی روشن آب مین

خراش ناخن وحشت سے چارہ گر بس سے
شکستہ بخیۂ زخم جگر کو دیکھتے ہین

اُٹھائی آنسوؤن نے کسپہ آج ہے تسبیح
سفر ہے جان کا جو فال سفر کو دیکھتے ہین

کسی کی کاوش مژگان سے بر سر مژگان
ٹپکتا قطرۂ خون جگر کو دیکھتے ہین

جہان کے آئینہ سے دل کا آئینہ ہے جدا
اس آئینہ مین ہم آئینہ گر کو دیکھتے ہین

دکھا دو تم لب میگون پہ خندۂ نمکین
کہ یان تو ساغر مے مین شکر کو دیکھتے ہین

عیار نقد محبت کا دیکھ سختی پر
لگا کے ذوق کسوٹی پہ زر کو دیکھتے ہین

[illegible] سے ملا کر ساقیان سیم تن آب مین
کرتے ہین جادو سے اپنے آگ روشن آب مین

زلف وعنی وش کو دھو کر وہ پری تن آب مین
ہون بجائے موج پیدا مار رہزن آب مین

چشمہ آئینہ مین کب تو ہوا پاسے نگاہ
[illegible] طرح جاتے ہین دیکھا یا کہ دامن آب مین

پھرتا ہے سیل حوادث سے کوئی مردون کا ...
شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب مین

صحبت اہل صفا سے تیرہ دل کب صاف ہون
زنگ سے آلودہ ہوجاتا ہے آہن آب مین

اب بھی گریہ سے مجھے فرصت نہین فوارہ وار
گو کہ مین ڈوبا کھڑا ہون تا بگردن آب مین

طاس قلیان مین رکھا ہے اُسنے ابر مردہ کو
ڈوب مر رو رو کے تو اے ابر بہمن آب مین

دیکھنا آبی دوپٹہ منھ پہ اُسکے وقت خواب
برج آبی مین ہے مہ یا مہر روشن آب مین

مین ہون وہ تفسیدہ دل کرجائے اک دریا کو جذب
گر پڑے گر ذرہ میری خاک مدفن آب مین

یون رہا مین زندگی بھر تشنۂ دیدار یار
جیسے مستسقی کا دم ہوتا ہے مردن آب مین

سایۂ سرو چمن نے کیا ڈرایا ہے مجھے
اژدہا بن بن کے شب رشک گلشن آب مین

وعدہ ہے آنے کا اُسکے ابر کھل جائے تو آئے
ڈالتا ہون دمبدم اُٹھ اُٹھ کے روغن آب مین

شب جو ہم لکھنے کو بیٹھے آنکھ سے اندیشہ اشک
بہ گیا خط لکھتے لکھتے مشفق من آب مین

ذوق تو اس بحر مین ایسے گل مضمون بہا
جا بجا لگ جائے اک پھولون کا خرمن آب مین

ہیں آمدِ بہار سے بھر لائے منہ میں خون
یہ زخمِ دل تبسمِ غنچہ سے کم نہیں

ہم کافرانِ عشق کو ہے یہ بڑا عذاب
دوزخ میں آتش آتشِ سنگِ صنم نہیں

مجھ روسیہ سے کب ہوا سجدہ سر فرو
کب گردنِ خجالتِ محراب خم نہیں

مشکل ہے میرے عہدِ محبت کا ٹوٹنا
اے بے وفا یہ تیری خدائی قسم نہیں

اہلِ صفا کا دیکھا نہ دامن کسی نے تر
گوہر ہے اپنی آب میں غرق اور نم نہیں

وحشی کو تیرے دشت بھی ہے عرصۂ بہشت
آہو کی شاخ شاخ سے طوبیٰ کے کم نہیں

اللہ رے ضبطِ دل کہ مرے ہے سرِ مزار
گیسوئے دودِ شمع میں بھی پیچ و خم نہیں

اے عہدِ یار ہے تو زمیں پر کہ اٹھ گیا
ڈھونڈھوں کدھر سراغ کہ نقشِ قدم نہیں

منصوبہ ہارنے کا مرے کرتے ہیں حریف
اور یہ مہم میں مثلِ بازیٔ شطرنج دم نہیں

تو نے جو ہاتھ قتل سے کھینچا تو کیا ہوا
رکھتی کسی طرح تری تیغِ ستم نہیں

ہے سرکشوں کے واسطے مینا و تختِ جم
یاں جام ہے سامنے تو جامِ جم نہیں

چمکا یہ آتشِ دل پروانہ کا ہے رنگ
اے شمع وہ سیان شوق صبح دم نہیں

ہے لوث حبِ زر سے یہ دامن ہمارا پاک
گر چھینٹ بھی پڑے تو بجز درم نہیں

گر آبِ دیدہ شربتِ کوثر بھی ہے تو کیا
جب تک کہ اس میں چاشنیٔ درد و غم نہیں

حالت ہے اب یہ زار ترے دلفگار کی
ہے چشمِ زخم منہ پہ کہ جو چشمِ نم نہیں

ہاتھ آئے کس طرح سے دل گم شدہ کا کھوج
ہے چہرہ وہ کہ جس پہ کسی کا بجرم نہیں

ہاتھوں نے پیچِ زلف کے پرواز کی کبھی
کر سکتے اے دوست تاسف بسم نہیں

سر بازِ عشق کے لیے دار الاماں کہاں
معمورۂ قتل سے سرِ تیغ حرم نہیں

جاتا ہے آنکھیں بند کیے ذوق تو کہاں
یہ راہ کوئے یار ہے راہِ عدم نہیں

ہو ترا فیض سخن گر سببِ نطقِ فصیح
بلبلے مانندِ بلبل ہون نوا زن آب مین

تیرے آگے گر کرین اعدا سرِ عصیان بلند
مثل قوم نوح ہو وے سب کا مدفن آب مین

توصف آرا ہو جو دریا مین تو ایک کرم آب
ہو عدو کے قتل کو سو سو تہمتن آب مین

روے دریا پر بناتے ہین ہم موج و حباب
پھر سبازان لشکر خود و جوشن آب مین

ق
نور ظلمت ہمہ گر دشمن ہین پر حیران ہو نہین
تیرے خنجر مین ہے کیون آتش تا آہن آب مین

باد پا تیرا ہے یون آتش قدم بر روے خاک
ہو وے جون برقِ درخشان سایۂ افگن آب مین

عکس ابھی دریا مین ہے اور تن اُڑ جاتا ہے یون
روح گویا اُڑ گئی اور رہ گیا تن آب مین

ق
تیرا فیل کوہ پیکر بسکہ دریا سیر ہے
ڈالے وہ کوہ روان جب اپنا دامن آب مین

مثل ابر آئے ولیکن سرعتِ رفتار سے
اوپر اوپر جائے مثل ابرِ بہمن آب مین

نسر طائر نسر واقع جیسے چرخ پر تا ہون شہا
اور زمین پر ہو وے تا ماہی کا مسکن آب مین

ہو ہواے شوق مین سر پر ہما اقبال کا
ماہی دولت کا ہو تیرے نشیمن آب مین

---

غم نامہ اپنا صفحۂ محشر سے کم نہین
ہے شورِ الغیاث صریرِ قلم نہین

وہ دن ہے کونسا کہ ستم پر ستم نہین
گریہ ستم ہین روز تو اک روز ہم نہین

مضمون کے پیچ و تاب سے تابِ رقم نہین
ہے زلفِ یار ہاتھ مین میرے قلم نہین

بعد از فنا بھی جوشِ جنون میرا کم نہین
کس وقت زلزلہ سرِ دشتِ عدم نہین

گو اضطراب دل کو عیان کرتے ہم نہین
پر جو نگاہ ہے رگِ بسمل سے کم نہین

جوشِ شگفتگی سے محبت کا غم نہین
یہ خون خراشِ دل مین تبسم سے کم نہین

آتش مین آ پڑا تو ہے میری طرح سپند
لیکن نکل بھی جائیگا ثابت قدم نہین

یہ دل مجھے ڈبو کے رہیگا کہ سینہ مین
وہ کونسا ہے داغ جو گرداب غم نہین

منظور دلکو کاوشِ غم کی ہے مشق اگر
بہتر مژہ سے یار کی کوئی قلم نہین

دیکھے شعلوں سے قفس کے پیش و پس کی تیلیاں
یوں جلیں اُڑ جائیں جیسے خار و خس کی تیلیاں

گر رسیلا بھی رکھے جوشن کی تیلیاں
لیجئے مژگان کی مجھ بے دسترس کی تیلیاں

گر رگِ گل سے بنائیں بلبلیں کے قفس کی تیلیاں
کانٹے آنکھوں میں چبھوئیں اُس کے خس کی تیلیاں

ای [illegible] رنگ گل کا فدیا ہے باغبان
ہیں یہی رکھا ہے گل کے قفس کی تیلیاں

اے مہندس مرغ ساعت کو اگر کرتا ہے بند
لے ہوا میں اُڑ کے آوازِ جرس کی تیلیاں

میں ہوں دیوانہ کسی کے سبزۂ رخسار کا
مار و بچھوؤں کی جگہ تم مجکو خس کی تیلیاں

سوز غم سے ہیں سلگتے جسم و جان ناتوان
کب کا یہ کوڑا تھا یا رب کے برس کی تیلیاں

کشتۂ مژگان کے گنبد کا ہے مرقد اے صبا
جا لگا اس پر عوض زریں کلس کی تیلیاں

طائر رنگ حنا کا شوق اگر ہوا ہے پری
تیرے ہاتھوں کی لکیریں ہوں قفس کی تیلیاں

پنجۂ مژگان جو یار و بسمند ناز ہے
تاب سب لائیں لگد کوب فرس کی تیلیاں

لے چلا دنیا سے دل یا کاسۂ روغن حریص
میں کیوں رکھتا ہے جاروب ہوس کی تیلیاں

چشم گریان نے اگر برس برس برسات خوب
سبز ہو جائینگی سب میرے قفس کی تیلیاں

شیخ کی داڑھی تو حاضر ہے لگا دے ساقیا
[illegible] شیشہ کو ہیں [illegible] کا خس کی تیلیاں

ہے دوائی اس شجر کے واسطے تازہ خزان
بیتے ٹھیکر رہ گئیں خالی سرس کی تیلیاں

ہوتے [illegible] ہیں [illegible] چشم
آشیان کے واسطے چن چن کے خس کی تیلیاں

[illegible] بلبل [illegible] گل کا قفس
اس سے نازک در کیا ہونگی قفس کی تیلیاں

ق
[illegible] نادان تجکو آرائش کا شوق
مت بنا پیتل کے تاروں سے قفس کی تیلیاں

جو [illegible] مرغ [illegible] آئے قفس کے واسطے
چاہییں صندل کی چوبیں اور خس کی تیلیاں

[illegible] جائیے ہوا سے شاخ میں نکلے کی طرح
ہیں جو [illegible] قصدان زود رس کی تیلیاں

طرز نالہ سیکھے گر بلبلیں جلا دیویں ابھی
صوت قمقس بنکے آواز جرس کی تیلیاں

شیخ [illegible] تل [illegible] سب کے سامنے
[illegible] کا دونا تھا مگر شاخ [illegible] کی تیلیاں

ہم سے ظاہر و پنہاں جو اُس غارت گر کے جھگڑے ہیں
دل سے دل کے جھگڑے ہیں نظروں سے نظر کے جھگڑے ہیں

جیتے ہی جی کیا مالک فنا میں ساتھ بشر کے جھگڑے ہیں
مر کے ادھر سے جب کہ چھٹے تو جا کے ادھر کے جھگڑے ہیں

کیسا مومن کیسا کافر کون ہے صوفی کیسا رند
سارے بشر ہیں بندے حق کے سارے شر کے جھگڑے ہیں

ایک ایک جور و ستم پر اسکے سو سو داغ دل ہے گواہ
ہم جو اُس سے جھگڑے ہیں حق ثابت کر کے جھگڑے ہیں

غم کہتا ہے دل میں رہوں میں جلوہ جاناں کہتا ہے میں
کس کو نکالوں کس کو رکھوں ہے تو گھر کے جھگڑے ہیں

ہوگئیں موتی پانی پانی لعل کا دل خون پتھر میں
دیکھو لب و دندان سے تمہارے لعل و گہر کے جھگڑے ہیں

دوست کے گھر میں دشمن سو جب سنگ ہمارے سینہ پر
دل کا ذکر رہا کیا باقی یہ تو سر کے جھگڑے ہیں

حضرت دل کا دیکھنا عالم ہاتھ اُٹھائے دنیا سے
پاؤں پسارے بیٹھے ہیں اور سر پہ سفر کے جھگڑے ہیں

ذوق مرتب کیونکہ ہو دیوان شکوہ فرصت کس سے کریں ہم
باندھے گلے میں ہم نے اپنے آپ ظفر کے جھگڑے ہیں

آفت جان کو ہیں تن کے قفس کی تیلیاں
ورنہ ہیں یاں بال و پر تار نفس کی تیلیاں

استخوان ہیں اس تن لاغر میں خس کی تیلیاں
تیلیاں بھی وہ کہ جو ستر برس کی تیلیاں

رخصت پرواز گر دیویں قفس کی تیلیاں
جا کے دیکھ آئیں جو کچھ رکھی تھیں خس کی تیلیاں

کیا تماشا ہے کہ اُنکے کانین اُٹھا ہے درد / ہم جو آئے درد دل اپنا ذرا کہنے کو ہین

بے سبب سوفار اُنکے منھ نہین کھولے ہین ذوق / آئے ہین پیک مرگ پیغام قضا کہنے کو ہین

گر ترا نور نہین چشم مین کیا ہے اس مین / کہنا فِیہِ نَظَرٌ عین خطا ہے اس مین

دل کو کیا دیکھیگا تو چیر کے کیا ہے اس مین / اب تو قطرہ بھی نہین خون کا رہا ہے اس مین

رسن انداز ہے چاہ ذقن یار مین زلف / نہین معلوم کہ دل کسکا گرا ہے اس مین

عشق کی تلخی حسرت کے جو لے لے کے مزے / بے مزہ رہتے ہین ہم کچھ تو مزا ہے اس مین

تو نگین توڑ نہ دلکا کہ بڑی کاوش سے / اسم کو مین نے ترے کندہ کیا ہے اس مین

کبھی کرتا ہون فغان اور کبھی ضبط فغان / نہین معلوم وہ خوش اسمین ہے یا اس مین

خضر ساقی ہو تو مین جام نہ لون گر جانون / کہ نہین جام مین مے آب بقا ہے اس مین

ہو چکے عشق مین جان وامق و قیس و فرہاد / اور ابھی دیکھیے کس کس کی قضا ہے اس مین

اس جفا کیش کے نامہ کو پڑھون کیا قاصد / جو کہ قسمت کا لکھا تھا وہ لکھا ہے اس مین

شیشۂ سبز فلک سے نہ طلب کر مے عیش / مے کہان اسمین ہے زہراب بھرا ہے اس مین

جا پڑا پاؤن پہ قاتل کے تڑپ کر کشتہ / سرد ہونے پہ بھی گرمی وفا ہے اس مین

کیا کرے کسطرح خاک کا پتلا اے ذوق / اڑتا پھرتا ہے بھری جب سے ہوا ہے اس مین

کرے وحشت بیان سیم سخنگو اسکو کہتے ہین / یہ سچ کہتے ہین سر چڑھ کے بولے جادو اسکو کہتے ہین

سوال بوسہ کرنا لاجواب چین ابرو سے / براتِ عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین

نگہ اور دل کا جتنا حوصلہ تھا تل گیا سارا / نگہ کے تیر کا ہونا ترازو اسکو کہتے ہین

عدو ہے نیش زن ہر دم مرے درپئے ایذا / یہ موذی زہر کا ہے گانٹھ بچھو اسکو کہتے ہین

گوارا تلخی سے کیون نہ ہو ہم خستہ جانون کو / کہ دارو تلخ ہی بہتر ہے دارو اسکو کہتے ہین

آگے ان نالون کے ہین یعنی خار و خس ہوتے رقیب
جون ہون روکش آتش اژدر نفس کی تیلیان

کاروان حیرت کا تھا شب تنکا تنکا دشت مین
رنگین بن بن کے آواز جرس کی تیلیان

سلسلہ وابستہ تھا کچھ عالم معنی سے ذوق
ورنہ تھین یہ تیلیان کب اپنے بس کی تیلیان

آج اُن سے مدعی کچھ مدعا کہنے کو ہین
پر نہین معلوم کیا کہوینگے کیا کہنے کو ہین

وصف چشم و وصف لب اس یار کا کہنے کو ہین
آج سہو رسل اشارات و شفا کہنے کو ہین

ہین دہن غنچون کے وا کیا جانے کیا کہنے کو ہین
شاید اُسکو دیکھکر صلّ علیٰ کہنے کو ہین

کہدے شبنم سے نہ بھر سیماب گل کے کان مین
بلبلین احوال دل کچھ اے صبا کہنے کو ہین

دیکھے آئینے بہت بن خاک ہین ناصاف سب
ہین کہان اہل صفا اہل صفا کہنے کو ہین

دمبدم رک رک کے ہے منہ سے نکل پڑتی زبان
وصف اُنکا کہہ چکے تو اور کیا کہنے کو ہین

اب تو رات آخر ہوئی میری طرف دیکھو ذرا
مسجدون مین لوگ اذان اے مہ لقا کہنے کو ہین

مین ترے ہاتھونکے قربان واہ کیا مارے ہین تیر
سب دہان زخم منہ سے مرحبا کہنے کو ہین

میرے رنگ کے آبلے دیکھے تو منہ فق ہوگئے
زرد یون ہی ورنہ اے کہربا کہنے کو ہین

دیکھ تو لے پہنچے کس عالم سے کس عالم مین ہین
نالہاے دل ہمارے نارسا کہنے کو ہین

گاہ دامنگیر باد و گہ بیابان گرد خاک
اب تو تیرے عاشقونکے دست و پا کہنے کو ہین

وہ جنازہ پر مرے کس وقت آئے دیکھنا
جبکہ اذن عام میرے اقربا کہنے کو ہین

ہے جہان مانند مجمر اور ہم مثل سپند
اب چلے جائینگے آئے اک صدا کہنے کو ہین

پوچھو قاتل سے کریگا قتل آخر کب تلک
یہی تاریخ آج ہم پیش از قضا کہنے کو ہین

میرے سودا کا اطبا کر نہین سکتے علاج
یون ہی خبطی خبط و مالیخولیا کہنے کو ہین

مٹ گئے جوہر وفا کے اٹھ گئے سب اہل دل
اب وفا سے نام کو اور باوفا کہنے کو ہین

اے صفائے دل تو تیرے مین عیان ہو عکس یار
یون تو آئینون کے دل بھی باصفا کہنے کو ہین

تم وہ غضب کہ ہوتے ہیں کم ایسے شخص ہین
اور ہم تمھین پہ مرتے ہین ہم ایسے شخص ہین

صاحب لون نے کعبۂ دل پر کیا مقام
کب کرتے قصد دیر و حرم ایسے شخص ہین

دیوانے تیرے دشت مین رکھینگے جب قدم
مجنون بھی لیگا آکے قدم ایسے شخص ہین

دین کیا ہے بلکہ دیجئے ایمان بھی اُنھین
زاہد یہ ہت خدا کی قسم ایسے شخص ہین

یان لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب مین
وان ایک خامشی تری سب کے جواب مین

خط دیکھکر وہ آئے بہت پیچ و تاب مین
کیا جانے لکھدیا اُنھین کیا اضطراب مین

بے بادہ غور گی مین ہوا ذوق جون مویز
کی توبہ بے وقوف نے ناحق شباب مین

نے رنگ کف ہون نہ ترا فندق پا ہون
مین کچھ نہین لیکن ترے قدمون سے لگا ہون

مجنون نے مجھے سمجھا چراغ رہ مقصود
مین ناقۂ لیلی کا سراغ کف پا ہون

وہ مہر تو مین تاب وہ گوہر ہے تو مین آب
مجھسے نہ جدا وہ ہے نہ مین اُس سے جدا ہون

کھائے پیہم یہ ترے ناوک مژگان دلمین
اتنے مو تن پہ نہین جتنے ہین پیکان دلمین

گھر ہی کر بیٹھا ہمارے غم ہجران دل مین
ہمنے جانا تھا کوئی دن ہے یہ مہمان دلمین

خانقاہ مین بھی وہی ہے جو خرابات مین ہے
فرق پر یہ ہے یہان مغز پہ ہے اور وان دلمین

تیرے آفت زدہ جن دشتون مین اڑ جاتے ہین
صبر و طاقت کے وہان پاؤن اُکھڑ جاتے ہین

اتنے بگڑے ہین وہ مجھسے کہ اگر نام اُن کا
خط مین لکھتا ہون تو سب حرف بگڑ جاتے ہین

کیون نہ لڑوائین اُنھین غیر کہ کرتے ہین یہی
ہمنشین جن کے نصیبے کہین لڑ جاتے ہین

گرہ کھولی ذرا اس نے جو اپنی زلف مشکین کی
معطر ہو گیا آفاق خوشبو اسکو کہتے ہین

جو پوچھے عقل یہ دل سے بنا کیا نام ہے تیرا
کہون دیوانہ چشم پری رو اسکو کہتے ہین

کبھی شیرین نہ دل سے کوہکن نے کوہ کو کاٹا
محبت یہ نہین ہے زور بازو اسکو کہتے ہین

اجل سو بار آئی ذوق پر جب تک نہ وہ آئے
نہ پایا دم نکلنے میرا قابو اسکو کہتے ہین

قصد جب تیری زیارت کا کبھو کرتے ہین
چشم پر آب سے آئینے وضو کرتے ہین

کرتے اظہار ہین در پردہ عداوت اپنی
کیون مرے آگے جو تعریف عدو کرتے ہین

دلکا یہ حال ہے پھٹ جائے ہے سو جا سے اور
اگر اک جا سے ہم اس کو رفو کرتے ہین

توڑین اک نالہ سے اس کاسہ گردون کو مگر
نوش ہم اسمین کبھی دلکا لہو کرتے ہین

قد دلجو کو تمھارے نہین دیکھا شاید
سرکشی اتنی جو سرو لب جو کرتے ہین

رکھتا زبسکہ جیفہ دنیا سے ننگ ہون
پارس بھی ہو تو جانتا مردار سنگ ہون

ہون وہ شگفتہ دل کہ نہ دوزخ مین تنگ ہون
آہن تو آگ مین ہون مگر لالہ رنگ ہون

ہین سب کے پیچھے پیسے اٹھانے کی فکر مین
محفل مین انکی مین [illegible] کا رنگ ہون

دل تھا محو ضبط ہے اور مجکو اضطراب
دل میرا مجھسے تنگ ہے [illegible] سے تنگ ہون

پروانہ گر نہین تو نہین پر ہون [illegible] دوست
[illegible] ہون تو [illegible] زبان تفنگ ہون

مرے نالے کہین اس گنبد بے در سے اوپر ہین
ہوا کیون باندھتے بادل [illegible] سے اوپر ہین

گذر جاتے ہمارے نالے انکے سر سے اوپر ہین
وہ اک [illegible] نہین تیغ [illegible] سے اوپر ہین

عجب عالم ہے اب دلکا کہ انکے اک اشارہ پر
اٹک جاتے ہمارے [illegible] سو نشتر سے اوپر ہین

ہم دیوار گلشن پھر پڑے ہین ناتوانی سے
ابھی طاقت کرے یاری تو [illegible] سے اوپر ہین

مین ہون وہ جگر خون کہ مسامات بدن سے
جون اشک عرق بھی شفقی رنگ نکالون

ہے جی مین کہ غنچہ کو کرون تنگ چمن مین
پھر یار کا ذکر دہن تنگ نکالون

دنبالہ سے سرمہ کے دھوان ہین تری آنکھین
کہہ بیٹھین نہ کچھ سیف زبان ہین تری آنکھین

مرے نالون سے چپ مرغ خوش الحان نیستان مین
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ مین

ہوا ہے اور نہ ہوویگا کوئی پیدا خدائی مین
وفا مین کوئی مجھسا اور تم سا بے وفائی مین

اسیری عشق کو منظور تھی میری لڑکپن مین
بہانہ کر کے منت کا پنھایا طوق گردن مین

ہین وہ دیوانے کہ جنکو بیڑیان درکار ہین
ہم اسیر زلف ہین کافی ہمین دو تار ہین

کمندین اور بھی یون تو کمند انداز رکھتے ہین
تری زلفون کے خم کچھ اور ہی انداز رکھتے ہین

کیا صوفی و کیا سیکش قائل مرے دونو ہین
پر مذہب و مشرب سے غافل مرے دونو ہین

مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین
بے وفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے مین

جس جگہ بیٹھے ہین با دیدہ نم اٹھے ہین
آج کس شخص کا منھ دیکھ کے ہم اٹھے ہین

مرگیا ہوں لسکہ وصلِ سیمتن کی فکر میں
ہائے کل سب آشنا ترے مریضِ عشق کے

ق

چادرِ مہتاب ہے میرے کفن کی فکر میں
تھے علاجِ ضعفِ دل اور ضعفِ تن کی فکر میں

آج گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں باچشمِ پر آب
گاہ تدبیرِ لحد میں گہ کفن کی فکر میں

## متفرقات

ابھی دل لے لوں تو پھر اُس بتِ قاتل کو نہ دوں
چار ٹکڑے کرو دل کے کہ نہیں ہو سکتا

جان دوں یا دل دوں یا ان دون پر دلکو نہ دوں
لب کو دوں رخ کو نہ دوں لعل کو دوں تل کو نہ دوں

نہ ڈال آبلے اے گرمیِ فغان منھ میں
ہمارا پی کے لہو تیرے تیر کا سوفار

کہ چپکا بیٹھ رہوں بھر کے گھنگنیاں منھ میں
یہ چپ ہوا ہے کہ گویا نہیں زبان منھ میں

اسیرِ رنج و غم میں ہوں مریضِ جان بلب میں ہوں
جو مانگوں موت درد ہجر سے مجکو نہیں زیبا

اداس پر اب تلک جیتا ہوں نہیں کوئی عجب میں ہوں
کہ نامِ عشق لوں اور اسقدر راحت طلب میں ہوں

ہر بنِ مو سے نکلتے ہیں شرار آتشیں
واہ رے سوزِ جگر اُٹھتے ہیں میری خاک سے

بنگیا ہوں میں سراپا اک انار آتشیں
دود گلخن کی طرح اب تک غبار آتشیں

سینہ و دل پہ مرے زخمِ جگر ہنستے ہیں
ہوتے پابند علائق نہیں وارستے نہیں

ہنسنے دو چارہ گرو ہنستے ہی گھر لیتے ہیں
نکہت گل کے نکل جانے کو سوراخ ہیں

ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہے صحرا ہمکو
اور جون خیمۂ لیلیٰ ہے سویدا ہمکو

اُس نے خط جو قلم سرمہ سے لکھا ہمکو
لکھا ایماے خوشی ہے سویدا ہمکو

رکھ مکدر نہ بس اب اے چرخ نہ اتنا ہمکو
ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو

شوق مستی مین ہے گلگشت چمن کا ہمکو
چاہئے جاے عصا گردن مینا ہمکو

ہوئیگا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا
آگیا اپنے اگر مرنے پہ رونا ہمکو

بستگی دلکو ہے کیون اُس گرہ زلف کے ساتھ
کیا سبب کچھ نہین کھلتا یہ معما ہمکو

ہم وہ مجنون ہین کہ گر رم کرین آہو کی طرح
بھاگے ہے دوری سے دیکھ کے صحرا ہمکو

کس سے تدبیر درستی ہو ہماری جون زلف
کہ شکستون سے بنایا ہے سراپا ہمکو

جا بجا نام تو جون نقش قدم چھوڑ گیا
خاک گم ہو کے گیا ڈھونڈھنے عنقا ہمکو

اور ہمدرد کہان ہو ہوا اے حضرت دل
درد اب تکو ہمارا تو تمھارا ہمکو

پھینک کر شیشۂ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست
کیا بنایا تھا ہتھیلی کا پھپھولا ہمکو

اثر کفر ہے طاعت سے بھی اپنی پیدا
نقش سجدہ کا ہے پیشانی پہ ٹیکا ہمکو

نخل خرما کی طرح باغ محبت مین ملا
کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو

ایکدم تنگ وہ آئے تھے بغل مین اس پر
غم دوری سے کیا تنگ ہے کیا کیا ہمکو

تن سے کیا جان کہ جان اپنی نکلنے پاوے
ہو بشرطے ترے آنے کا بھروسا ہمکو

آن پہونچی سر گرداب فنا کشتی عمر
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہمکو

ہو سکے لاغری و ضعف کہان مانع شوق
تیری جانب پر پرواز ہین اعضا ہمکو

ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی اسنے
پاس آنے نہ دیا دور سے پھینکا ہمکو

رشک تھا اپنے نوشتے مین کہ اُس نو خط نے
خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو

ہر قدم پانون مین سر رکھتے ہین خار سر دشت
اے جنون تو نے تو کانٹون مین گھسیٹا ہمکو

آگرتے جون اوہ نہین ہمتو سخن مین سبقت
پر وہ کچھ ہمسے سنے گا جو کہے گا ہمکو

| | |
|---|---|
| کہتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری ہیون | ہوے برسون نہ ہوئی پر وہ تمھاری برسون |
| یہ طوق اس واسطے چھوٹا ہوا قمری کی گردن مین | کہ تھا بلبل کی گردن کا بڑا قمری کی گردن مین |
| رخصت جو ہوکے ہم سے جاوے وہ اپنے گھر مین | گھبرا کے پہنچتے وان ہم اُن سے پیشتر ہین |
| زاہدِ گمراہ کے مین کس طرح ہمراہ ہون | وہ کہے اللہ ہو اور مین کہون اللہ ہو ن |
| کرتے اپنے سر کو جو نوک سنان پر تاج ہین | عشق مین وہ کرتے حاصل رتبۂ معراج ہین |
| سمجھو نہ سہل تم خفقان کو حکیم جی | حضرت اسے بھی جانیے ہمزادۂ جنون |
| کٹا کر اپنا سر نوکِ سنان پر تاج کرتے ہین | حصول اس طرح عاشق رتبہ معراج کرتے ہین |
| کہتی ہے ماہی بریان کہ دبیران قضا | داغ دیتے ہین اُسے جس کو درم دیتے ہین |
| آپ آتا ہے عیادت کو نہ تو آتی ہے | یاد مین تیری اجل سے بھی فراموش ہون مین |

## ردیف واو

| | |
|---|---|
| دا:خرمن ہے ہمین قطرہ ہے دریا ہمکو<br>[illegible] بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہمکو | آئے ہے جز مین نظر کل کا تماشا ہمکو<br>کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو |

یہ تو یون مضطرب اور سینے مین لاکھون روزن
دل کا رہنا نظر آتا نہین اصلا ہمکو

ٹپکا مژگان سے لہو ہوکے جگر آخر کو
ایک مدت سے اسی ٹپکے کا دھڑکا تھا ہمکو

خط توام سے لکھو گور پہ تاریخ وفات
کہ رہی وصل کی تا مرگ تمنا ہمکو

کون غلطیدہ تھا خاک سر کوے تیری
خواب شب بستر مخمل پہ نہ آیا ہمکو

جسکی آواز سے ہون رونگٹے سوہانکے کھڑے
وہ محبت نے دیا سلسلہ پا ہمکو

اک حلاوت ہے عداوت مین بھی اُس ظالم کی
کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہمکو

دیکھا آخر کو نہ چھوڑے کیطرح پھوٹ بہے
ہم بھرے بیٹھے تھے کیون آپنے چھیڑا ہمکو

ٹپکے ہے جاے عرق ہر بن مو سے پیکان
یہ بدن کس نے کیا تیر جفا کا ہمکو

ہم سفر ہو نہ سکا کوئی بھی اپنا لیکن
جادہ پہونچانے لگا تا لب دریا ہمکو

ہم وہ ہین رند کہ اس عالم پیری مین بھی
اُنس مے خانے سے جون پنبۂ مینا ہمکو

سنگدل تین دن اب گور مین بھی بھاری ہین
ہے سوم مین ترے آنے کا جو دھڑکا ہمکو

تو ہنسی سے یہ نہ کہہ مرتے ہین ہم بھی تم پر
مار ہی ڈالیگا بس رشک ہمارا ہمکو

پھرتے ہی آنکھ کے پھیر نیگے گلے پہ خنجر
ہو چکا آپکا معلوم ہے ایما ہمکو

گرمی تب سے ہوا سوز درون جو افشا
آگیا مارے خجالت کے پسینا ہمکو

حسرت اے خواری وحشت کہ گریبان کا تار
ہو گیا ضعف سے تار رگ خارا ہمکو

کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہم نے
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو

نہ اٹھین شور قیامت سے بھی وہ مست ہین ہم
کہے جب تک کہ نہ قُم قُم لب مینا ہمکو

ہم تبرک ہین بس اب کرلے زیارت مجنون
سر پہ پھرتے لیے آبلہ پا ہمکو

وصل کا اُسکے تصور جو بندھا رہتا ہے
تو مزے ہجر مین بھی آتے ہین کیا کیا ہمکو

واہ قسام ازل صدقے ہم اس قسمت کے
جام عشرت اُسے اور داغ تمنا ہمکو

دل مین نشتر نگہ یار کا آہی کھٹکا
وہی پیش آیا جو مدت سے تھا کھٹکا ہمکو

اپنا ہے کعبۂ مقصود فقط گوہر دل
طوف گرداب صفت چاہیئے اپنا ہمکو

لگ گئی آنکھ جو سودے مین تری زلفونکے
شب سیاہی نے کئی بار دبایا ہمکو

حرف تلخ اُس لب شیرین سے ہر اک بات پہ آہ
ناصحا سنتے ہین ہم کچھ تو ہے میٹھا ہمکو

خاک سے کیونکہ ہمارے گل رعنا نہ اُگے
کہ کسی گل کی دورنگی نے ہے مارا ہمکو

اکدم عمر طبیعی ہے یہان مثل حباب
فکر امروز ہے اتنی کچھ غم فردا ہمکو

جتنے عاشق ہین ہم ایک کا ہے ایک عزیز
شمع سے چاہیئے ہے خون کا دعوی ہمکو

کیا ستم ہے کہ پئے قطع رہ عشق فلک
ارّہ سا دیا ہے دندان عوض پا ہمکو

دلمین تھے قطرۂ خون چند سو مانند انار
تر ہے وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو

مل گئین خاک مین جو صورتین ہے انکا خیال
کیون نہ فانوس خیالی ہو بگولا ہمکو

ہم وہ ہین وحشی لاغر کہ چھپا لیتے ہین
زیر دامن نگہ آہوے صحرا ہمکو

ہم نہ کہتے تھے کہ ذوق اُسکی تو زلفونکو نہ چھیڑ
اب وہ برہم ہے تو ہے تجھکو قلق یا ہمکو

آسمان اور وہ انسان بنانا ہمکو
خاک مین تھا مگر اس ڈھب سے ملانا ہمکو

ذبح کیون کرتے ہین فتراک سے باندھا ہمکو
چھوڑ ہونے دے تڑپکر ابھی ٹھنڈا ہمکو

دل شکستہ مگر اُس یار نے سمجھا ہمکو
خط بھی جو خط شکستہ سے ہے لکھا ہمکو

باعث رشک ہوا عشق ہمارا ہمکو
تجھ بن دیکھے ہے غش جسنے ہے دیکھا ہمکو

کر دیا گریہ نے آخر سبک ایسا ہمکو
لیگئے اشک بہا جون کف دریا ہمکو

اس پہ مرتے ہین کہ کیون غیر کو تونے مارا
وہ نصیب اُسکو ہوئی تھی جو تمنا ہمکو

ہے یہی جنبش لب ہلے جراحت پس قتل
کس لب تیغ کے بوسے کا ہے لپکا ہمکو

ہم وہ ہین گرم رہ راہ وفا جون خورشید
سایہ تک بھاگ گیا دیکھ کے تنہا ہمکو

خال سرمہ کا نہین چاہیئے زیبایش کو
اختر سوختہ ہے اپنا ہی زیبا ہمکو

انتظار یار مین جو چشم ہو جائے سفید
ہر دنگ اُس مین کہان ہو داغ حسرت ہو تو ہو

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہو اور پست قامت ہو تو ہو

اب زبان پر بھی کبھی آتا نہین الفت کا نام
اگلے مکتوبون مین کچھ رسم کتابت ہو تو ہو

آج اک پگڑی ہوئی تھی سیکڑے مین ہن سے
ذوق وہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو

تمنا نہین ہے کہ امداد دل کو تپش کا صلہ ہو کہ مزد قلق ہو
یہی حق ہے قاتل اگر حق دلائے یہ بسمل ترے پانو پر جان بحق ہو
کتاب محبت مین اے حضرت دل بتاؤ کہ تم لیتے کتنا سبق ہو
کہ جب آنکہ تم کو دکھیا تو وہ ہی سیلئے دست افسوس کے دو ورق ہو
جو مے نوش وہ شوخ رشک قمر ہو تو سرخی نہ کیون اُسکے رخسار پر ہو
غروب آفتاب درخشان اگر ہو تو کس وجہ پیدا نہ رنگ شفق ہو
اگر دونون آنکھوں کے طبقے یہ روشن کہ ہو ایک رشک مہ چاردہ
سنا ہے کہ تم نور سے اپنے کرتے منور بیک جلوہ چودہ طبق ہو
یہ کشتو نکا اُس مانگ کے یان بپا ہے کہ ان تیرہ بختون کے مرقد یہ کوئی
اگر سنگ موسیٰ کا تعویذ رکھدے تو رکھتے ہی بس دو سیان وہ شق ہو
مری زندگی تھی ابھی اے ستمگر مسیحائی جو کر گئی تیری ٹھوکر
کہ ٹھکرا یا تو نے تو تھا یون سمجھ کر نکل جائے جان کچھ جو سد رمق ہو
اگر رشک گلشن نہو مجھسے باہم تو گلشن مین ہو وے یہ مستی کا عالم
چٹکنا ہو غنچون کا آواز ضیغم چمن محکواک وادی لق و دق ہو
اگر زخم سینہ سے پھاہا اُٹھاؤن تو خورشید محشر کو تپ چڑھاؤن
دگر سینۂ داغ دل کو دکھاؤن تو صبح قیامت کا منھ دم مین فق ہو

رہتی ہر طرح سے صیدی کی کبوتر کی طرح — ق — ہاتھ سے اُس بت بیدرد کے ایذا ہمکو
صید ہی مین نہ فقط ذبح کا کچھ قصد رہا — صلح بھی ٹھہری تو پھر کاہی کے چھوڑا ہمکو

ذوق بازیگہ طفلان ہے سراسر یہ زمین
ساتھ لڑکون کے پڑا کھیلنا گویا ہمکو

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو — تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو
ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنون — دیگا تمام عقل کے بخیے ادھیڑ تو
الفت کا ہے درخت تو سرسبز ہوئے گا — سو بار جڑ سے پھینکدے اسکو اکھیڑ تو
عمر روان کا توسن چالاک اس لیئے — تجھکو دیا کہ یان سے کرے جلد ایڑ تو
اے زاہد دورنگ نہ پیر آپ کو بنا — مانند صبح کاذب ابھی ہے ادھیڑ تو
اس صید مضطرب کو تامل سے ذبح کر — دامان و آستین نہ لہو مین لتھیڑ تو
جو سوتی بھڑ کو باعث غوغا جگالے پھر — دروازہ گھر کا اُس سگ دنیا پہ بھیڑ تو
مرجائیگا جو تیرا گرفتار دام زلف — تربت پہ اُسکی جال کا پائیگا بیڑ تو
یہ تنگنائے دہر نہین منزل فراغ — غافل نہ پاؤن حرص کے پھیلا سکیڑ تو

آوارگی سے کوے محبت کے ہاتھ اُٹھا
اے ذوق یہ اُٹھا نہ سکے گا کھکیڑ تو

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو — غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
بعد مردن ہی ترے زخمی کو راحت ہو تو ہو — یان کہان راحت جراحت پر جراحت ہو تو ہو
تلخکامی ہی مین گذری زندگانی عمر بھر — جان شیرین کے دیے سے کچھ حلاوت ہو تو ہو
ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل — عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ اے چشم یار — تیرے مستونکی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو
گر پڑے ہے آگ مین پروانہ سا کرم ضعیف — آدمی سے کیا ہو لیکن محبت ہو تو ہو

سب صفحۂ ماہ منور کا جون سینۂ یار منقش ہو
جب ضعف سے مجکو غش آیا تو طنز سے کیا وہ کہتا ہے
بس غش نہ کرو معلوم ہوا کچھ مرنے پہ جدغش ہو
اک خون کا دریا جذب کیا ہے خاکِ کوے قاتل نے
ہان دفن کو ایسے کشتون کے ایسی ہی زمین دلکش ہو
بس چھوڑ دو اس قاتل کا لو ہاتھ بہاے خون سے اٹھا
جب اپنا بہا خون پانون پہ اسکے ال کھیون آتنا شون
اس بحر مین کیا برجستہ غزل اے ذوق یہ تمنے لکھی ہے
ہان وزن کو جسکے سنکر خندان روح خلیل واخفش ہو

دن کٹا جاے اب رات کدھر کاٹنے کو
ہاے صیاد تو آیا مرے پر کاٹنے کو
اپنے عاشق کو نہ کھلواؤ کنی ہیرے کی
دانت انجم سے نکالے ہے تجھ بن مجھ پر
وہ شجر ہون نہ گل و بار نہ سایہ مجھ مین
سرو گردن جگر دوں ہے یہ چاروں حاضر

جب سے وہ گھر مین نہین دوڑے ہے گھر کاٹنے کو
مین تو خوش تھا کہ چھری لایا ہے سر کاٹنے کو
اُسکے آنسو ہی کفایت ہین جگر کاٹنے کو
منھ فلک کھولے ہے اے رشک قمر کاٹنے کو
باغبان نے سے انگار رکھا نگر کاٹنے کو
چاہیے دل یار کا جو زنگ اگر کاٹنے کو

شام ہی سے دل بیتاب کا ہے ذوق یہ حال
ہے ابھی رات بڑی چار پہر کاٹنے کو

چرخ ضدی ہے کوئی ضد نہ دلا وے اُسکو
دیکھین تم کیسے بھلکڑ ہو جسے کرتے ہو یاد
قالب خاکی انسان کو بنا کر کچا
آبرو خاک مین دی اُسنے ملا آئینہ کی

کہ سنے عود کو غرقی تو جلا وے اُسکو
بھول تو تب ہو بھلا میرے بھلا دے اُسکو
عشق کی آگ مین ڈالا کہ پکا وے اُسکو
مجھ سا ہو آئینہ تو منھ نہ دکھا وے اُسکو

یہ بحر و قوافی غزل کے بدلکر رقم اک غزل کر اے ذوق حسین
نہ ہو لفظ مغلق نہ تعقید مطلق جو فی المجلہ کچھ ہو تو مضمون ادق ہو

جس ہاتھ میں خاتم لعل کی ہے گر اُس میں زلف سرکش ہو
پھر زلف بنے وہ دستِ موسیٰ جس میں آ جگر آتش ہو

اے قاتل حلق بریدہ سے اک شعلا دل جو سرکش ہو
تو روشن حلقۂ جیب اپنے دیکھ تنور آتش ہو

ہو تیرا سیہ روز صبح ہجران مجھ سے رخصت مہوش ہو
وہ کھینچوں آہ کہ خور بھی پنہاں زیر دود آتش ہو

لبریز شراب ناز دکھا تو ساغر چشم کافر کو
تا زاہد پاک ملوث ہو تا صوفی دل کش سے کش ہو

تم وہ وہ زخم دل پر میرے کرتے ہو دکھلانے کو
پر برّش تیغ ناز سے اپنے دلبین کرتے عشعش ہو

دل نخل میں قد کے جوں زکریا چھپ کر چشم کافر سے
اب ارّہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو

لبیک و اذان ناقوس و جرس یا خندہ قلقل نالہ سے
دل کھینچنے میں ہان کوئی ہو پر ایک نوائے دلکش ہو

بن تیرے آگے آرائش دشمن جان ہو عاشق کی
محراب طاق کمان بجائے دستۂ نرگس ترکش ہو

مانند نمکدان چرخ پہ انجم حق نے بنایا اس خاطر
تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات نمک چش ہو

گر کلک آہ کو پھیر دون میں تو سرمہ دود دل سے پھرے

سرد مہری سے تری گر خون دل یخ بستہ ہو
پھر نہ ٹپکے کوزۂ دل گرچہ سب بشکستہ ہو

کیونکہ قابو مین فلک کے عاشق وارستہ ہو
یہ تو جب ہو گر کمان کے بس مین تیر جستہ ہو

ہر قدم پر ہے خراش پاے مجنون گل نشان
تا کہ اک اک خار صحراے جنون گلدستہ ہو

کیا ہوا داغ محبت سے ہوا دل سر بمہر
یہ نہین ممکن کہ میرا راز دل سربستہ ہو

کیا نکالے سوزن الماس دل سے غم کی پھانس
جتنی یہ کاوش کرے اتنی ہی یہ پیوستہ ہو

منہ سے جو نکلے مزا جب ہو کہ ہووے دلنشین
آہ موزون ہے کہ نالہ مصرعہ برجستہ ہو

جانے کیا بیدرد انداز کلام دردمند
ذوق میرا ہم سخن گر ہو کوئی دلخستہ ہو

بٹھرا دیا جلوے نے ترے چشم صنم کو
چکرا دیا غمزہ نے ترے طوف حرم کو

جب سے کہ لکھا ہے ترا وصف رخ زیبا
چومے ہے قلم لوح کو اور لوح قلم کو

رونق ہے بہار گل رخسار سے تیری
گلزار حدوث و چمنستان قدم کو

جائے نہ کبھی طبع جفا پیشہ سے ہرگز
کس طرح نکالے کوئی شمشیر کے خم کو

کیا ڈھونڈتا ہے تو عمل بغض و محبت
چلتا ہوا تعویذ سمجھ نقش درم کو

ہین اشک کباب شک ترے سوختہ جانکے
پر کرتے ہین خون شبنم گلزار ارم کو

دیوانہ ترا قید سے ہستی کے جو چھوٹا
چڑھ جائیگا اک زلزلہ صحراے عدم کو

جس دن سے زمین پر ہے فلک خاک ہے اڑتی
دیتی تھی یہان راہ نہ اس سبز قدم کو

خوبی سے نہین رونق بازار کہ یوسف
اس شکل و شمائل پہ بکا چند درم کو

کیا دیگا دم آ کر کسی بیدم کو مسیحا
اللہ سلامت رکھے اس تیغ کے دم کو

دے جام مجھے چشم عنایت سے جو ساقی
دکھلاؤن تماشا ابھی کیخسرو جم کو

بد ہو کوئی یا نیک رقم کام ہے اس کا
احوال بد و نیک سے کیا کام قلم کو

منھ سے کیا شمع کا ہو بزم میں تجھ سے روکش — چٹکیوں میں ابھی گلگیر اڑا دوے اسکو

آئے تصویر بھی اسکی وہ نہ آئے تو نہ آئے — پر مرے پاس کوئی کھینچ ہی لاوے اسکو

پیار کی بات یہ مجھسے نہیں اک اور سے ہے — تیری یہ خو ہے کہے مجھ کو سناوے اسکو

وہ عیادت کو مری آئے تو کیونکر آئے — مر بھی جاؤں تو ذرا رحم نہ آوے اسکو

مشت خاک اپنی ہم اُس کوچہ میں کل پھینک آئے — اب وہ ذوق آپ اُٹھائے نہ اُٹھاوے اسکو

سگ دنیا پس از مردن بھی دامنگیر دنیا ہو — کہ اس کتے کی مٹی سے بھی کتا گھانس پیدا ہو

ہجوم آور جو آنکھوں میں ترا شوق تماشا ہو — تو شاخ ہر مژہ سے چشم نرگس وار پیدا ہو

ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو — فلک پر سن کے ہنستے ہنستے شادی مرگ عیسے ہو

نہ ہووے دسترس دامان وصل یار تک ہرگز — اگرچہ سر سے عاشق پاؤں تک دست تمنا ہو

مجھے کیا چاہئے عقدہ کشا سوز محبت میں — گرہ میری سپند آسا مری فریاد سے وا ہو

درازی میں شب غم کی اگر بہلا دل مجنون — خیال زلف لیلا اسکے حق میں الف لیلی ہو

کرے پرواز مرغ جان اگرچہ شاخ طوبے تک — پر اس تار نظر سے مثل مرغ رشتہ برپا ہو

حلاوت یان کہان جب ہووے آب شور کا دریا — زلال خضر کا اک چشمہ سو بھی سب سے اخفا ہو

قصور یون کبھی غفلت میں آجاتا ہے مرنیکا — کہ جیسے عالم رویا میں چشم کور بینا ہو

مجھے بلوہ میں مارا ہے نگاہ و ناز مژگان نے — بتاؤں کس کو قاتل کس سے میرے خونکا دعوی ہو

یہ شہرت نام کی بھی وہ بلا ہے پیچ ہستی کا — کہ صحرائے عدم میں گردن عنقا کا پھندا ہو

مرے صحرا میں وہ وحشت برستی ہے کہ مجنوں کے — گرے گر سر پہ نقطہ آبلہ زیر کف پا ہو

کہیں کیا دل کی وسعت اپنی ہم اللہ رے وسعت — اگر نہ آسمان ہوں جمع اک خال سویدا ہو

اکیلا رہ گیا یاروں سے یوں ہوں ناتوانی میں — کہیں شاخ خزان دیدہ پہ جیسے زرد پتا ہو

جو ذکر اللہ کو ہو ذوق بالغ پایہ عشرت — تو کیوں حق حق کرے وہ شیشہ جس شیشہ میں صہبا ہو

مجھے صحن چمن بھی عرصہ گاہ حشر ہو تجھ بن | گل خورشید میرے واسطے خورشید محشر ہو

جو کھوئے آپ کو وہ منزل مقصود کو پہنچے
تری گم گشتگی اس راہ میں اے ذوق رہبر ہو

بجا کہے جسے عالم اُسے بجا سمجھو | زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
عزیزو اس کو نہ گھڑیال کی صدا سمجھو | یہ عمر رفتہ کی اپنی صدائے پا سمجھو
سمجھ تو کور سواد دن کو ہو جو علم ہو | اگر سمجھ بھی ہو کور بے عصا سمجھو
نہ سمجھو وحشت شفاخانۂ جنون ہے یہ | جو خاک سی بھی پڑے پھانکنی دوا سمجھو
پڑے کتاب کے قصوں میں کیا کرو دل صاف | صفا ہو دل تو بہ از روضۃ الصفا سمجھو
نہ ہے نصیب کہ ہنگام مشق تیر ستم | ہمارے ڈھیر کو تم تودہ خاک کا سمجھو
بنے دو رخنے پڑے تو جو صف مژگان | نہ سمجھو چشم یہ دیوار قہقہا سمجھو
نفس کی آمد و شد ہے نماز اہل حیات | جو یہ قضا ہو تو اے غافلو قضا سمجھو
تمہاری راہ میں ملتے ہیں خاک میں لاکھوں | اس آرزو میں کہ تم اپنا خاک پا سمجھو
دعائیں دیتے ہیں ہم دل سے تیغ قاتل کو | لب جراحت دل کو لب دعا سمجھو
بہا دیا مرا خون اُس نے اپنے کوچہ میں | اسی کو یارو دیت سمجھو خوں بہا سمجھو
سمجھ ہے اور تمہاری کہو نہیں تم سے کیا | تم اپنے دل میں خدا جانے سُن کے کیا سمجھو
تمہیں ہے نام سے کیا کام مثل آئینہ | جو روبرو ہو اُسے صورت آشنا سمجھو

نہیں ہے کم زر خالص سے زردی رخسار
تم اپنے عشق کو اے ذوق کیمیا سمجھو

ہاتھ سینہ پہ مرے رکھ کے کدھر دیکھتے ہو | ایک نظر دل سے ادھر دیکھو لو گر دیکھتے ہو
ہے دم باز پسین دیکھ لو گر دیکھتے ہو | آئینہ منھ پہ مرے رکھ کے کدھر دیکھتے ہو
ناتوانی کا مری مجھ سے نہ پوچھو احوال | ہو مجھے دیکھتے یا اپنی کمر دیکھتے ہو

منزلِ گم گشتگان بالکل الگ دنیا سے ہو
آسمان بھی ہو اگر دان بیضۂ عنقا سے ہو

سایہ افگن جس پہ تو اپنے قدِ رعنا سے ہو
گرد باد اُس خاک پر ہمسر قدِ طوبے سے ہو

گر کرے بجز نمائی جلوۂ رخسارِ یار
وہ کفِ آئینہ سے موجود ید بیضا سے ہو

مین وہ مجنونِ بیابانِ مرگ ہون جسکے لئے
جو ہو چادر یا کفن وہ دامنِ صحرا سے ہو

سبحہ صد دانہ بھی پڑ جاے اگر میرے گلے
دانۂ انگور تارِ رشتۂ مینا سے ہو

دشت کو سیراب کردے آبلہ پائی مری
ہر قدم پر چشمہ جاری چشمِ نقشِ پا سے ہو

ثابت اک ٹانکا نہ چھوڑے دلکا میرے اضطراب
چاک سینہ گر رفو تارِ رگِ خارا سے ہو

تشنہ کامی گر مری دیوے چکھا شوراب اشک
ذوق شور العطش پیدا لبِ دریا سے ہو

صفا مین رخ سے تیرے آئینہ کیا خاک ہمسر ہو
نگاہِ چشمِ سرمہ آلود سے بھی جو مکدر ہو

مری تاثیرِ وحشت وہ ہے مضطر جس سے پتھر ہو
نگین پر نام لکھدون تو نکل کر گھر سے باہر ہو

ترا دیوانۂ دل سوختہ آتش قدم گر ہو
جلاوے زیرِ پا گر خارِ مژگان سمندر ہو

قیامت کو بھی کیا انصاف اپنا اے ستمگر ہو
ابھی قصہ نہو آخر کہ آخر روزِ محشر ہو

جو تو دریا مین دھووے ناخنِ پا گلبدن اپنے
تو ہر اک فلسِ ماہی شکلِ برگِ گل معطر ہو

تو بووین آشنا کو گر سبک دوش اپنی صحبت مین
تو آہن ساتھ کیون لنگر کے دریا مین شناور ہو

کھٹکتے ہی رہین دل مین ترے مژگانِ برگشتہ
ہجومِ نیشِ کژدم سے اگر دل گنجِ نشتر ہو

کیا یہ سوختہ جان تونے مجکو سرد مہری سے
کہ آہِ سرد میری شمعِ کافوری سے ہمسر ہو

حرم کو جائے زاہد ہم تو میخانہ کو چلتے ہین
مبارک اس کو طوفِ کعبہ ہم کو دورِ ساغر ہو

نشہ ٹوٹے ترے ساغر کشِ وحشت کا کیا ممکن
اگر سو ٹکڑے سنگِ کودکان سے کاسۂ سر ہو

بچاے حق تعالےٰ اُس یزیدی شمر مشرب سے
کہ خونِ سید کا جس بیرحم کو خونِ کبوتر ہو

رہائی قتل پر موقوف ہو گر ہم اسیرون کی
روانی تیغ مین وابستۂ زنجیرِ جوہر ہو

ہمیشہ صدقہ اُس ابرو کے ہو کے حضرت دل
یہ لب پہ نالۂ جانکاہ اپنے لاتے ہو

ق

جو یا طواف حرم میں ہے سامنے محراب
اور اس مین نالۂ لبیک تم سناتے ہو

وہ ٹوٹے بام پہ ہین ہمدمو نہ بیٹھو اب
اُٹھاؤ میرا جنازہ اگر اُٹھاتے ہو

یہ صید بستہ فتراک کھُل پڑے نہ کہین
سمند ناز کو تیز اتنا کیون اُڑاتے ہو

مرے لئے تو یہ اک طرح سے قباحت ہے
یہ تم جو دشمنون کو درد سر بتاتے ہو

ق

لگاؤن گھس کے جو صندل تو کہتے ہو کہ مجھے
لگاوٹ اتنی بھلا کس لیئے دکھاتے ہو

جو پڑھ کے سورۂ اخلاص دم کرون تو کہو
کہ دیکے دم مجھے اخلاص کیا جتاتے ہو

یہ ایسا کونسا انداز گفتگو ہے ذوق
کہ جس پہ زور طبیعت تم آزماتے ہو

[illegible]

جو کھوے قد یار کی تصویر دکھا دو
تم لکھو الف اور وہی تحریر دکھا دو

دیکھو سر مقتل نہ کہین چھوڑ دے بسمل
پہلے مجھے تم یار کی شمشیر دکھا دو

حالت طپش دل کی مرے پوچھین اگر وہ
تم ان کو تڑپتا ہوا نخچیر دکھا دو

گر دیکھ لے زاہد تو پھر ایمان ہی لائے
تم مصحف رخ ابکو یہ تدبیر دکھا دو

گر جا ہو ثریا ہو نہان پردۂ شب مین
جھملون کو تہ زلف گرہ گیر دکھا دو

اُس چشم کو ہے ناز برا تیر نگہ پر
اے حضرت دل آہ کی تاثیر دکھا دو

وہ برق نگہ اپنا ہے دکھلا رہی عالم
اس نالۂ جانسوز کا اک تیر دکھا دو

گر وہ نہین آسکتے یہانتک تو بلا سے
لا کر کوئی ان کی مجھے تصویر دکھا دو

دیتے ہین خبر غیب کی گر شیخ جی صاحب
کہدو کہ ہمین تم خط تقدیر دکھا دو

اک جان ہے اک دل ہے سو ہین یکرخ و یکرنگ
تم چاہو تو ہر رنگ مین تاثیر دکھا دو

لطف و کرم یار کے تم پہ جو ہین منکر
ذوق آج اُنہین تم یار کی تحریر دکھا دو

پر پروانہ پڑے ہین شجر شمع کے گرد
برگ ریزی محبت کا ثمر دیکھتے ہو

بید مجنون کو جو جب دیکھتے اے اہل نظر
کسی مجنون کو بھی آشفتہ بسر دیکھتے ہو

شوق دیدار مری نعش پہ آکر بولا
کس کی ہو دیکھتے راہ اور کدھر دیکھتے ہو

لذت ناوک غم ذوق سے ہو پوچھتے کیا
لب پڑے چاٹتے ہین زخم جگر دیکھتے ہو

عبث تم اپنی رکاوٹ سے منھ بناتے ہو
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

لگا کے سرمہ تم آنسو نہین بہاتے ہو
یہ ہمکو جلوہ شق القمر دکھاتے ہو

چھپا کے پان یہ کس کے لئے بناتے ہو
ہمارے قتل کا بیڑا انھین اٹھاتے ہو

تم اپنے رخ پہ یہ کاجل کا تل بناتے ہو
کہ میرا اختر بخت سیہ دکھاتے ہو

اگر دباؤ کسی کا تمھارے دل پہ نہین
تو ہم کو دیکھ کے تم کان کیون دباتے ہو

ملاپ جانین بھی ہم کہ دے کے تم بوسہ
کہو کہ آؤ زبان سے زبان ملاتے ہو

مریض عشق کو تم پوچھکر طبیبون سے
مدام شربت عناب کیا پلاتے ہو

ہون خاک چاٹ کے کہتا ابھی شفا ہو جائے
جو شربت لب میگون ذرا چٹاتے ہو

جگر کے آبلے جو پھوڑتے ہو حضرت عشق
ہماری چٹکیو نہین ہم کو تم اڑاتے ہو

گلو یہ کہہ گئی کیا کان مین تمھارے صبا
کہ لوٹے جاتے ہو پھولے نہین سماتے ہو

جلن سے رشک کے ہین ہڈیان جلی جاتین
کہ ہائے تم نئے قلیان کو منھ لگاتے ہو

ق
ہماری لاش پہ آواز قم باذن اللہ
تم آکے حضرت عیسے عبث سناتے ہو

اٹھین گے یار کی ٹھوکر سے لے چلو تشریف
نہین تو پھر کوئی صلوات سنکے جاتے ہو

جلا رہے ہین سویدائے دل کو ہم اپنے
نظر گذر کو تم اسپند کیا جلاتے ہو

ہو کرتے سبزہ خط کی جو سیر آئینہ مین
نگہ کی تیغ کو کیون زہر مین بجھاتے ہو

نمک چھڑکتی ہے شبنم گلون کے زخمون پہ
دکھا کے تم لب دندان جو کھلکھلاتے ہو

تصور کس طرح بھولے ترا اس چشم گریان کو
نکالے مینہ برستے بن کوئی کیا گھر سے مہمان کو

نکالون کس طرح سینہ سے اپنے تیرِ جانان کو
نہ نکلا دل کو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکان کو

رکھا ہمان بہانہ سے ترے اُس ماہِ تابان کو
بڑے ہی وقت کام آیا مرے رحمت ہے باران کو

## متفرقات

دیکھا دمِ نزع دل آرام کو
عید ہوئی ذوق ولے شام کو

تم سی مل کر نہ عزیزو سے نکالا منھ کر د
اور نہیں گر مانتے تو جاؤ کالا منھ کر د

اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھیں تو
کتنے پانی میں ہیں فوارے بھلا دیکھیں تو

یا تو پاسِ دوستی تجھ کو بتِ بیباک ہو
یا مجھی کو موت آجائے کہ قصہ پاک ہو

غیر نے ایسا پڑھایا کچھ مرے محبوب کو
لاکھ ہجون سے پڑھا اُس نے مرے مکتوب کو

جتنا ہے نمک سینہ سے زخموں میں کھپاؤ
پلکون سے اُٹھاؤ گے نہ ہاتھوں سے گراؤ

خوشناک آبی آپ کو گر دل پسند ہو
دریا پری حباب کے شیشہ مین بند ہو

ٹک دیکھو اس لذتِ پیکان کے اثر کو
جنبش مرے ابتک ہے لبِ زخمِ جگر کو

دم ذبح تیغ جفا مین جب تری بہتا آب حیات ہو
تو شہید ناز کو کیونکہ پھر نہ حیات بعد ممات ہو

جو مذاق شعر کو اسے پری مین چکھاؤن تیری شکر لبی
قلم انگلیون مین جو ہے مری ابھی رشک شاخ نبات ہو

جو ہین کرتے میرے لئے دعا کہ ہو دام عشق سے دل رہا
تو ہے دل یہ کہتا کہ اے خدا نہین اس جنون سے نجات ہو

مجھے کہتے سب ہین کہ صبر کر جو نہین تو صبر سے در گذر
سر حسن و عشق پری مین پر نہ وہ بات ہو نہ یہ بات ہو

سر راہ کشتۂ ناز کا وہ مزار ہے نظر آ رہا
پڑھو آج اس پہ بھی فاتحہ چلو داخل حسنات ہو

ترا حسن وہ بت مہ جبین کہ ہے صدقہ جس پہ زمان و زمین
جو دکھائے رخ تو ہو دن وہین جو چھپائے منہ ابھی رات ہو

جو ہین مرتے حسن صفات مین وہ رہین گے اپنی ہی بات مین
تو فنا ہو ذوق اسی ذات مین کہ جو ذات جملہ صفات ہو

کوسون کیا تنگی زمانے کو
کہ نہین جا ہے سر اٹھانے کو

قصد کعبہ کا تھا پھرے الٹے
چوم کر اسکے آستانے کو

تو مکدر نہو تو عشق مین ہم
ایک آندھی ہین خاک اڑانے کو

یہانتک لاغری ہے اس ترے بیمار کے تن کو
عجب کیا ہے جو سمجھے طوق گردن چشم سوزن کو

زیادہ ہوتا ہے پیری مین فربہ نفس امارہ
یہ بالون کی سفیدی شیر ہے اس مار رہزن کو

کمند نام و شہرت کھینچ لاتی ہے عدم سے بھی
لپٹ کر مثل طوق فاختہ عنقا کی گردن کو

لکھی کی رقم شوق نے تاثیر جو پیدا | اُٹھنے لگا قاصد کا قدم اور زیادہ

لذت کی محبت سے ہے ہر زخم جگر کو
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ

کرنے کو سیہ نہ ورق چرخ کو اے دل | نالے سے نہین کوئی قلم اور زیادہ

کیا ہوویگا دو چار قدح سے مجھے ساقی | مین لونگا ترے سر کی قسم اور زیادہ

گر میری طرح دوش پہ ہو بار محبت | ہو پشت فلک مین ابھی خم اور زیادہ

دشمن کی نہ جا سیدھی نگاہ ہو نہ یہ کہ جون تیغ | سیدھی تو ہے لیک اُسمین ہے خم اور زیادہ

ہو جس کو پس مرگ بھی یاد دہن تنگ | تنگ اُسکو کرے کنج عدم اور زیادہ

اُس زلف کے مارے کی اگر خاک کو چاٹے | پیدا دم افعی مین ہو سم اور زیادہ

اُس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہے منظور | ہے زہر نہ کھانا بھی مجھے سم اور زیادہ

ہستی تنک مایہ نے کچھ پھونکا ہے ایسا | اُبھرے ہے حباب لب دم اور زیادہ

وہ دل کو چرا کر جو لگے آنکھ چرانے | یارونکا گیا اُنپہ بھرم اور زیادہ

ہے سوز محبت سے مری خاک مین گرمی | کیونکر نہ اُٹھا دے وہ قدم اور زیادہ

دکھلائے جو وہ صید فگن چشم کی شوخی | ہو آہوے رم دیدہ کو رم اور زیادہ

ہے روغن لفظ اب مرے گریہ مین کہ اے چشم | بھڑکے ہے جو یون آتش غم اور زیادہ

ہے نکہت ریحان کا دماغ اب کسے تجھ بن | آتا ہے مرا ناک مین دم اور زیادہ

جو پیٹ کے ہلکے ہین تیچے بات کب اُنسے | روکین تو اپھرجاے شکم اور زیادہ

مہمیز سر خار سے نکلا سر صحرا | کچھ توسن وحشت کا قدم اور زیادہ

صید دل عاشق مین ہے مصروف وہ کافر | بیخوف ہین اب صید حرم اور زیادہ

گو سرمہ کرے خاک خرابات کو صوفی | سوجھین اُسے پھر لوح و قلم اور زیادہ

اے خنجر خونخوار نہ برش مین کمی کر | ہان تجکو مرے سر کی قسم اور زیادہ

خبر کر جنگِ نوفل کی تو مجنون اہلِ ہامون کو
کبادہ تا صبا کھچوائے شاخِ بیدِ مجنون کو

د. یا مین ترے حسن کے بارے مین ہنوز دو
اور اُس پہ غضب یہ کہ پڑے اُس مین گرو

جاتے ہین اب تو لوٹنے بتِ لالہ فام کو
اپنا تو بس سلام ہے دار السلام کو

حق نے تجھکو اک زبان دی اور دیئے ہین کان دو
اسکے یہ معنے کہے اک اور سنئے انسان دو

کہے ایک جب سن لے انسان دو
کہ حق نے زبان ایک دی کان دو

نہ شبنم کو کہو بلبل نے لے آنسو
یہ ہنستے ہنستے نکلے گل کے آنسو

ردیف ہائے ہوز

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
تو لطف مین کرتا ہے ستم اور زیادہ

دین کیونکہ نہ وہ داغِ الم اور زیادہ
قیمت مین بڑھے دل کے درم اور زیادہ

ساتھ اپنے ہے اب فوجِ الم اور زیادہ
کر تو بھی بلند آہِ علم اور زیادہ

تیز اُسنے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
مشتاق شہادت ہوے ہم اور زیادہ

سر کٹ کے سرافراز ہین ہم اور زیادہ
جون شاخ بڑھے ہو کے قلم اور زیادہ

گر شرحِ جنون کیجے رقم اور زیادہ
ہو جاک ابھی جیبِ قلم اور زیادہ

دیتا ہے وہ دمباز جو دم اور زیادہ
شیشے کی طرح پھولے ہین ہم اور زیادہ

گھبرا جو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش
گھبرانے لگا سینے مین دم اور زیادہ

ہوش و خرد گئے نگہ سحر فن کے ساتھ
اب جو ہے اپنی بات سو دیوانے پن کے ساتھ

ہے اُن کی سادگی بھی تو کس بانکپن کے ساتھ
سیدھی سی بات بھی ہے تو اک بانکپن کے ساتھ

روز آفتین نئی ہین دل پر محن کے ساتھ
جب دیکھو زخم تازہ ہے زخم کہن کے ساتھ

یاد آگیا ترا قدِ رعنا جو باغ مین
کیا کیا لپٹ کے روئے ہین سرو چمن کے ساتھ

وحشی کو جنے دیکھا اُس آہو نگاہ کے
جنگل مین پھر رہا تھا قلانچین ہرن کے ساتھ

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنون
ٹکڑے اُڑا دے جسم کے تو پیرہن کے ساتھ

افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف
لپٹا پڑا ہے مردہ سا گویا کفن کے ساتھ

پایا ذرا اثر نہ کہین رات بھر پھرے
سر مارنے پہ آہ سپہر کہن کے ساتھ

اللہ ری لاغری کہ ترے ناتوان کی لاش
اُڑتی پھرے ہے بوئے عبیر کفن کے ساتھ

دوزخ مین بھی پڑین تو نہ سیدھے ہون کج سرشت
آتش مین پیچ و خم ہین رسن کے رسن کے ساتھ

بزم صنم مین حضرت دل ذکر کعبہ کیا
تھی جس چمن کی بات گئی اُس چمن کے ساتھ

ان ناتوانیون مین بھی یان تک ہے شوق دل
گویا چمن مین آئے نسیم چمن کے ساتھ

ہون زلفِ عنبرین کا جو کشتہ تو کیا ہوا
لکھ دو کفن سیاہی مشکِ ختن کے ساتھ

منظور تجکو کب ہے یہ اے میرے آفتاب
ہو کوئی تیرہ بخت ترا سایہ بن کے ساتھ

گندم ہے سینہ چاک فراق بہشت مین
آدم کو کیا ہو گی محبت وطن کے ساتھ

لب پر ترے پسینہ کی بوند اے عقیق لب
چشمک زنی کرے ہے سہیل یمن کے ساتھ

چشم و دہان حرص سے کون غیر مرگ
بخیہ کا تار اُن کے ہے تار کفن کے ساتھ

آخر چمن سے نکہت گل کر گئی سفر
خانہ بدوش کو نہین الفت وطن کے ساتھ

اللہ رے تاب حسن کہ اُسکا دُر بلاق
چشمک زنی کرے ہے سہیل یمن کے ساتھ

داغ دلِ فسردہ پہ چھاہا نہ ہو نہ ہو
کام اس چراغ مردہ کو کیا ہے کفن کے ساتھ

وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار
باتین کرے ہے سقف سپہر کہن کے ساتھ

کیا قہر ہے جتنا کہ وہ چاہت سے رکے ہے
اُتنا ہی اُسے چاہین گے ہم اور زیادہ

چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے
کیا ہو جو بڑھین چند قدم اور زیادہ

سرعت ہے ابھی نبض مین جون موج رم برق
کیا ہوگا جو ہوگی تپ غم اور زیادہ

کہتا ہے مرا شوقِ جراحت کہ صد افسوس
اُس تیغِ دودم مین نہین دم اور زیادہ

کیون مین نے کہا تجھ سا خدائی مین نہین اور
مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ

کہتا ہے گلے لگ کے مرے وہ دمِ خنجر
لے عشق کا بھر اُسکے تو دم اور زیادہ

ق
اُس عاشقِ بیچارہ کا ہے اور برا حال
گریے سے ہے آنکھون پہ ورم اور زیادہ

پیٹے سرِ بستر پہ پڑا پانون کہان تک
بس پانون نہ پھیلا شب غم اور زیادہ

ق
ہے باغ جہان مین تجھے گر ہمت عالی
کر گردنِ تسلیم کو خم اور زیادہ

لیتے ہین ثمر شاخ ثمرور کو جھکا کر
جھکتے ہین سخی وقتِ کرم اور زیادہ

جو کنج قناعت مین ہین تقدیر پہ شاکر
ہے ذوق برابر انھین کم اور زیادہ

اے ذوق وقت نالے کے رکھلے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ

مین ناتوان ہون خاک کا پروانے کی غبار
اُٹھتا ہون رکھ کے دوشِ نسیم سحر پہ ہاتھ

خط دیکھے دل مین تھا کہ زبانی بھی کچھ کہے
پر اُس نے رکھ دیا دہنِ نامہ بر پہ ہاتھ

کھاتا ہے اس طرح سے غم عشق میرا دل
جیسے گرسنہ مارے ہے حلوائے تر پہ ہاتھ

جون پنجشاخہ تو نہ جلا انگلیان طبیب
رکھ رکھ کے نبضِ عاشقِ تفتہ جگر پہ ہاتھ

اے شمع ایک چور ہے بادِ نسیم صبح
مارے ہے کوئی دم مین ترے تاج سر پہ ہاتھ

چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نے شکیب
تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ

قاتل کبھی نہ تو نے اٹھائے ہزار حیف
اک مزارِ کشتۂ تیغ نظر پہ ہاتھ

ہو دیکھے اُسکو عام کے دل بیٹھ جائے ذوق
جب ناز سے کھڑا ہو وہ رکھکر کمر پہ ہاتھ

| | |
|---|---|
| کر دعا میرے لئے شیخ مناجات مین یہ | کہ خراب اور زیادہ ہو خرابات مین یہ |
| تو جان ہے ہماری اور جان ہی ہے سب کچھ | ایمان کی کہین گے ایمان ہی ہے سب کچھ |
| لے نگاہ مہر سے دل ست بچشم قہر دیکھ | گر دئے سے جو مرے تو دے نہ اسکو زہر دیکھ |
| گہ وہ ترک کہ جسکی نہین جفا کی پناہ | اور اسکی آنکھ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ |
| زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہین روزہ | کہ اسمین آیا تو روزی ہے اور نہین روزہ |

## ردیف یاے تحتانی

ہے ترے رنگ خط رخسار سے
شرح فرط حسرت دیدار سے
کھائے داغ آتش رخسار سے
ہاتھ اٹھا عشق کے بیمار سے
انس ہے کیا دل مین تیر یار سے
میرے طرز نالہ ہاے زار سے
یون نگہ نکلے ہے چشم یار سے
فرش گل پر مخلوہ جبر یار سے
آئینہ اس شعلہ رخسار سے
بے نصیب اسکے ہین گرد دیدار سے

دل مین آئینہ کے جوہر خار سے
جو نگہ ہے کم نہین طومار سے
کم نہین دل مرغ آتشخوار سے
کوئی بچا بھی ہے اس آزار سے
ہے مشابہ زخم بھی تلوار سے
ٹپکے بلبل کے لہو منقار سے
مست جیسے خانہ خمار سے
کم نہین بار رگ گل خار سے
گرم ہے دکان آتش کار سے
کسی دو دو آنکھون کو نظر کے تار سے

جلد آ کہ مر نہ جائے کوئی خانمان خراب
ٹکرا کے اپنا سر و ربیت الحزن کے ساتھ

تیرے بلاکش اژدرِ دوزخ کو کھینچ لیں
اک آتشیں کمندِ دل شعلہ زن کے ساتھ

ممکن نہیں ہے ذوق علائق سے چھوٹنا
جب تک کہ روح کو ہے تعلق بدن کے ساتھ

جنون کے جیب دری پر ہیں خوب چلتے ہاتھ
سلوک سینے سے بھی کچھ تو کرلے چلتے ہاتھ

ملا جو غیر نے عطر اُس کو واں تو رشک سے یاں
لکیریں مٹ گئیں ہاتھوں کی ملتے ملتے ہاتھ

نہ آیا گور پہ میری وہ بے وفا ورنہ
گلے لگانے کو تربت سے بھی نکلتے ہاتھ

جو چھیڑے برق کے شعلہ کو تیرا سوختہ جان
تو وہ کہے کہ لگا تو نہ چلتے چلتے ہاتھ

فقیرِ حد میں گر ہاتھ اُٹھائے عالم سے
تو پہونچے عرش پہ وہ کودتے اُچھلتے ہاتھ

مریضِ سوزِ محبت کی دیکھتا گر نبض
تو پھر طبیب کے بھی آبلوں سے پھلتے ہاتھ

کوئی جو کام ہو پیری میں کس طرح ہو ذوق
نہ اب ہیں پاؤں سنبھلتے نہ ہیں سنبھلتے ہاتھ

## متفرقات ردیف ہائے ہوز

رقعہ چوری سے اُسے بھیجا ہے انجان کے ہاتھ
کیسی رسوائی ہے پڑ جائے جو دربان کے ہاتھ

دل کو ہر دم عالم معنی سے ذوق
ہے خبر آتی نفس کے تار سے

ترے کوچے کو وہ بیمارِ غم دار الشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے
اسے تیرِ قضا اسکو پرِ تیرِ قضا سمجھے

شہیدانِ محبت خوب آئین وفا سمجھے
بہا خون کوے قاتل میں اسی کو خوں بہا سمجھے

غلط فہمی ہماری تھی جواں کو آشنا سمجھے
ہم ان کو دیکھو کیا سمجھے تھے اور وہ ہم کو کیا سمجھے

وہی کچھ تلخکام اس زندگانی کا مزا سمجھے
جو زہر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے

ہر اک گردش میں سو انداز نازِ فتنہ زا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
اور اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت سے خدا سمجھے

برائی میں ہماری وہ اگر اپنا بھلا سمجھے
برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے

تجھے اے سنگدل آرامِ جان مبتلا سمجھے
پڑیں پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

وہ ہمسے خاکساروں کو جب اپنا خاکپا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اپنے حق میں کیمیا سمجھے

ترے کشتے جو یوں خوابِ عدم سے یک بیک چونکے
مگر شورِ قیامت کو تری آوازِ پا سمجھے

نسیم صبح گلشن میں اگرچہ ہو دمِ عیسے
ترا بیمارِ غم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے

رواں ہوتا ہے اس بستان سرا سے کاروانِ گل
چٹکنے کو صبا غنچے کی آوازِ درا سمجھے

نہ دے رخصت نظر کو میری جانب کیوں تغافل سے
اسے بھی آپ کیا میرا ہی بختِ نارسا سمجھے

حساب اصلا نہ پوچھے مجھسے میرے لگے زخموں کا
حسابِ دوستان دردل اگر وہ دلربا سمجھے

حکایت دل کی کہتا ہوں سمجھتے ہو شکایت ہے
تمھیں سمجھو دلا دل میں کہ سمجھے بھی تو کیا سمجھے

اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دے
کہ عاشق اپنے پہلو میں اسی کو دل کی جا سمجھے

کرے آہِ رسا میری جو سیرِ عالمِ بالا
فلک کو بھی یونہیں اک آبلہ سا زیرِ پا سمجھے

ہنسے ہے زخمِ دل تدبیر پر جراح کی کہدو
انھیں ٹانکے نہ سمجھے خندہ دندان نما سمجھے

مارے گر سیلی وہ زلف پر عرق
جھڑ پڑیں دندان دہان مار سے

خنجر موج تبسم سے ترے
گل چمن میں ہیں جگر افگار سے

واے قسمت تلخکامی ہو نصیب
ہم کو اُسکے لعل شکر بار سے

کرتا ہے دست جنون جب کشمکش
جی اُلجھتا ہے نفس کے تار سے

سُن کے میری جانکنی کو کوہکن
جون صدا اُلٹا پھر اکہسار سے

یہ بھی اُس نازک بدن کو بار ہو
گر کمر باندھے نظر کے تار سے

نقطۂ خال اُسکا سوداخیز ہے
پھرتے ہیں اک پانون ہم پرکار سے

اُٹھ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا
دب کے تیرے سایۂ دیوار سے

توبہ توبہ کبھی استغفار ہے
وقت توبہ میری استغفار سے

اپنے دامن کو بچا کر جائیو
برق میرے وادی پُرخار سے

جا بہے بحر محبت میں ہمیں
کشتی اُس کی تیغ لنگردار سے

اب وہ اُٹھائے جب نگہ کو ضعف سے
کم نہیں مژگان کی دیوار سے

تیرے ہی پانون پہ اے قاتل گرا
سر مرا اُڑ کر تری تلوار سے

اُس دہن کا نکتۂ موزون عجب
منتخب ہے مخزن اسرار سے

صاف اک ابر شفق آلودہ ہے
زلف اُسکی سرخی رخسار سے

خاک عاشق پر اُٹھے جاے غبار
فتنۂ محشر تری رفتار سے

ناکسون سے کیا رہیں وارستگان
اُلجھے کیا دامن صبا کا خار سے

زلف کی قینچی سے دل ڈرتا نہیں
بھوت بھاگے ہے وگرنہ مار سے

ق
دل کو آئینہ کے گر کر دے گداز
یار اپنی گرمی رخسار سے

جوہر اُس سے یون اُٹھائیں جسطرح
حرف قرطاس غلط بردار سے

بے تمیز دن کو ہو نقصان لطف ذوق
لیں ہیں نام طفل آدھا پیار سے

رکھے ہے حوصلہ دریا کب اہل ہمت کا
نہیں یہ اتنا کہ بھر کاسۂ حباب تو دے

خنک دلوں کی اگر مشت خاک دوزخ میں
پڑے تو واقعی اکبار آگ داب تو دے

پہونچ رہونگا سر منزل فنا اے ذوق
مثال نقش قدم کرنے پا تراب تو دے

الٰہی چشم کے چشمہ کو اتنا آب تو دے
کہ سر پہ چرخ بھی دکھلائے جوں حباب تو دے

دل برشتہ کو میرے نہ چھوڑ اے میخوار
جو لذت اسمیں ہے ایسا مزا شراب تو دے

کہاں بجھی ہے نہ خاک میری آتش دل
کہو ہوا سے ہلا دامن سحاب تو دے

تمہارے مطلع ابرو پہ خال کہتا ہے
کہ ایسا نقطہ کوئی وقت انتخاب تو دے

در قبول ہے دربان نہ بند کر در یار
دعاے خیر ذرا ہونے مستجاب تو دے

شہید کرنے سے قاتل تو پھر ہے جلدی کیا
ذرا ٹھہرنے نہ تیغ اضطراب تو دے

زبان خنجر قاتل نے کیا کہا تجھ سے
دل شہید تو چپ کیوں ہے کچھ جواب تو دے

کرے گا قتل وہ اے ذوق تجکو سرمہ سے
نگہ کی تیغ کو ہونے سیاہ تاب تو دے

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

دل صاف ہو تو چاہئے معنی پرست ہو
آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے

درویش ہے وہی جو ریاضت میں چست ہو
تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہے

جز زلف سوجھتا نہیں اے مرغ دل تجھے
خفاش تو نہیں ہے کہ ظلمت پرست ہے

دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید
موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے

عنقا نے گم کیا ہے نشان نام کے لیے
گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے

یہ ذوق مے پرست ہے یا ہے صنم پرست
کچھ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے

محبت سے ذرا گر موم ہو اُس دل شکن کا دل
دل شکستہ میرا اپنے حق مین مومیا سمجھے

عدد آیا ہے نکبت نامہ پر لکھا نصیبون کا
گر رنگے لیکے کیا خط مدعی سے مدعا سمجھے

مجھے آتا ہے رشک اُس رندِ آشام ساقی پر
نہ جو دع ما کدر جانے نہ جو خذ ما صفا سمجھے

نہ آیا خاک بھی رستے مین نقش عمر رفتہ کا
اگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے

خبر سنتے ہی قاتل سے ہوئے ہم بے خبر بالکل
ترے پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سمجھے

نحوست بھی سعادت ہو گئی سودے مین زلفون کے
کلیم تیرہ بختی سر پہ ہم ظل ہما سمجھے

کشادہ کار ہم نے پنجۂ تقدیر کو سونپا
خرد کے تیز ناخن ناخن انگشت پا سمجھے

بلا اُس زلف کی مصرع مین ہے مضمون پیچیدہ
اسی سے یہ کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے

ہوا نے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہے
کہین ایسا نہ ہو دے ہم سے وہ کافر ادا سمجھے

سمجھ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اُسکی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
نہ دے شراب ڈبو کر کوئی کباب تو دے

بجھے گا سوزِ دل اے گریہ پہلے آنچ دے
دگر ہے آگ مین دینا یوہین عذاب تو دے

گذر کے گریہ مرے سر سے اتنا آب تو دے
کہ سر پہ چرخ بھی دکھلائے جون حباب تو دے

کھلے ہے ناز سے گلشن مین غنچۂ نرگس
ذرا دکھا اُسے تو چشم نیم خواب تو دے

بلا سے آپ نہ آئین پر آدمی اُن کا
تسلی آکے مجھے وقت اضطراب تو دے

صبا بگولہ بنا اس اسیر زلف کی خاک
کہ بعد مرگ بھی معلوم پیچ و تاب تو دے

بلا سے کم نہ ہو گریہ سے میرا سوز جگر
بجھا بجھا اُن کی ذرا آتش عتاب تو دے

شکار بستۂ فتراک کو ترے مقدور
ہوا نہ یہ بھی کہ بوسہ سرِ رکاب تو دے

نشے مین ہوش کسے جو گنے حساب کرے
جو تجکو دینے ہین بوسے بلا حساب تو دے

جواب نامہ نہین گر تو رکھدے نامۂ یار
جو پوچھین قبر مین عاشق سے کچھ جواب تو دے

دل مین شکل یار کب آئے نظر بے اضطراب
بسکہ ہے نور ز ابنا آفتاب بادہ سے
کھل گیا مضمون شکستِ دل کا بن خط کے پڑھے
ہے اسیرانِ محبت کی بلا سینے مین آگ
ہوتے ہین اعضائے بوسیدہ مرے تن سے جدا

دیکھ لو سیماب بن آئینہ بے تمثال ہے
دورِ ساغر ہم کو ساقی گردشِ یکسال ہے
نامہ بر کا اسقدر اپنے شکستہ حال ہے
شعلۂ جوالہ سان طوقِ گلو تک لال ہے
کھینچی تصویرِ مجنون کی ترے اشکال ہے

روزِ محشر سے کئی دن دیکھنے کو چاہیین
گو یہی اے ذوق طول نامۂ اعمال ہے

موئے سر ماران سیہ کا ایک سراسر لشکر ہے
مانگ جو ہے جو اک مار سفید اُس لشکر کا سر لشکر ہے
آبلہ ہائے سینہ جو خیمے سے دکھلائی دیتے ہین
مزرعۂ دل پر میرے گرتا غم کا آکر لشکر ہے
ہووے دلِ مظلوم ہمارا کیون نہ شہید دشتِ بلا
در پئے اُسکے شاہیون کا وہ زلفِ عنبر لشکر ہے
موذی زحمت کش کو ایذا کیونکہ نہ دیوین جمع ضعیف
دشمنِ مارِ زخم رسیدہ مور کا اکثر لشکر ہے
کعبہ تو بہ خدا ہی رکھے آج کہ جوشِ ابر نہین
ایک اصحابِ فیل کا سایہ دوشِ ہوا پر لشکر ہے
مین وہ شاہِ کشورِ غم ہون یارو جسکے ساتھ سدا
جوشِ اشک کی دولت سے جون موج سمندر لشکر ہے
گاہ ہجوم یاس مین ہے دل گاہ ہجومِ حسرت مین
ہے یہ مردِ سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکر ہے

زخمِ دل پر کیون مرے مرہم کا استعمال ہے
مشک گر مہنگا ہے تو کیا خون کا بھی کال ہے

قبر مین عاشق جو تیرا مضطرب احوال ہے
لوحِ تربت پر بھی لکھا سورۂ زلزال ہے

عشق کو گر امتحان پر میرے قصدِ فال ہے
جوشِ داغِ دل ہجومِ نقطۂ رمال ہے

اب تو جانِ ناتوان کا ضعف سے یہ حال ہے
لب تلک بھی اسکو آ جانا رہِ صد سال ہے

ہمنے جانا تھا کفِ پا مین تمھارے خال ہے
لیکن اب دیکھا سویداے دلِ پامال ہے

ابر برسون رو چکا پر سوزِ غم سے اب تلک
خاک میرے ڈھیر کی اڑنے مین جیسے لال ہے

میرے دودِ آہ سے یا تنک زمانہ ہے سیاہ
آفتابِ آسمان زنگی کے منھ کا خال ہے

پوچھتے کیا ہو شکستِ دل کی صورت دیکھ لو
نامہ ہے چین بر جبین قاصد شکستہ حال ہے

مین وہ مجنون ہون کہ میرا کاغذِ تصویر بھی
مثلِ عیدی باعثِ خوشنودیِ اطفال ہے

بارِ عشق اس بت کا سر پر رکھ لیا جو ہو سو ہو
اب کسے پروا ہے سو من ہے کہ اک مثقال ہے

جب سے ہے دلمین کسی کی نوکِ مژگان کا خیال
نشترِ زنبور ہے تن پر مرے جو بال ہے

غم نہین صیاد کو ورنہ مری فریاد سے
ہے قفس تو سینہ چاک اور دل مشبک جال ہے

جوشِ گریہ کا مرے تم کچھ نہ پوچھو ماجرا
چادرِ آبِ روان منھ پر مرے رومال ہے

دل پہ ہون گر داغِ سوزانِ عشق مین اے کوہکن
پھر تو خسرو کا بھی گنجِ سوختہ کیا مال ہے

کھاؤن مین ہیرا جو اس بن کیونکہ دل ٹکڑے نہو
جو رگِ پا ہے وہ مجکو شیر کا سا بال ہے

ہین جہان مدفن تمھارے کشتگانِ زلف کے
نخل کی جا بید مجنون ہے وہان یا جال ہے

شوخ قاتل کو مرے کیا چاہئے ہے رنگِ پان
خونِ اعجازِ مسیحا سے لب اسکا لال ہے

فندقون سے کس کی دل خون تھا کہ میری خاک پر
نوکِ برگِ سبزہ جون منقارِ طوطی لال ہے

اسکی ٹھوکر کا ہون دیوانہ کہ جسکے پاؤن مین
گردشِ رنگِ پری سے حلقۂ خلخال ہے

آئے وہ شاید عیادت کو کہ با صد ضعفِ حال
آ لگی مژگان پر نظر بھی بہرِ استقبال ہے

وادیِ وحشت مین بھی جا کر نہ اپنا دل کھلا
پنجۂ مژگانِ آہو شیر کا چنگال ہے

عشق ہے اے ذوق وہ کافر کہ جسکے ہاتھ سے
شیخ صنعان سا مسلمان رند بدمشرب بنے

کچھ نہین چاہئے تجہیز کا اسباب مجھے — عشق نے کشتہ کیا صورتِ سیماب مجھے
اُسنے مارا رخِ روشن کی دکھا تاب مجھے — چاہئے بہر کفن چادرِ مہتاب مجھے
کل جہان سے کہ اُٹھا لائے تھے احباب مجھے — لیچلا آج وہین پھر دلِ بیتاب مجھے
چمن دہر مین جون سبزۂ شمشیر ہون مین — آب کے جائے دیا کرتی ہے زہراب مجھے
مین وہ مجنون ہون کہ مجنون بھی ہمیشہ خط مین — قبلہ و کعبہ لکھا کرتا تھا القاب مجھے
جو مرے واقفِ جوہر ہین وہ رکھتے ہین عزیز — تیرہ بختی مین بھی جون تیغِ سیہ تاب مجھے
کنجِ تنہائی مین دیتا ہون دلاسے کیا کیا — دلِ بیتاب کو مین اور دلِ بیتاب مجھے
مین نہ تڑپا جو دمِ ذبح تو باعث یہ تھا — ق — کہ رہا مدِ نظر عشق کا آداب مجھے
ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہوسوا — لیوے اس طرح سے زانو کے تلے داب مجھے

ہو گیا جلوۂ انجم مری آنکھون مین نمک
کیونکہ آئے شبِ ہجران مین کہو خواب مجھے

لیتے ہی دل جو عاشقِ دلسوز کا چلے — تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے
تم چشمِ سرمہ گین کو جو اپنی دکھا چلے — بیٹھے بٹھائے خاک مین ہمکو ملا چلے
دیوانہ آکے اور بھی دل کو بنا چلے — اک دم تو ٹھہرو اور کہ کیا آئے کیا چلے
ہے لطف سیر باغ جہان خاک اُڑا چلے — شوقِ وصال دلمین لیئے یار کا چلے
غیرون کے ساتھ چھوڑ کے تم نقشِ پا چلے — کیا خوب پھول گور پہ میری چڑھا چلے
دکھلا کے مجکو نرگسِ بیمار کیا چلے — آوارہ مثلِ آہوے صحرا بنا چلے
اے غم مجھے تمام شبِ ہجر مین نہ کھا — رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے
بل بے غرورِ حسن زمین پر نہ رکھے پانون — مانندِ آفتاب وہ بے نقشِ پا چلے

خال چشم جانان کا مژگان سے تجمل دیکھو تو
اُترا پشت ماہی پہ کیا لے کے سکندر لشکر ہے

ہوئے امام برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھے ابھی
ہوتا گرد اسلامیون کا جون سجۂ گوہر لشکر ہے

میری خاکستر اُڑی تھی جس سے گردون سب بنے
اُسمین کچھ اخگر جو باقی تھے سو وہ کوکب بنے

دل کو رکھدون اُس دمِ شمشیر پر گر ڈھب بنے
تا یہ قربانی صراطِ عشق پر مرکب بنے

خال اے خورشید رو رخ پر تمھارے جب بنے
تیرہ بختان محبت سوختہ کوکب بنے

عشق تعلیم نیاز و ناز یک جان کیونکہ ہو
گر نہ مجنون آن کر لیلی کا ہم مکتب بنے

جو نہون عقدے کبھی جون غنچۂ تصویر وا
وائے قسمت وہ ہمارے عقدۂ مطلب بنے

ہے سیہ کاری سے نامہ یان تلک اپنا سیاہ
روز محشر پر پڑے گر سایہ اُسکا شب بنے

سرمۂ چشم کواکب کیا بنے ہے دودِ آہ
ایسا کاجل بن کہ جس سے اُسکا خال لب بنے

صحبت علیسے بنائے خر کو انسان کس طرح
تربیت سے واقعی نا اہل دانا کب بنے

موذیون کو حق نے دے آنکھیں کہ تا لاوین بلا
عین حکمت تھی کہ سعد و م البصر عقرب بنے

آفتابِ حشر ہے یارب کہ نکلا گرم گرم
اشک خونین دل جلوں کے دیدۂ نمناک سے
چشم کو بے پردہ ہو کس طرح نظارہ نصیب
کرتا ہے وہ پردہ نشین پردہ تو ہے ادراک سے
بیت ساقی نامہ کی لکھو کوئی جا بے دعا
مے پرستوں کے کفن پر کلکِ چوبِ تاک سے

عیبِ ذاتی کو چھپا سکتا نہ حسنِ عارضی
زیب بد اندام کو ہو ذوق کیا پوشاک سے

الگ تا ہووے کچھ کھچکر مرا ہر تار دامن سے
نہ دامن خار سے چھوٹے نہ چھوٹے خار دامن سے
خبر لوں جیب کی یا میں رہوں ہشیار دامن سے
جنون الجھے ہیں ناخن جیب سے اور خار دامن سے
لگے ہے اس تمنا میں مرے ہر خار دامن سے
گریبان دستار میں گر ہو عطا اک تار دامن سے
لگے اس شعلہ خو کے کون مجھ سا زار دامن سے
الجھ سکتا ہے کوئی برق کے بھی خار دامن سے
کرے گر دھوتے دھوتے تو جدا ہر تار دامن سے
نہ چھوٹے خون مرا ہے تیرے ایسے خونخوار دامن سے
کیا تو نے کنارہ ہم سے اور ہاتھوں کی جست سے
گریبان ہمکنار اگر ہوا ہے یار دامن سے
تمہارے جلوۂ رخ کے جو بسمل خاک پر لوٹین
تو پریان آکے پونچھیں لے پری رخسار دامن سے
مکدر ہو وہ گل کیا کیا جو نادانستہ لگ جاوے
ذرا آکر نسیمِ دامنِ گلزار دامن سے
ترے جو سجدۂ در سے جبین ہو خاک آلودہ
نہ پونچھیں حور کیونکے اے پری رخسار دامن سے
ہوا بے پردہ بھی ہم سے تو اُس نے یوں کیا پردہ
بنایا درمیان اک پردۂ دیوار دامن سے
وہی زیبا ہے اُسکے واسطے جو قطع ہے جسکی
نکل سکتا ہے کوئی آستین کا کار دامن سے
اب انگوشش جہت میں ہفت دریا لوگ کہتے ہیں
گرے تھے اشک کے قطرے مرے دو چار دامن سے
پھرون کھینچے ہوئے کوسوں میں اپنے زورِ وحشت سے
اگر بندھ جائے میرے دامنِ کہسار دامن سے
جلیں گے آتشِ رنگِ حنائی پا سے گھر کتنے
ہلا دیکھا جو وقتِ گرمیِ رفتار دامن سے
دکھائے صدمۂ زنجیر لے یہ پانؤں مجنون نے
کہ اک صدمہ سا پہونچے ہے دمِ رفتار دامن سے
عزیزا صلا نہیں سرمایۂ ہمت کہ دریا نے
گرہ دیکھا نہ باندھا گوہرِ شہوار دامن سے

کیا لے چلے گلی سے تری ہم کہ جون نسیم
آئے تھے سر پہ خاک اڑانے اڑا چلے

افسوس ہے کہ سایۂ مرغ ہوا کی طرح
ہم جسکے ساتھ ساتھ چلے وہ جدا چلے

قاتل جو تیرے دلمین رکاوٹ نہو تو کیون
رک رک کے میرے حلق پہ خنجر ترا چلے

ہے گل کا دل تو سنبل پیچان کے دام مین
کیا اڑکے تجھ سے طائر نکہت بھلا چلے

ہوکر سوار توسن عمر رواں پہ آہ
ہم اس سرائے دہر مین کیا آئے کیا چلے

لبریز ہوگیا مرا شاید کہ جام عمر
تم وقت نزع ہوکے جو مجھسے خفا چلے

سلجھائین زلفین کیا اب یا یہ آپ نے
ہر موج مثل مار سیہ تم بنا چلے

دنیا مین جب سے آئے رہا عشق گلرخان
ہم اس جہان مین مثل صبا خاک اڑا چلے

قاتل سے دخل کیا ہے کہ جا بر ہوا نہ ہوش
گر اڑکے مثل طائر رنگ حنا چلے

فکر قناعت اُن کو میسر ہوئی کہان
دنیا سے دلمین لیکے جو حرص و ہوا چلے

آلودہ سرمہ سے نہ ہوئی چشم مین نگاہ
دیکھا جہان سے صاف ہی اہل صفا چلے

کیا دیکھتا ہے ہاتھ مرا چھوڑ دے طبیب
یان جان ہی بدن مین نہین نبض کیا چلے

لیجائین تیرے کشتہ کو جنت مین بھی اگر
پھر پھر کے تیرے گھر کی طرف دیکھتا چلے

اُس روئے آتشین کی تصور مین یاد زلف
ہے کیا غضب کہ آگ لگے اور ہوا چلے

اے ذوق ہے غضب نگہ یار الحفیظ
وہ کیا بچے کہ جسپہ یہ تیر قضا چلے

پاک رکھا اپنا دہان ذکر خدائے پاک سے
کم نہین ہرگز زبان منھ مین ترے مسواک سے

جب بنی تیر حوادث کی کمان افلاک سے
خاک کا تودہ بنا انسان کی مشت خاک سے

جس طرح دیکھے قفس سے باغ کو مرغ اسیر
جھانکتا ہے دل تجھے یون سینۂ صد چاک سے

تیرے صید نیمجان کی جان نکلے کس طرح
یہ تو وابستہ ہے تیرے دامن فتراک سے

بیٹھا دوزخ مین بہارین خلد کی دیکھا کرے
وان کی آتش ہو جو اُنکے روئے آتشناک سے

بدنصیبی سے مری اُس بام پر ٹوٹی کمند
ورنہ میں کیا وہ نہ ٹوٹے مجھ سے دس کے بوجھ سے

یہ اسیری میں گران خاطر ہوں میں جاتی ہے ٹوٹ
آہنی قلاب بھی میرے قفس کے بوجھ سے

زندہ تو ڈوبے ہے اور تیرے ہے مردہ آب میں
بوجھ شاید جسم کا کم ہے نفس کے بوجھ سے

باندھ دے ناقہ کی گردن میں دلِ نالان قیس
بوجھ اُس کا کم ہے اے لیلی جرس کے بوجھ سے

نکلے دنیا سے کہاں احمق اُٹھا کر بارِ حرص
رہ گیا یہ تو گدھا دلدل میں پھنس کے بوجھ سے

شاخِ گل کیا مال ہے گر ہم گران جانی پہ آئیں
توڑ دے لوہے کے حلقے کو قفس کے بوجھ سے

مت لگا اے عشق دل کے آبلہ پر نقشِ غم
ٹوٹ جائیگا یہ گنبد اس مگس کے بوجھ سے

سر جھکاتے ہیں وہ آزاد اپنا کب مانند سرو
ہے سبکباری جنھیں بار ہوس کے بوجھ سے

اپنے دامن میں نہ لے میرے گل لخت جگر
جی دھڑکتا ہے کہیں جھولی نہ مسکے بوجھ سے

کیا ہوا دل نے لیا گر ایک کوہ غم اٹھا
یہ نہیں اسے ذوق دبتا ایسے دس کے بوجھ سے

نرمی بھی نہیں دیتے خلش گر کو ہیں آتش
کہ صحرا پوچھتا ہے کب سنانِ خار دامن سے

سرایت کچھ جو خون کو وہ کن کر جاے پتھر مین
نکالے لعل ہے پتھر کی جا کہسار دامن سے

فرشتے تیرے دامن کو بنائین جانماز اپنی
اگر دھو ڈالے تو داغِ مئے پندار دامن سے

مرے پاؤن کے چھالے تو ہین کیا کیا شکستہ دل
جو کوئی ٹوٹ جاتا ہے اُلجھ کر خار دامن سے

مرا آنسو ہے وہ زہرآب نیلا ہو بدن سارا
خدا نا خواستہ لگ جاے اے غمخوار دامن سے

ترے مجنون کو ہے وہ جامۂ عریان تنی زیبا
کہ جسکو آستین سے ننگ ہے اور عار دامن سے

جدا اگر سر ہو تن سے اور جدا ہون ہاتھ شانون سے
جدا ہو پر نہ ہاتھ اپنا ترے اے یار دامن سے

ترا مجنون ذرا اتنا گران جان ہے نہ اُٹھنے دے
لپٹ جائے اگر صرصر کے مثلِ خار دامن سے

یہ مجھ بن اشکباری ہے کہ آنسو پوچھتا ہون مین
کبھی تو آستین سے اور کبھی اے یار دامن سے

کہان ہے موسمِ طفلی کہ ہم دامن سوار دین
کیا کرتے تھے کار توسنِ رہوار دامن سے

مرا وہ گریۂ غم خندۂ عشرت سے بہتر ہو
اگر آنسو مرے پونچھے وہ گل رخسار دامن سے

مین وہ آلودہ دامن ہون بنائین تار سبحہ کا
فرشتے پاکدامن لیکے میرے تار دامن سے

یہ صیدِ ناتوان مثل پر افتادہ اُڑ جائے
لگائے گر نسیم دامن گلزار دامن سے

ہوا پنکھے کی خواب آور ہے کیا ایک جنبش مین
کرے سو فتنۂ خوابیدہ وہ بیدار دامن سے

نگاہِ بوالہوس آندھی ہے تیری خاک اُڑانے کو
چھپائے تو چراغ شعلہ رخسار دامن سے

نہ ہووے دل جلون کی ذوق ہمسایون سے دلداری
کہ کب فانوس پونچھے شمع کا رخسار دامن سے

ہون یہ لاغر جھک کے قامت ایک خس کے بوجھ سے
جل گیا وہ جھکنے ہے پائے مگس کے بوجھ سے

تھا قدِ رعنا کبھی پر اب ہوس کے بوجھ سے
جھلملاتا ہے شعلہ اک نفس کے بوجھ سے

فریاد ستم کش ہے وہ شمشیر کشیدہ
جسکا نہ رُکے وار فلک کی بھی سپر سے

اشکون مین بہے جاتے ہین ہم سوئے دریا
مقصود رہِ کعبہ ہے دریا کے سفر سے

اُف گرمیِ وحشت کہ مری ٹھوکرون ہی مین
پتھر ہین پہاڑون کے اُڑے جاتے شرر سے

کچھ رحمتِ باری سے نہین دور کہ ساقی
رو دین جو ذرا مست تو مے ابر سے برسے

کشتہ ہون مین کس چشمِ سیہ مست کا یارب
ٹپکے ہے جو مستی مرے تربت کے شجر سے

کھلتا نہین دل بند ہی رہتا ہے ہمیشہ
کیا جانے کہ آجائے ہے تو اُسمین کدھر سے

نالون کے اثر سے مرے پھوڑا سا ہے پکتا
کیون ریم سدا نکلے نہ آہن کے جگر سے

اے ذوق کسی ہمدمِ دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر مین گھر کرے
انسان وہ کیا نہ جو دلِ دلبر مین گھر کرے

تیر اُس نگہ کا گر دلِ مضطر مین گھر کرے
ناسورِ عشق زخم کے ہر گھر مین گھر کرے

چشمِ سیہ تمھاری نظر بھر کے دیکھے جب
لالہ مین داغ دے گلِ عبہر مین گھر کرے

پتلی سیاہ دیکھیو اُس چشمِ مست کی
بھونرا عجب ہے یون گلِ عبہر مین گھر کرے

یون میرے دلمین چھپتی ہے دندان کی انکے آب
ہیرے کی جون کنی کوئی گوہر مین گھر کرے

بلبل کا آشیانہ ہے گلشن مین کیا عجب
اُس رخ پہ دل جو زلفِ معنبر مین گھر کرے

دکھلائے جوش گریہ اگر میری چشمِ تر
مردم کے غرق سیکڑون پل بھر مین گھر کرے

گنبد مین گردباد کے مجنون نے گھر کیا
سرگشتہ ایسا کون کہ چکر مین گھر کرے

گلگشتِ چمن نہین کر گئی صبح شام آئے
دل ہو کہ اسکی زلفِ معنبر مین گھر کرے

آنکھ اپنی اُسکے لب پہ عجب گھر پکڑ گئی
جون عنکبوت برگِ گلِ تر مین گھر کرے

قاتل مرے لہو کو شتابی سے دھو کہین
جون مورچہ نہ یہ ترے خنجر مین گھر کرے

درزِ نگہ تو آنکھ مین نہین گھر کرے ہے مین ذوق
دل جسکا گم ہوا کہو کس گھر مین گھر کرے

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکاتے ہے
مژدہ خارِ دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

سر توقت ذبح اپنا اُس کے زیر پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

واہ واہ شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک
استخوان میرے ہما کس کس مزے سے کھائے ہے

ہان دم طاقت کہے ہے ضعف سے سینے مین ذرا
دیکھنے کب تک خدا کیونکر مجھے پہونچائے ہے

بس کرا سے سوز درون یہ جانین گے دل و جگر
رحم جوش گریہ پھر چھاتی مری بھر آئے ہے

دل بے استغنا کہ وہ یان آتے آتے رہ گئے
اُف ری بیتابی کہ یان تو دم ہی نکلا جائے ہے

نزع مین بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہے انتظار
جانب در دیکھ لے ہے جبکہ ہوش آجائے ہے

زخمی ہون مین اُس ناوک دزدیدہ نظر سے
جانے کا نہین چور مرے زخم جگر سے

ہم خوب ہین واقف ترے اندازِ کمر سے
یہ تار نکلتا ہے کہین دل کے گہر سے

گر ابکی پھرے جیتے وہ کعبہ کے سفر سے
تو جانو پھرے شیخ جی اللہ کے گھر سے

لبریز ئے صاف ہے ہو جام بلورین
زمزم سے ہے مطلب نہ صفاسے نہ حجر سے

سرمایۂ امید ہے کیا پاس ہمارے
اک آہ بھی سینہ مین سو نا امید اثر سے

وہ خلق سے پیش آتے ہین جو فیضرسان ہین
ہے شاخ ثمردار مین گل پہلے ثمر سے

حاضر ہین مرے توسن وحشت کے جلو مین
باندھے ہوئے کہسار بھی دامن کو کمر سے

حال مہر و وفا کہون تو کہین
لگی گر بیٹے جلا یا دل

نہین شوق ان حکایتون سے مجھے
ہوا نقصان کفایتون سے مجھے

لے گئی عشق کی ہدایت ذوق
اس مری بے نہایتون سے مجھے

الٰہی کس بے گنہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہے
کہ اُسکے کوچے مین آج شور بائی ذنب قتلتی ہے

غم جدائی مین تیرے ظالم کہو نہین کیا مجھپہ کیا بنی ہے
جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دل خراشی ہے جانکنی ہے

زمین پہ نور قمر کے گرنے سے صاف اظہار روشنی ہے
کہ جو ہین روشنضمیر اُن کو فروغ اُنکی فروتنی ہے

بشر جو اس تیرہ خاکدان مین پڑا یہ اُسکی فروتنی سے
وگرنہ قندیل عرش مین بھی اُسی کے جلوہ کی روشنی ہے

ہوئے ہین تر گریۂ ندامت سے اسقدر آستین و دامن
کہ میری تر دامنی کے آگے عرق عرق پاکدامنی ہے

ہوئے ہین اس اپنی سادگی سے ہم آشنا جنگ و آشتی سے
اگر ہو یہ تو پھر کسی سے نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے

لگا نہ اُس بتکدے مین تو دل جو ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ کر دل
کہ کیسا ہی کوئی خوش شمائل صنم ہو آخر شکستنی ہے

نہین ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی ہے تونگر
جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

کوئی ہے کافر کوئی مسلمان جدا ہر اک کی ہے راہ ایمان | خدا کے نزدیک سب ہین یکسان وہ اسکے نزدیک ہم ہین یکسان

آتا نہین مہ طلعت کیا دیر لگائی ہے
کھینچ اے کشش الفت کیا دیر لگائی ہے

قاتل تو کب آتا ہے پر پیک اجل نے بھی
یان آنے مین یا قسمت کیا دیر لگائی ہے

آنکھون مین ہے دم تیرے بیمار محبت کا
دکھلا دے کہین صورت کیا دیر لگائی ہے

آنا بھی کہین تیرا آنا ہے قیامت کا
اے دلبر خوش قامت کیا دیر لگائی ہے

پروانہ سے کہتی ہے یہ شمع کہین جل چک
ہے تجھ مین اگر جرات کیا دیر لگائی ہے

کس فکر مین ہے ساقی دے بادہ جو ہے باقی
تھوڑی ہے یہان فرصت کیا دیر لگائی ہے

ہے تیغ بکف قاتل تم مرنے پہ جان بازو
باندھو کمر ہمت کیا دیر لگائی ہے

گر قتل ہی کرنا ہے قاتل کہین جلدی ہو
لاحول ولا قوت کیا دیر لگائی ہے

یان وعدہ بھی آپہونچا تو اب تلک آتا ہے
اللہ ری تری غفلت کیا دیر لگائی ہے

بے بادہ گلستان مین بیٹھے ہین لہو پیکش
ساقی نے دم عشرت کیا دیر لگائی ہے

دے پھونک کہین دلکو مدت سے سلگتا ہے
اے سوز غم فرقت کیا دیر لگائی ہے

بالین پہ کہا میری ہنگامۂ محشر نے
لو اٹھو کہین حضرت کیا دیر لگائی ہے

اسکے لب خنجر کا لینا ہے اگر بوسہ
تو اے دل پر حسرت کیا دیر لگائی ہے

اے ذوق شہید اسکو کرتے ہین کئی عاشق
کرنی ہے اگر سبقت کیا دیر لگائی ہے

خوب روکا شکایتون سے مجھے
تو نے مارا عنایتون سے مجھے

کہتے کیا کیا ہین دیکھ تو اغیار
یار تیری حمایتون سے مجھے

یہ بھی تقدیر کا لکھا کہ لکھے
خط وہ کن کن کنایتون سے مجھے

واجب القتل اسنے ٹھہرایا
آیتون سے روایتون سے مجھے

سمجھے ہے واجب الرعایت دوست
دشمنون کی رعایتون سے مجھے

کرنہ گریے مین تو کمی اے چشم
شوق کم ہے کفایتون سے مجھے

کرتے یہ اشک و آہ ہیں تکلیف کیوں عبث
ہو جاتا راز دل جو نگاہوں میں فاش ہے

دنبالے پر جو سرمہ کے دانہ ہے خال کا
گویا کہ دست چشم فسونگر میں ماش ہے

کیا شاد کو خفیف کرے ہے زبان خلق
شاباش جسکو کہتے ہیں وہ شاد باش ہے

اُٹھے جہاں ہی سے جو بستر سے وہ اُٹھے
تیرا مریض عشق جو صاحب فراش ہے

برندہ ایک تیغ محرف سے بھی سوا
اس کج ادا نے اور نکالی تراش ہے

سکن پذیر آج سے دل میں نہیں ہے غم
روز ازل سے اسکی یہی بود و باش ہے

اے ذوق جانتا ہے وہ ہمدرد سیر اود
دل جسکا پارہ پارہ جگر پاش پاش ہے

ہے تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خم مے کی طرح ہم
پر کیا کریں کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی

جائے بغیر خون کوئی رہتی ہے تیری تیغ
ہے یہ تو اسکو چاٹ ستمگر لگی ہوئی

میت کو غسل دیجو نہ اس خاکسار کی
ہے تن پہ خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی

سینے بھی گر ہے پاس تو ممکن نہیں شفا
خورشید کو وہ تپ ہے فلک پر لگی ہوئی

نکلے ہے کب کسی سے کہ اسکی مژہ کی نوک
ہے پھانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی

کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی

بیٹھے ہیں دل کے بیچنے والے ہزار ہا
گذری ہے اسکی راہ گذر پر لگی ہوئی

گل مہندی کیوں نہ باغ میں ہو پائمال رشک
پاؤں میں تیرے دیکھے حنا گر لگی ہوئی

یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجائے مہر
آنکھ اپنی ہو لفافۂ خط پر لگی ہوئی

منہ سے لگا ہوا ہے اگر جام مے تو کیا
ہے دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی

اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

تکلف منزلِ محبت نہ کر چلا چل تو بے تکلف
کہ جا بجا خار زارِ وحشت سے زیر پا فرش سوزنی ہے

خدنگِ مژگان سے ذوق اُسکے دل اپنا سینہ سپر عجب ہے
مثالِ آئینہ سخت جانی سے سینہ دیوارِ آہنی ہے

آنکھ اس پر جفا سے لڑتی ہے
جان کشتی قضا سے لڑتی ہے

شعلہ بھڑک نہ کیونکہ محفل مین
شمع تجھ بن ہوا سے لڑتی ہے

قسمت اُس بت سے جا لڑی اپنی
دیکھ احمق خدا سے لڑتی ہے

نہین مژگان کی وہ صفین توبہ
اک بلا اک بلا سے لڑتی ہے

شور قلقل یہ کیون ہے دخترِ رز
کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے

نگہِ ناز اُسکی عاشق سے
چھوٹ کس کس ادا سے لڑتی ہے

تیرے بیمار کے سرِ بالین
موت کیا کیا شفا سے لڑتی ہے

واہ کیا کیا طبیعت اپنی بھی
عشق مین ابتدا سے لڑتی ہے

زالِ دنیا نے صلح کی کس دن
یہ لڑاکا سدا سے لڑتی ہے

تیری شمشیر خون کے چھینٹو سے
چھینٹے آبِ بقا سے لڑتی ہے

دیکھ اُس چشم مست کی شوخی
جب کسی پارسا سے لڑتی ہے

سچ ہے الحرب خدعۃ اے ذوق
نگہ اُسکی دغا سے لڑتی ہے

دل کی معاش غم اسے غم کی تلاش ہے
ڈرتا ہون دل سے مین کہ بڑا بدمعاش ہے

اس بتکدہ مین کون ہے کافر ترے سوا
تو آپ ہی بت پرست ہے اور بت تراش ہے

لبریز صد نشاط برنگِ ہلالِ عید
سینے مین میرے ناخنِ غم کی خراش ہے

ہونے وبالِ دوش نہین کشتگانِ عشق
اُڑ جاتی ٹھوکر دن ہی سے عاشق کی لاش ہے

چل سکدین شیخ بسر کرمہ صیام
تا ہون نے دی چڑھا جو تپ لرزہ مہر کو
پھینکے ہے ایک جنبش مژکانین وہ پری
ہے جوہر کمال یہ ننگا اگر فقیر
گذری ہے شق سینہ شگافی مین عمر چرخ
گردش ہے اُسکی چشم کی کیون تیرے دلکے گرد
لڑتے ہین گر نصیب سے گاہے فلک سے ہم
طوف سیاہ خیمہ لیلےٰ ہوا نصیب
جون تیغ خوش غلاف نگہ تیری اے پری
لکھتا ہے شیخ مسئلہ وحدت وجود

مسجد مین تنگ بیٹھا ہے کیون اعتکاف سے
کھولی نہ آنکھ ابر سیہ کے لحاف سے
اس اپنے ناتوان کو پرے کوہ قاف سے
ہے تیغ تیز ننگ ہے اُسکو غلاف سے
اس کلک تیر نالۂ گردون شگاف سے
کافر کو کام کعبے کے ہے کیا طواف سے
فرقت کی رات کم نہین روز مصاف سے
مجنون سمجھیو کعبہ کے بہتر طواف سے
ہے دمبدم نکل کے جھکتی غلاف سے
لیکن دوئی عیان ہے قلم کے شگاف سے

گلہاے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن
اے ذوق اس جہان کو ہے زیب اختلاف سے

کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
اُن کا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے
جاہین گر چارہ محبت کا جراحت والے
بیچین الماس و نمک سنگ جراحت والے
گئے جنت مین اگر سوز محبت والے
تو یہ جا لو رہے دوزخ مین یہ جنت والے
ساقیا ہون جو صبوحی کی نہ عادت والے
صبح محشر کو بھی اُٹھین نہ ترے متوالے
رہے جون شیشہ و ساغر وہ مکدر دونون
کبھی مل بھی گئے دو دل جو کدورت والے

تجکو کچھ یاد بھی ہین پہلے وہ الفت کے مزے
بیمزہ ہو گئے لطف اور شکایت کے مزے

بے محبت نہین اے ذوق شکایت کے مزے
بے شکایت نہین اے ذوق محبت کے مزے

کھائے کوچے مین ترے آکے جو سنگ طفلان
آئے مجنون کو ترے سو وہ جنت کے مزے

کتنی پرچین سی کیا ہون کو مین کیا کیا سنکر
دل بریان سے مرے سوز محبت کے مزے

صرف ہر زخم جگر تا ہو صد کان نمک
تو مین کیا عشق مین اس کان ملاحت کے مزے

مکتب عشق مین ہو کاش تناسخ ہی سہی
کہ اٹھا مین ترے سرباز شہادت کے مزے

دیکھکر اسکو گیا عالم حیرت مین تو مین
ایک مین کیا کہون اس عالم حیرت کے مزے

سجدے مین پاے صنم کے یہ کس لطف سے ہے
یون عبادت ہو تو عابد ہین عبادت کے مزے

غنچہ خندان ہو نہ کیون کرکے زرا پنا برباد
کہ اڑانے ہی مین دولت کے ہین دولت کے مزے

جان شیرین بھی گئی اور نہ ملی شیرین بھی
پوچھو فرہاد سے اس تلخی حسرت کے مزے

ابر و باران کے نہ کیون لطف اٹھا مین میخوار
کہ اڑاتے ہین گنہگار ہی رحمت کے مزے

ہے نمک پاش جو ہنس ہنس کے وہ چل نمکین
لے رہا ہے دل مجروح جراحت کے مزے

کچھ جتا دو جو محبت تو لئے ہے کہ تجھے
دیکھ تو کیسے چکھاتا ہون محبت کے مزے

ذائقہ چاشنی عشق کا کامل ہو تو دین
شادی وصل کی لذت غم فرقت کے مزے

نہین جز بے مزگی کوئی مزہ دنیا مین
پر مزیدار بنا دیتے ہین غفلت کے مزے

خنجر ناز نے کیا چاٹ لگائی دل کو
چاٹتا ہونٹھ ہے لے لے کے جراحت کے مزے

بے مزاجی کو کرین لاکھ ترے ظلم و ستم
بھولنے کے نہین پہلی وہ عنایت کے مزے

پھر بھنا زخم کا انگور مبارک اے ذوق
دل زخمی کو ترے بادہ عشرت کے مزے

دل ہی سے بشر کو ہے رغبت خلاف سے
لیتا تھا کام منھ کا شکم مین یہ ناف سے

کب وہ گذرتے ہین سر لاف و گزاف سے
جنکی کہ آشنا ہے زبان لام و کاف سے

تو مرے حال سے غافل ہے برائے غفلت کیش
تیرے انداز تغافل نہیں غفلت والے

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اُسنے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

کیا غمزہ ترا برسرِ بیداد غضب ہے
جلاد فلک سے بھی یہ جلاد غضب ہے

جو ہے ستم و کینہ و بیداد غضب ہے
سر تا بقدم وہ ستم ایجاد غضب ہے

ناز آفت و چشم ستم ایجاد غضب ہے
شاگرد بھی ہے قہر جو اُستاد غضب ہے

بلبل یہ ترے واسطے فریاد غضب ہے
فریاد نہ کر دیکھ یہ صیاد غضب ہے

نکلے ہے سدا کوہ سے ہم آتش و ہم آب
کیا سوز و گداز دل فرہاد غضب ہے

خاکستر پروانہ پہ روتی ہے سدا شمع
ہونا کسی جگر سوختہ برباد غضب ہے

ہم جانتے ہیں تم کو گرے سب کی نظر سے
پہلے ہی سے اس جاہ کی افتاد غضب ہے

کیوں غنچہ پریشان ہو نہ ہوتے ہی شگفتہ
اس باغ میں ہونا ہی دلِ شاد غضب ہے

اُس بت کا سمجھ حسن خداداد نہ اسکو
یہ تجھ پہ خدا کا دل ناشاد غضب ہے

ہوتا ہے سپند ایک ہی آواز میں آخر
کیا سوختہ جانوں کی بھی فریاد غضب ہے

توڑا کمر شاخ کو کثرت نے ثمر کی
دنیا میں گرانباری اولاد غضب ہے

اے شوخ تری چشم غضبناک کے ہوتے
ہم جانیں قضا سے اگر امداد غضب ہے

اللہ کرے خیر مرے شیشۂ دل کی
پھر آج وہ مست مئے بیداد غضب ہے

بھولا نہ مجھے قتل گہِ عام میں قاتل
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے

اخوان شیاطین ہیں یہ مست مے پندار
کیا حضرت آدم کی بھی اولاد غضب ہے

مرتے نہیں حوروں پہ تری طرح سے واعظ
ہم جیسے ہیں عاشق وہ پریزاد غضب ہے

انجم سے نہیں چرخ پہ بوندیں ہیں عرق کی
عاشق کی ترے گرمی فریاد غضب ہے

کس مرض کی ہیں دعا یہ لب جان بخش ترے
جان بلب ہیں ترے آزارِ محبت والے

حرص کے پھیلتے ہیں پانون بقدر وسعت
تنگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت والے

ہائے رے حسرت دیدار مری ہائے کو بھی
تکتے ہیں ہائے دو چشمی سے کتابت والے

نہیں جز شمع مجاور مری بالین مزار
نہیں جز کثرت پروانہ زیارت والے

نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
دیکھ تو ہم بھی ہیں کیا صبر و قناعت والے

کیا تماشہ ہے کہ مثل مہ نو اپنا فروغ
جانتے اپنی حقارت کو ہیں شہرت والے

دل سے کچھ کہتا ہوں میں مجھسے ہے دل کچھ کہتا
دونوں اک حال میں ہیں رنج و مصیبت والے

بے نصیبوں کے نصیبوں میں کہاں یار کا وصل
انکی قسمت میں ہے جو لوگ ہیں قسمت والے

تو جو آ جائے تو ہے درد محبت کی دوا
میرے ہمدرد ہوں بیدرد نصیحت والے

چھوڑ دیتے ہیں قلم جوں قلم آتشبار
میری شرح تپش دل کی کتابت والے

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل بیزار کے ہیں دو ہی عیادت والے

ہلال کو دیکھیں کیوں فلک پر اگر ہے منظور عید ہمکو
تو اُسکی تیغ ستم کے دل ہیں لبِ جراحت نہ دیکھ لینگے

بہارِ باران کو کون دیکھے نصیب یاران ہے تیر باران
ہم اُنکے بدلے سرشک مژگان کی اپنی شدت دیکھ لینگے

اگرچہ مین مر بھی جاؤن گا تو کہین گے ہے جیتا دم جرا
وہ جب تلک اپنے آستانے پہ میری تربت نہ دیکھ لینگے

مجھے یقین ہے نہین دکھائین گے اپنے رخسار لالہ گون کو
روان مری چشم تر سے جب تک وہ خون حسرت نہ دیکھ لینگے

یہ لوگ ناواقف محبت نہون گے واقف تپ درون سے
کہ جب تلک مثل برق رگ رگ مین میرے سرعت نہ دیکھ لینگے

خط اُسکو دے بھی دیا جو قاصد نے ذوق دیگر کسیکا دھوکا
وہ خط نہ پہچان لینگے پر امری عبارت نہ دیکھ لینگے

کیا مدنظر تمکو ہے یارون سے تو کہئے
گر منھ سے نہین کہتے اشارون سے تو کہئے

حال دل بیتاب کہا جائے تو ہم سے
گر کہئے نہ لاکھون سے ہزارون سے تو کہئے

کیا کہتے ہو آئین گے سر خاک شہیدان
کچھ فتنے اُٹھاتے ہو مزارون سے تو کہئے

پھر تم نہ کہین حضرت عیسےٰ اگر اُن سے
کہئے یہ تم عشق کے مارون سے تو کہئے

کچھ سوزِ دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
فرصت ہو تپ غم کے حرارون سے تو کہئے

موقوف ہے گردن کشی آن و ادا پر
تو کہئے کچھ ان سر شکارون سے تو کہئے

ان دانتونکو کیا موتیون سے کہتے ہو ہمتا
موتی نہین کچھ مال ستارون سے تو کہئے

شانے کا دل چاک پسند آپ کو آیا
کسواسطے یہ سینہ فگارون سے تو کہئے

کہتے نہ تنک ظرف سے اے ذوق کبھی راز
کہکر اُسے سننا ہو ہزارون سے تو کہئے

ہے سرو تو پابند غم بے ثمری میں
رکتے ہیں گرفتار کو آزاد غضب ہے

غصہ ہے ترا قہر ترا قہر قیامت
رنجش تری بیداد ہے بیداد غضب ہے

ہے نم سے ہنوز آئینہ بادیدۂ پر آب
اسکندر رومی کی بھی روداد غضب ہے

وہ کونسا ہے غم کہ جو دنیا میں نہیں ہے
اور اسپہ بھی دلکش یہ غم آباد غضب ہے

قامت بھی ترا کیا ہے سر سرو قیامت
طرہ بھی ہے طرۂ شمشاد غضب ہے

ہیں ہوش بھلا مردم ہشیار کے پل میں
آنکھوں کو تمہاری یہ فسون یاد غضب ہے

سو نغمہ ہیں پنہاں نفس بلبل میں اس کی
یہ لطف نہیں اے دل ناشاد غضب ہے

یہ خانۂ ہستی ہے عجب خانۂ رنگین
اے ذوق کہ بے بنیاد غضب ہے

ہوے وہ کب قائل قیامت جو ترا قامت نہ دیکھ لینگے
رہیں گے رویت سے بلکہ منکر جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے

ہمیں غرض کیا کہ جائیں گے ہم حرم کو اے شیخ بتکدے سے
یہیں بتوں میں خدا کا اپنے ظہور قدرت نہ دیکھ لینگے

نہ دیکھ لی کیسی کیسی آفت جہان میں ہم نے تمہارے باعث
اور آگے کیا کیا غم و الم ہم تمہاری دولت نہ دیکھ لینگے

دکھانا احوال انکو اپنا یہ انکی الفت کا امتحان ہے
کہ ہوگی الفت تو دیکھ لینگے نہ ہوگی الفت نہ دیکھ لینگے

لکھوں یہ کیوں میں کہ حضرت دل شکر لبوں پر نہ زہر کھاؤ
کہ آپ ہی تلخی محبت کی وہ حلاوت نہ دیکھ لینگے

اگرچہ درد محبت اپنا کہا نہ میں نے زبان سے اپنی
وہ میری صورت نہ دیکھ لینگے وہ میری حالت نہ دیکھ لینگے

بلا سے گر دانیال کا سا نہیں ہے پاس اپنے فالنامہ
ہم اپنے نقطوں سے داغ دل ہی کی فال وقت دیکھ لینگے

چمن مین دیکھتے گلزار آبرو کی بہار
تمھاری یاد بہاری مین آرزو کرتے

سمجھ یہ دار و رسن تار و سوزن اے منصور
کہ چاک پردہ حقیقت کا ہین رفو کرتے

عجب نہ تھا کہ زمانیکے انقلاب سے ہم
تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے

سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھیے گر ذوق
تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے

نا ساز ہے جو ہم سے اسی سے یہ ساز ہے
کیا خوب دل ہے واہ ہمین جس پہ ناز ہے

اُس سنگ آستان پہ جبین نیاز ہے
وہ اپنی جا نماز ہے اور یہ نماز ہے

دروازہ میکدے کا نہ کر بند محتسب
ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے

خانہ خرابیان دل بیمار غم کی دیکھ
وہ بھی روا خراب ہے جو خانہ ساز ہے

ڈرتا ہون اُسکا خنجر نہ بجھ جائے ہو کے آب
میرے گلے مین نالۂ آہن گداز ہے

پہونچا ہے شب کمند لگا کر وہان رقیب
سچ ہے حرامزادے کی رسّی دراز ہے

اُس بت پہ گر خدا بھی ہو عاشق تو آئے رشک
ہر چند جانتا ہون کہ وہ پاکباز ہے

مداح خال روے بتان ہون مجھے خدا
بخشے تو کیا عجب کہ وہ نکتہ نواز ہے

ہر برگ گل کے لب سے ٹپکتا ہے خون پڑا
گلشن مین کس کی خاک شہیدان ناز ہے

اے ذوق اپنا سب پہ کھلے کیون نہ راز عشق
ہر نالہ اک کلید در گنج ناز ہے

ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے
کہ مے آشام پیاسے ہین مہینا بھر کے

آشناؤن سے اگر ایسے ہی بیزار ہو تم
تو ڈبو دو انھین دریا مین سفینا بھر کے

نہین پروین کہ یہ ہین حقہ پروین مین فلک
لائے اُس عارض روشن سے پسینا بھر کے

دل ہے آئینہ صفا چاہئے رکھنا اسکا
زنگ سے بھرتا ہے کیون سین تو کینا بھر کے

روز اُس گلشن رخسار سے لیجاتے ہین گل
اپنے دامان نگہ مردم مینا بھر کے

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہے | زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
زال دنیا ہے عجب طرح کی علامۂ دہر | مرد دیندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہے
تیرہ بختی مری کرتی ہے پریشان مجھ کو | تہمت اُس زلفِ سیہ فام پہ دھر دیتی ہے
رات بھاری تھی سرِ شمع پہ سو ہو گذری | کیا طباشیر سفیدی سحر دیتی ہے
فائدہ دے ترے بیمار کو کیا خاک دوا | اب تو اکسیر بھی دیکھے تو ضرر دیتی ہے
بڑھتی جاتی ہے جو شوخی اُس ستم ظالم کی | کچھ صحبت مری اصلاح مگر دیتی ہے
دیتی شربت ہے کسے زہر بھری آنکھ تری | عین احسان ہے وہ زہر بھی گر دیتی ہے
دمبدم زخم پہ اک زخم ہے دم لینے کی | مجھکو فرصت تری کب تیغ نظر دیتی ہے
غنچہ ہنستا ترے آگے ہے جو گستاخی سے | چٹخنا منہ پہ وہین بادِ سحر دیتی ہے
شمع بھی کم نہین کچھ عشق مین پروانہ سے | جان دیتا ہے اگر وہ تو یہ سر دیتی ہے
نخلِ مژگان سے ہے کیا جانئے کیا چشم ثمر | چشم پانی کی جگہ خون جگر دیتی ہے
کتنے سنتے نہین کچھ ہم تو شبِ ہجر مین پر | نالۂ دل کا جواب آہِ جگر دیتی ہے
تپ دل شمع کی جب کم نہین ہوتی ناچار | اُسکو کافور سپیدی سحر دیتی ہے

کوئی غماز نہین میری طرف سے اے ذوق
کان اُسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہے

مرے جو موت کے عاشق بیان کبھو کرتے | مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
مزا تھا ہمکو جو بلبل سے دوبدو کرتے | کہ گل تمھارے بہارون کی آرزو کرتے
غرض تھی کیا ترے تیرون کو آب پیکان سے | مگر زیارتِ دل کیونکہ بے وضو کرتے
اگر یہ جانتے چن چن کے ہمکو توڑین گے | تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے
یقین ہے صبحِ قیامت کو بھی صبوحی کش | اُٹھین گے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے
نہ رہتی یوسفِ کنعان کی خوبی بازار | مقابلہ مین جو ہم تجھکو روبرو کرتے

ہم صفت عدو اپنا کسی کو نہین پاتے
تم پاتے ہو ہمکو تو چھری کو نہین پاتے

جچتے تری غنچہ دہی کو نہین پاتے
ہنستے ہین مگر تری ہنسی کو نہین پاتے

کیون ہمنے دیا دل تجھے او سنگدل اپنا
کمبخت ہم اُس سخت گھڑی کو نہین پاتے

وہ کونسا غم ہے جسے پاتے نہین دل مین
لیکن نہین پاتے تو خوشی کو نہین پاتے

لیتے ہین شب وصل مین ہم اُنکے جو بوسے
وہ لب پہ سحر رنگ مسی کو نہین پاتے

مین ایسا کہین گم ہون کہ یاران عدم بھی
گم ہو کے مری گم شدگی کو نہین پاتے

رکھتے ہین دم شعلہ فشان اژدر دوزخ
لیکن مری آتش نفسی کو نہین پاتے

وہ دن ہین کہان سبتے تھے جو سیم سے جیتے
اب نام کو بھی اُسین نمی کو نہین پاتے

معلوم نہین اُسکے دہن ہے کہ نہین ہے
اے ذوق ہم اس سر خفی کو نہین پاتے

نبض کی ہے کہان میری فلاطون چلتی
ہے ضعف اب تو کہ چیونٹی بھی نہین یون چلتی

پہونچے کیونکر جرس ناقہ لیلیٰ کی صدا
آج آندھی تری قسمت سے ہے مجنون چلتی

کھولدے آنکھین دم ذبح نہ دیکھونگا تجھے
پر چھری اپنی تو گردن پہ مین دیکھون چلتی

جب مین دنیا سے چلا سر پہ یہ بولی حسرت
تو اکیلا نہین ہمرہ ترے مین ہون چلتی

دور کر بادیہ کو سر سے یہ کہے ہے لیلی
پر نہین کان پہ مجنون کے کبھی جون چلتی

نہ ان تو ان آنکھون کی گردش کا ملا گردان ہین
کہ نہین تیری بھی وان گردش گردون چلتی

مرحلے کرتی ہے ہر دم سفر بحر فنا
جسکو تو سانس کہے ہے دل محزون چلتی

چلتے گو دیکھے ہے ساحل کو سوار کشتی
پر حقیقت مین ہے کشتی سر جیحون چلتی

ذوق گل اور کوئی تازہ کھلا چاہتا ہے
کہ ہوا باغ جہان مین ہے دگرگون چلتی

مزے یہ دل کے لئے تھے نہ تھے زبان کے لئے
سو ہمنے دل مین مزے سوزش نہان کے لئے

زخم پُر جوش کے مانند چھلکتا ہے مدام
خون حسرت سے لبوں تک مرا مینا بھر کے

جام خالی بھی لگا منھ سے نہ کم ظرف کے ساتھ
ذوق کے ساتھ قدح ذوق سے پینا بھر کے

نہیں مژگاں بخون خار غم بھی دلنشیں نکلے
جنوں یہ نشتر کیسے کہیں ڈوبے کہیں نکلے

عدو نیش زن کے گھر سے میرا مہ جبیں نکلے
الٰہی برج عقرب سے قمر جلدی کہیں نکلے

مجھے کیا ہم سے شوق حسن گندم گوں کہ گندم پر
ہمارے جدّ امجد چھوڑ کر خلد بریں نکلے

ترے انداز سے سو سو طرح کے ناز ہوں پیدا
ترے ہر ناز پر سو سو کا دم اے نازنیں نکلے

پرے جا کر نئی دنیا سے بھی گر ڈھونڈھ دنیا میں
تو خالی خاک آدم سے نہ چپّا بھر زمیں نکلے

خدا دے دوربینش اور اس چشم تصوّر کو
کہ لاکھوں کام اس سے دور بے دوربیں نکلے

قلم کی دیکھو گلکاری دم تحریر حال دل
کہ جائے حرف گلہائے انار آتشیں نکلے

زیادہ جان کے جانے سے غم ہے تیرے جانیکا
الٰہی جانے سے پہلے مری جان حزیں نکلے

نہ غربت میں ہو گر قدر صفا پاکیزہ گوہر کی
تو کیوں دریا سے یکتا ہو کے گوہر ثمیں نکلے

تباہی میں ہے موذی کی حلاوت اہل عالم کی
کہ ویراں خانۂ زنبور ہو جب انگبیں نکلے

ہوئے تم چیں بر ابرو ہو کے میرے قتل کے درپے
چمکنے سے تمہارے جوہر شمشیر کیں نکلے

سراپا روسیاہی گر ملے ان نامداروں کو
ہوس دل سے نہ اُنکے نام کی مثل نگیں نکلے

فلک بھی خانۂ زنبور ہے کثرت سے انجم کی
مگر کیا دخل جز زہراب اسمیں انگبیں نکلے

دل زخمی کی حالت پر دہان زخم کیا بولیں
زباں تیغ سے نکلے تو شاید آفریں نکلے

تصوّر اُس لب شیریں کا آجائے اگر دل میں
تو آنسو ہو کے شربت خوں ہو کر انگبیں نکلے

مرے دل میں جو حسرت ہے نکالوں میں کہاں اُسکو
نہ وہ زیر فلک نکلے نہ وہ زیر زمیں نکلے

سنا کرتے تھے شہرہ ذوق جنکی پارسائی کا
وہ سب یار خرابات اپنے نکلے ہمنشیں نکلے

بلند ہووے اگر برا کوئی شعلۂ آہ
تو ایک اور ہو خورشید آسمان کے لیے

چلے ہین دیر کو مدت مین خانقاہ سے ہم
شکستہ توبہ لیے ارمغان مغان کے لیے

وبال دوش ہے اس ناتوان کو سر لیکن
لگا رکھا ہے ترے خنجر و سنان کے لیے

بیان درد محبت جو ہو تو کیونکر ہو
زبان دل کے لیے ہے نہ دل زبان کے لیے

رہے ہے ہول کہ ہم منہ مزاج نہین
بجا ہے ہول دل انکے مزاجدان کے لیے

اشارہ چشم کا تیری یکایک اے قاتل
ہوا بہانہ مری مرگ ناگہان کے لیے

بنایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف
اور اس ضعیف سے کل کام دوجہان کے لیے

جو دل قمار خانہ مین بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی
پہلے ہی انکو میری طرف سے پڑھا چکے

آنا بلا سے انکا قیامت سے کم نہین
مرتے ہین انتظار مین اک روز آ چکے

زہر آب بھی ہے بادہ تو کرینگے نوشجان
ساقی پیالہ منہ سے ہم اب تو لگا چکے

اچھا کیا وفا کی عوض تو نے کی جفا
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چکے

یاد آیا پان کے آنیکا وعدہ انھین تو کب
جب رات کو وہ پانؤ مین مہندی لگا چکے

جبتک کہ سر ہے ساتھ ہے یہ سر کے ہو سو ہو
اب ہم تو سر پہ بار محبت اٹھا چکے

کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی اک لگا
قصہ تمام عمر کا اے پرجفا چکے

اب خاک کے ہین ڈھیر تو کیا اس خرابہ مین
پہلے تو ہم بھی خاک بہت سی اڑا چکے

باز آیا دیکھنے سے نہ آتش رخون کے دل
سو بار آبلے اسے آنکھین دکھا چکے

حاجت نہین ہے تیرے شہید ونکو غسل کی
قاتل وہ تیرے ہاتھ سے خون مین نہا چکے

کیا مجھسے قیمت دل وجان پوچھتا ہے تو
دونون ہین اک نگاہ پہ اے دلربا چکے

تم بھول کر بھی یاد نہین کرتے ہو کبھی
ہم تو تمھاری یاد مین سب کچھ بھلا چکے

نہین ثبات بلندی عز و شان کے لیے
کہ ساتھ اوج کے پستی ہے آسمان کے لیے

ہزار لطف ہین جو ہر ستم ہین جان کے لئے
ستم شریک ہوا کون آسمان کے لیے

فروغ عشق سے ہے روشنی جہان کے لیے
یہی چراغ ہے اس تیرہ خاکدان کے لیے

دمِ عروج ہے کیا فکر نردبان کے لیے
کمند آہ تو ہے بامِ آسمان کے لیے

صبا جو آئے خس و خار خاکدان کے لیے
قفس مین کیون نہ پھڑکے دل آشیان کے لیے

صدا تپش پہ تپش ہے دلِ تپان کے لیے
ہمیشہ غم یہ ہے غم جانِ ناتوان کے لیے

نگاہِ ناز نے کی دیر ورنہ مین تیار
ہون کب سے بیٹھا ہوا مرگِ ناگہان کے لئے

بجر کے جو نہ ہی برسے تیغ کسب اگر
تو بوسے منہ بھی اُس سنگِ آستان کے لئے

نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شے
عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کے لیے

جو پاسِ مہر و محبت کہین بہان بکتا
تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لیے

خلش سے عشق کے ہے خارِ پیرہن تن زار
ہمیشہ اس ترے مجنونِ ناتوان کے لیے

تپش سے عشق کے یہ حال ہے مرا گویا
بجائے مغز ہے سیماب استخوان کے لیے

مرے مزار پہ کس طرح سے نہ برسے نور
کہ جان دی ترے روئے عرق فشان کے لیے

الٰہی کان مین کیا اُس صنم نے پھونک دیا
کہ ہاتھ رکھتے ہین کانون پہ سب اذان کے لیے

نہین ہے خانہ بدوشونکو حاجتِ سامان
اثاثہ چاہئے کیا خانۂ کمان کے لیے

نہ دل رہا نہ جگر دونون جلکے خاک ہوئے
رہا ہے سینہ مین کیا چشمِ خونفشان کے لیے

نہ لوحِ گور پہ ستونکے ہو نہ ہو تعویذ
جو ہو تو خشتِ خم ہے کوئی نشان کے لیے

اگر امید نہ ہمسایہ ہو تو خانہ یاس
بہشت ہے ہمین آرامِ جاودان کے لئے

وہ مول لیتے ہین جسدم کوئی نئی تلوار
لگاتے پہلے مجھی پر ہین امتحان کے لیے

صریح چشم سخن کو ترے کہے نہ سکے
جواب صاف ہے پر طاقت و توان کے لئے

مثال نے ہے مرا جب تلک کہ دم مین دم
فغان ہے میرے لئے اور مین فغان کے لئے

پوچھے مُلّا سے جسے کرنا ہو سجدہ سہو کا | سکیے گر ناپ بھلانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

کیا ہوا اے ذوق ہیں جوں مردمک ہم روسیاہ
لیکن آنکھوں میں سمانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

زباں پیدا کروں جوں آسیا سینے میں پیکاں سے
دہن کا ذکر کیا یاں سر ہی غائب ہے گریباں سے

اُڑائے خوب گچھّر تے نخل مجنوں نے زنداں سے
کہ ہر سو گل فشانی ہے شرارِ سنگ طفلاں سے

فلک کیا فتنہ سازی میں ہو ہمسر چشم فتاں سے
گرا تھا یہ بھی اشک سرمہ آلود اُسکی مژگاں سے

شرارے متصل نکلے یہاں تک سنگِ طفلاں سے
کہ چمکے ہے سرِ مجنوں پہ بجلی سنگ باراں سے

یہاں تک ناتواں ہم ہیں گذر جائیں اگر جاں سے
اُٹھائے سو رلاشے کو ہمارے دستِ مژگاں سے

اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے
کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوراں سے

پیشوائی کو بڑھے گر کشش دل آ گے | دوڑ سے مجنوں کی طرف ناقۂ محمل آ گے
جائے اس طرح جسے اُس کے پیچ کوچے میں دل اے ہم | دل سے ہم آگے کبھی ہم سے کبھی دل آ گے
گرچہ ہوں وادیٔ عنقا سے بہت لاکھوں کوس | لیک ہے گم شدگی کی ابھی منزل آ گے

سمجھا ناقص بھی غنیمت ہے اب اس وقت میں ذوق
کاملیت ہے کہاں ہو چکے کامل آ گے

جو خانہ ہستی میں ہے انسان کے لئے ہے | آراستہ یہ گھر اسی مہماں کے لیئے ہے

دیکھو خدا کے نام نے روشن کیا نشان ‏ دشمن ہمارے نام کو کیا کیا مٹا چکے
ہو معرکہ میں عشق کے قاضی نہ کیونکہ موت ‏ جھگڑا یہ وہ نہیں ہے کہ جو بے قضا چکے
اپنا ہی دل نہ پھیر سکے رخ سے یار کی ‏ سر اپنا خوب حضرت ناصح پھرا چکے

بنکا رو آج خوب چلو میکدے کو ذوق
چھوڑو کہیں وظیفہ مبت بڑبڑا چکے

چپکے چپکے غم کا کھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے ‏ جی ہی جی میں تلملانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
ذکر حسن شمع لانا کوئی ہمسے سیکھ جائے ‏ اُن کو در پردہ جلانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
جھوٹ موٹ افیون کھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے ‏ اُن کو کف لا کر ڈرانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
ابر تر آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھ جائے ‏ برق مضطر تلملانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
تیر و پیکان جتنے تھے دل سے دیئے ہمنے نکال ‏ اپنے ہاتھوں گھر لٹانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
دیکھکے قاتل کو بھر لائے خراش دل میں خون ‏ سچ تو ہے یوں مسکرانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
خط میں لکھوا کر اُنھیں بھیجا تو مطلع درد کا ‏ درد دل اپنا جتانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے ‏ دلکو قاتل کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
جب کہا مرتا ہوں وہ بولے مرا سر کاٹ کر ‏ جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
وان ہلے ابرو یہاں گردن پہ پھیری ہمنے تیغ ‏ بات کا ایما بھی پانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
سنکے آمد اُنکی از خود رفتہ ہو جاتے ہیں ہم ‏ پیشوا لینے کو جانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
ہم نے پہلے ہی کہا تھا تو کریگا ہمکو قتل ‏ تیوریوں کا تاڑ جانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اُس کو غیر ‏ کیا سکھائیگا سکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
لطف اُٹھانا ہے اگر منظور اُسکے ناز کا ‏ پہلے اُسکے ناز اُٹھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
کہدو قاصد سے کہ جائے کچھ بہانے سے وہاں ‏ گر نہیں آتا بہانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
زخم تو سیتے ہیں سب پر سوزن الماس سے ‏ چاک سینے کا سلانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

نہ ہووے اگر تجھ کو دم کا بھروسا
تو جو دم ہے غافل دمِ واپسیں ہے

وہ پہلو میں بیٹھے ہیں اور بدگمانی
لیے پھرتی مجھ کو کہیں کا کہیں ہے

ہنسی آتی ہے مجھ کو جب تیرے آگے
کوئی ماہِ کنعاں کو کہتا حسیں ہے

جو تم عرش سے دور بیٹھے تو بیٹھو
لگائے ہوئے میرا دل دوربیں ہے

نہیں وہ رہے ہم سے تم تھے جو پہلے
زمانہ کو تو کچھ تغیر نہیں ہے

وہی ہے زمانہ وہی رات دن ہیں
وہی آسمان اور وہی زمیں ہے

نہ کی آہ سوزِ غمِ دل پر اٹھائے
تجھے آفریں ذوق صد آفریں ہے

چھلا نہیں تو چھلے کا قول اے نگار دے
پر کچھ نشانی اپنی مجھے یادگار دے

تو چشم میں نہ سرمہ دنبالہ دار دے
مفتونِ چشم کو یوں ہیں ایک تیر مار دے

ہاتھ اپنا میرے ہاتھ میں کب وہ نگار دے
جو اپنے ہاتھ کا نہ مجھے پشت خار دے

ٹانکے نہ زخمِ دل میں ترا دلفگار دے
تو جب تلک نہ گیسوئے مشکیں کا تار دے

دشنام ہو کے وہ ترش ابرو ہزار دے
یاں وہ نشے نہیں جنہیں ترشی اتار دے

گلشن کو آب گر مژۂ اشکبار دے
بلبل بجائے بیضہ دُرِ آبدار دے

کیا خاک تجھ پہ جان کوئی جاں نثار دے
مٹی بھی جس کو تیرے نہ دل کا غبار دے

وہ زلف شکبار اگر ایک تار دے
پھر میں نہ لوں اگر کوئی مشک تتار دے

جولاں سمندِ ناز کو اے شہسوار دے
توسن نہ چشمِ ماہ میں میرا غبار دے

وہ ناتواں ہوں میں کہ نہ جنبش کروں کبھی
ہلنے اگر نہ مجھ کو دلِ بیقرار دے

عشق اس پری کا ہے وہ بلا جا لگے جان
یہ جن نہیں ہے جس کو سیانا اتار دے

ایسا نہ ہو کہ آتے ہی آتے جواب خط
قاصد جواب زندگی مستعار دے

غم یار کا رہے گا مرے ساتھ تا بہ حشر
سچ ہے کہ ساتھ یار کا کیونکر نہ یار دے

زلفین تری کافر ہیں دل سے مرے کیا کام
دل کعبہ ہے اور کعبہ مسلمان کے لیئے ہے

بیٹھا ہے سخنور جو گرفتار تفکر
زیبا یہ قفس مرغ خوش الحان کے لیئے ہے

مستون کے لیئے رحمت باری کے ہین آثار
زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیے ہے

اپنون سے نہ دل اپنے ہین سب اپنے لئے دشمن
ہر نے مین بھری آگ نیستان کے لیئے ہے

مین کس کی نگاہ ہونگا ہون وحشی کہ مری خاک
اک کحل بصر چشم غزالان کے لیئے ہے

کچھ میرے نصیبون سے زیادہ جو سیاہی
باقی ہے تو میری شب ہجران کے لیئے ہے

عاشق کا جنون طرفہ تماشا ہے کہ ہر بات
گویا سبق اطفال دبستان کے لیئے ہے

وہ زلف سے چھٹکی کیون دام ہے دل پر
یہ صید کسی نخچیر مژگان کے لیئے ہے

دل بھی ہے مرا جان ترے مشق ستم کی
جو تیر ترے آہ پہ تو وہ طوفان کے لیئے ہے

دل قید تعلق سے نکل سکتا نہین ذوق
کیا در نہین اس خانۂ زندان کے لیئے ہے

چھنی تو نے افشان جو اے مہ جبین ہے
ستارون مین کیا کیا چنان و چنین ہے

نہ پوچھو کہ دل شاد ہے یا حزین ہے
خبر بھی نہین ہان کہ ہے یا نہین ہے

یہی گر تری چشم سحر آفرین ہے
تو دل ہے نہ جان ہے نہ ایمان نہ دین ہے

صنم میرے دل کو خدائی کا تیری
یقین ہے یقین بلکہ عین الیقین ہے

ہر اک چاند دیکھے ہے اُنتیسوین کا
نہان ناتوان بین و باریک بین ہے

گرے اشک اور آہ پہنچی فلک پر
مرا عشق کم خرج و بالا نشین ہے

تغافل سے فرصت نہین وان نظر کو
یہان منتظر لب پہ جان حزین ہے

پڑے تفرقے یہ جدائی سے تیری
کہ مین ہون کہین دل کہین جان کہین ہے

شب غم مین دمساز و دلسوز اپنا
دم سرد ہے نالۂ آتشین ہے

ہنسی ہے جو کچھ تجھ سے آمیز اُن کی
تو موج تبسم بھی چین جبین ہے

کیا پختہ مزاجون کو مسخر تو نے دنیا مین
یہ تیرا خوب جادو اے خیال خام چلتا ہے

عجب شطرنج گردون ہے کہ جسمین اپنے گھوڑے کو
نئے منصوبہ سے روز ابلق ایام چلتا ہے

کہو صیاد سے گر ذبح کرنا ہے تو جلدی کر
ابھی کچھ دم مرے سینے مین زیر دام چلتا ہے

ارادہ گر کرے ناقص علو جاہ کامل کا
تو یہ جانو کہ نابینا کنار بام چلتا ہے

خرد نے راز عالم کچھ نہ پایا **ذوق** اگر پایا
کہ بے آغاز آیا اور بے انجام چلتا ہے

پھولا نہین سماتا جو گل پیرہن مین ہے
آتا یہ کس بھروسے پہ ہنستا چمن مین ہے

سہ مین کہان جو تاب رخ سیم تن مین ہے
پردہ سا عنکبوت کا سقف کہن مین ہے

دم کو نہین ہے سینہ مین آرام ایک دم
یہ وہ غریب ہے کہ مسافر وطن مین ہے

حرف آئے مجھپہ دیکھئے کس کس کے نام سے
اس درد سے عقیق کا دل خون یمن مین ہے

وہ دل کہ لا نہ سکتا تھا چین جبین کی تاب
زیر شکنجہ زلف شکن در شکن مین ہے

یاد آتا ہے جو آب دم تیغ کا مزا
بھر آتا میرے زخم کے پانی دہن مین ہے

ہین روزن دہن مین جو کژدم لیئے ہوئے
یہان کام انکا نیش زنی ہر سخن مین ہے

دکھلا دو پشت لب پہ تم اپنی ذرا بلاق
دیکھین سہیل کیونکہ چمکتا یمن مین ہے

ہوش و خرد کو دیکھ لیا دور سر مین **ذوق**
آرام کو بھی دیکھ کہ دیوانہ پن مین ہے

یہان کے آنیکا مقرر قاصدا وہ دن کرے
جو تو مانگے گا وہی دیگا خدا وہ دن کرے

کون سی شب آئیگا وہ مہ منجم سے کہو
میرے سعد و نحس کا معلوم تا وہ دن کرے

تو کرے قربان ہمین جسدن ہمارے واسطے
عید قربان سے شرف پیدا سوا وہ دن کرے

جب کہا قاصد نے دن وعدہ کا آیا تو کہا
اس سے کہدو یون ہی محشر تک گنا وہ دن کرے

تیغ قاتل سے رہے جو قتل کے دن بے نصیب
عید کے دن کو نہ کیون عاشورا وہ دن کرے

کرتا ہے یون فغان دل امیدوار وصل
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے

مین ہون وہ گل کہ پہنچون نہ گلبن سے خاک تک
جنبش اگر نہ مجھ کو نسیم بہار دے

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گذار یا اسے رو کر گذار دے

مین ہون وہ زندہ دل کہ مری جان بیقرار
برق جہان کو آتش مردہ قرار دے

لے دام داغ دل سے مرے سوزش تمام
وعدہ پہ روز حشر کے پر کون اودھار دے

سنے ہم سے نہ پاس مروت نہ منصفی
پھر جان کس امید پہ یہ جان نثار دے

ہو گرمی وفا سے شگفتہ نہ گل کا دل
جان اس پہ اپنی بلبل شیدا ہزار دے

بے فیض چشمہ آب مصفا کا ہے تو کیا
مانگون تو ایک قطرہ نہ آئینہ وار دے

جانباز عشق جان تلک اپنی کھیل جائے
لیکن قمار عشق مین ہمت نہ ہار دے

جون شمع مردہ کشتہ زلف سیاہ کو
گر دے کفن تو دامن شبہائے تار دے

چھوڑے کمان چرخ نہ تیر اپنا چھوڑتا
یہ آہ تیر ناک مین اس کی ہزار دے

عاشق نہ ہٹے انجم گردون سے اپنے اشک
کیون کوڑیون کے مول دُر شاہوار دے

پٹھے سے سیکھے شیوہ مردانگی کوئی
جب قصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے

اس جبر پر تو **ذوق** بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

فلک تو ٹیڑھی ہی کی صبح سے تا شام چلتا ہے
مگر سیدھی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہے

ارے جادو نگاہ مین صیاد دم گلشن کے چلنے کا
رہے سینے مین دم جبتک بزیر دام چلتا ہے

ہمیشہ دور عشرت ہے جو تم ہو اہل کیفیت
کہ مہر و ماہ سے دن رات یان اک جام چلتا ہے

چلا پہلو سے اٹھ کر جبکہ وہ آرام جان و دل
کہا آرام نے ہم سے کہ لو آرام چلتا ہے

ترا تیر نگہ بیک قضا سے کم نہین قاتل
جدھر چلتا ہے بن کر موت کا پیغام چلتا ہے

سمند وحشت اپنا شاخ گل کے تازیانہ سے
جنون کی شاہراہون مین سدا شہ گام چلتا ہے

لائے جو مست ہیں تربت پہ گلابی آنکھیں
اور اگر کچھ نہیں دو پھول تو دھر جائینگے

پہونچینگے رہگذر یار تلک کیونکر ہم
پہلے جب تک نہ دو عالم سے گذر جائینگے

آگ دوزخ کی بھی ہو جائیگی پانی پانی
جب یہ عاصی عرقِ شرم سے تر جائینگے

ہم نہیں وہ جو کریں خون کا دعویٰ تجھ سے
بلکہ پوچھے گا خدا بھی تو مکر جائینگے

رخِ روشن سے نقاب اپنے اُلٹ دیکھو تم
مہر و مہ نظروں سے یاروں کے اُتر جائینگے

شعلۂ آہ کو بجلی کی طرح چمکاؤں
پر مجھی ڈر ہے کہ وہ دیکھ کے ڈر جائینگے

ہم بھی دیکھینگے کوئی اہلِ نظر ہے کہ نہیں
یہاں سے جب ہم روشِ تیرِ نظر جائینگے

ذوق جو مدرسہ کے بگڑے ہوئے ہیں مُلّا
اُن کو میخانہ میں لے آؤ سنور جائینگے

دل بچے کیونکر بتوں کی چشمِ شوخ و شنگ سے
اپنا گھر تو سو بچتا ہے سیکڑوں فرسنگ سے

اے تغافل کیش جلدی آ کہ تو واقف نہیں
اس دلِ بیتاب و جانِ مضطرب کے ڈھنگ سے

بل بے باریکی کہ گویا ہر ترا تارِ سخن
جنتری میں کھچ کے نکلے ہے دہانِ تنگ سے

ایک بھی نکلے نہ میری سی صدائے دلخراش
خون اگر ٹپکے نوائے مرغِ خوش آہنگ سے

چھپ کے بیٹھیگا کہاں تو ہم سے اے رنگیں ادا
ہوگا تو جس رنگ میں ملجائینگے اُس رنگ سے

جوشِ گریہ سے رہی برسات برسوں پر کبھی
اُسکی تیغِ تیز آلودہ نہ دیکھی زنگ سے

پہلے یہ نیت وضو کی ہے نمازِ عشق میں
دل سے کہہ دیجئے اے دل ہو ہاتھ نام و ننگ سے

میرے رونیکے اثر سے ہو گئے پتھر بھی آب
جھڑتے ہیں جابجا شرر ہا نکلے قطرہ سنگ سے

ذوق زیبا ہے جو ہو الشِ سعید شیخ پر
وسمہ آبِ بنگ سے سعدی سے گلرنگ سے

کوئی ان تنگ دہانوں سے محبت نہ کرے
اور یہ تنگ کریں منہ تو شکایت نہ کرے

ہے جراحت کا مری سودۂ الماس علاج
فائدہ اسکو کبھی سنگِ جراحت نہ کرے

دن قیامت کا نوٹ پڑے پیرا ہونا عمل
ہائے اتنا ہے کہ امکان کیا وفا وہ دن کرے

نیک و بد سب دن خدا کے ہین لکھی جس دن کی ہو
کچھ کرو لیکن فرامش کیا قضا وہ دن کرے

لاش دفنا کر مری جمعات تا کل سوچ مین
یعنی میری فاتحہ کا کونسا وہ دن کرے

ذوق کہتا تھا کہ دونگا جمعہ کو حسب کا عمل
کوئی اسکو جا کے تبلا دے جو وہ دن کرے

کوئی کمر کو تری ہو اثر کمر تو کہے
کہ آدمی جو کہے بات سوچ کر تو کہے

مری حقیقت پر درد کو کوئی اس سے
یہ آہ و نالہ نہ کہوے یہ چشم تر تو کہے

یہ آرزو ہے جہنم کو بھی کہ آتش عشق
مجھے نہ شعلہ گر بنا کہے شرر تو کہے

بقدر مایہ نہین گر بزرگ کا رتبہ و نام
بھلا حباب کو دیکھیں کوئی گہر تو کہے

جو چپ لگا کے نہ بیٹھے تو کیا کرے ناصح
کہ جانتا ہے کہے کا ہو کچھ اثر تو کہے

جل اٹھے شمع کے مانند قصہ خوان کی بان
ہمارا قصۂ پر سوز لحظہ بھر تو کہے

شہید عشق کا ہر قطرۂ خون انا الحق ہے
کہے بحق کوئی منصور اسقدر تو کہے

مجال کیا کہ ترے آگے فتنہ دم مارے
کہیگا اور تو کیا پہلے الحذر تو کہے

بھرے گا بار محبت کی کیا فلک حامی
یہ حوصلہ کوئی رکھے بجز بشر تو کہے

بلا سے ہو وے مرا مرغ نامہ بر بہو مرا
کہ اسکو دیکھ کے وہ منھ سے خوش خبر تو کہے

سرشک چشم مرے ہین کہ ہو گئے موزون
مری طرح سے کوئی ذوق شعر تر تو کہے

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہین کہ مر جائین گے
مر گئے پر نہ لگا جی تو کدھر جائین گے

سامنے چشم گہربار کے کہدو دریا
چڑھ کے گر آئے تو نظرون سے اتر جائین گے

تم نے ٹھہرائی اگر غیر کے گھر جانے کی
تو ارادے یہان پھر اور ٹھہر جائین گے

خالی اے چارہ گرو ہونگے بہت مرہمدان
پر مرے زخم نہین ایسے کہ بھر جائین گے

جسدن سے ہوا عشق مرے درپئے تعلیم
ہر خار بیابان قلم مشق جنون ہے

مرجاؤن مگر رازِ محبت نہ جتاؤن
کیسا ہی اگر درد ہو دلمین نہ کہون ہے

بیتابی دل لفظون مین کیا آئے کہ ہر حرف
دکھلا رہا گا ہے حرکت گاہ سکون ہے

بیتابی دل کا کوئی مضمون جو ہوا نظم
ہر حرف پہ میرے حرکت جا سکون ہے

تلخی بہ حسرت کو بہون کیون نہ مزے سے
میری یہی تبرید تپ سوزِ درون ہے

ہے وصل مین غم ہجر کا اور ہجر بلا ہے
آرام محبت مین ہمین یون ہے نہ وون ہے

آلودۂ اظہار نہ ہو راز محبت
دم ہونٹون پہ آجائے مگر مین نہ کہون ہے

کھو آپ کو گر ڈھونڈھتا ہے عشق کی منزل
گم گشتگی اس رہ مین تری راہ نمون ہے

ہاروت سے وان لاکھون ہین شاگرد کہ جسکا
وہ چشم فسونگر سبق آموز فسون ہے

کیون حالِ زبون اپنا بیان کرتا ہے اُسنے
اے ذوق ترے واسطے یہ سخت زبون ہے

کرے ہے کام تیغ یار کس کس آبداری سے
دکھاتی اپنی گلکاری ہے کیا کیا زخمکاری سے

زبان کھولین گے مجھ پر جو زبان کیا بدشعاری سے
کہ مین نے خاک بھر دی اُنکے منھ مین خاکساری سے

گذرتی ہے مزہ مین زندگی غفلت شعاری سے
مرے نزدیک بیہوشی ہے بہتر ہوشیاری سے

نہوتا گر وہ شوخ خودنما سرگرم آرائش
اُٹھاتا ہاتھ خورشید فلک آئینہ داری سے

رواں ہے شمع کے اشکون مین چربی خاک گھل گھل کر
بہا جاتا ہے دل خون ہوکے اپنا اشکباری سے

خبر کیا پوچھتے ہو اپنے بیمار محبت کی
کہ نوبت دم شماری کی تھی شب اختر شماری سے

جو پوچھے زاہد خشک اپنی دارو کہدو پی لے
اگر پرہیز کو پوچھے کہو پرہیزگاری سے

قفس کو لے اُڑین صیاد اسیر مضطرب تیرے
خبر گل کی اگر اُڑتی سنین بادِ بہاری سے

کبھی گر سر اُٹھا اپنا تو جون اشک سر مژگان
زمین کو جا لگا سر جھک کے اپنا شرمساری سے

اُٹھائے جاؤن کبتک داغ کاش اُنکے عوض ہوتے
مری چھاتی پہ پتھر سنگدل دو چار بھاری سے

عشق کے داغ کو دل مہر نبوت سمجھا | ڈرے کافر کہین دعوائے نبوت نکرے
ہر قدم پر ہے اشکون سے روان ہین دریا | کیا کرے جادہ اگر ترک رفاقت نکرے
آج تک خون سے ہے تر یہ زبان خنجر | پر کرے کیا جو طلب کوئی شہادت نکرے
ملتب صبح ازل کا ہے خلیفہ انسان | پھر کرے کون اگر یہ ہی خلافت نکرے
بن جلے شمع کے پروانہ نہین جل سکتا | کیا کرے عشق اگر حسن ہی سبقت نکرے

پھر چلا مقتل عشاق کو قاتل اے ذوق
سر یہ برپا کہین کشتون کے قیامت نکرے

کہتے ہین جھوٹ سب کہ نہین پانون چھوٹ کے | چھوٹے تو بیٹھے بھی نہین پانون ٹوٹ کے
چلتا ہو ذوق قید سے ہستی کے چھوٹ کے | یہ قید مار ڈالے گی دم گھوٹ گھوٹ کے
ڈھالا جو تجکو حسن کے سانچے مین اے صنم | آنکھون کی جا بھر دیئے موتی سے کوٹ کے
بیدرد سینہ کوٹنا خالی نہین مر | دلمین بھرا ہے درد مرے کوٹ کوٹ کے
کیونکر حباب ہو سکے دریائے بیکران | دریا سے جب تلک نہ ملے ٹوٹ پھوٹ کے

اُس شمع رو سے رات کو رخصت ہوئے جو ذوق
روئے ہین دل کے آبلے کیا پھوٹ پھوٹ کے

ہر دم دل خون گشتہ مین اک جوش فزون ہے | جو آہ ہے سینہ مین سو فوارۂ خون ہے
دنیا کی ہے رفعت کا سبب پستی ہمت | گردون کو ہے اوج اس زمانہ مین کہ دون ہے
پھر جاتی ہے سینہ کو مری آہ بھی اُلٹی | قسمت ہے جو برگشتہ ہوئی بخت نگون ہے
مین درد سے ہون عشق کے بیٹھا ہوا لبریز | پر دل یہی کہتا ہے کہ ہرگز نہ کہون ہے
اک غمزہ تری چشم فسون کار کا کافر | سو چشم پری کو سبق آموز فسون ہے
دل کر لے اس کوچہ کا جب قصد تو لیتا | طائر کے عوض رنگ پریدہ سے شگون ہے
قایم ہے بنا درد کی فریاد سے میری | جو نالہ ہے ایوان محبت کا ستون ہے

ہائے محتاج ہوا مرہم زنگار کا تو
زخم دل زہر بجھے ہنسنا ترا ملتا ہے

آب خنجر ہے جو زہرآب وفاداروں کو
ملک رحمت ہے وفا پانی درا لگتا ہے

قد مجنوں ترے پھولوں کی چھڑی ہے لیلی
جب ذرا جھکتا ہے سر پانوں سے جا لگتا ہے

زر و زاہد ہے تو کیا کھوٹ ابھی ہے دلمیں
ذوق اس زر کو کسوٹی پہ کسا لگتا ہے

اڑائی طرز نالہ کی بھی اکدم تیر سحرون سے
سوا تنک دیکھ لے منقار طوطی سرخ ہے خون سے

نہ شب آنکھوں میں خواب آیا خیال خال شگوں سے
رہے بیدار ساری رات ہم اس حب افیون سے

یہ دنیا ہے وہ خمخانہ کہ جسمیں دور گردوں نے
کئی حکمت کیے کتنے ہی خم خاک فلاطون سے

اثر ہو نالۂ پر درد کا اتنا تو اے بلبل
کہ ٹپکے جائے شبنم اشک انجم چشم گردوں سے

شہید چشم میگوں ہوں کہو تربت پہ سب میکش
کریں آکر چراغاں ساغر صہبائے گلگوں سے

ترے مجنوں کے تن پر لاغری کا قطع ہے جامہ
بناتا پیرہن ہے ایک برگ بید مجنوں سے

خدا جانے ہوئے بخت اپنے واژوں اسکی زلفوں سے
ویا زلفیں ہیں اسکی واژگوں مجھ بخت واژوں سے

اڑائیں یوں جادو گر بلا سے ہم نہیں ڈرتے
ہے اپنا دم ہوا ہوتا تری چشم پرافسوں سے

اسی باغ سخن میں ذوق جی اپنا بہلتا ہے
جہاں بو عشق کی آتی ہے کچھ گلہائے مضموں سے

نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

ترا زبان سے ملانا زبان جو یاد آیا
نہ ہائے ہائے میں تالو سے پھر زبان لگی

کسی کے دلکا سنو حال دل لگا کر تم
جو ہووے دلکو تمھارے بھی مہربان لگی

تو وہ ہلال جبیں ہے کہ تارے بن بن کر
رہے ہے تیری طرف چشم یک جہان لگی

خدا کرے کہے تجھ سے یہ کچھ خدا لگتی
کہ زلف اے بت بدکیش تیرے کان لگی

اڑائی حرص نے آکر جہاں میں سب کی خاک
نہیں ہے کس کو ہوا زیر آسمان لگی

لگی تھی گر زمین کو پیٹھ تیرے تفتہ جانون کی
تو مثلِ نے اُٹھ جلتے دہن بھر بیقراری سے

نہین آتا نہ آئے رحم اے **ذوق** اُس ستمگر کو
بلا سے خوش تو ہو جاتا ہے میری آہ و زاری سے

یار بیٹھنے حال پر ہم دلفگارون کے لگے
کاش کے ایسے ہی یارب انکو یارونکے لگے

اور بھی ہمکا سمند وحشت اپنا دشت مین
تیز جون ہمیز نشتر جب کہ خارونکے لگے

کس کی کفش پا پہ دیکھے ہین ستارے اے فلک
رہتے ہین دیدے زمین کو جو ستارونکے لگے

بزم مین گر وہ اُلٹ دے روئے روشن سے نقاب
چھوٹنے مہتاب منہ پر ماہ پارونکے لگے

اس طرح دیپے دونکے ہین ترے چشم و نگاہ
جون شکار افگن پھرین پیچھے شکارونکے لگے

سر زمین باغ الفت مین ترے اے فتنہ گر
نخل قامت جب ترے سینہ فگارونکے لگے

شہنیان تیرونکی کلین پھولے سوفارونکے گل
خنجرونکے برگ نکلے پھل کٹارونکے لگے

ہو اگر گرم فغان مرغ چمن میری طرح
آگ دم مین آشیانونکو ہزارونکے لگے

آئے ہم اُس بزم مین اکدم سو اُسپر سیکڑون
تیغ طعنون کے لگے خنجر اشارونکے لگے

اے خدنگ یار مرہم جائین غیرت سے نہ کیون
مرہم اگر زخم پر سینہ فگارون کے لگے

**ذوق** صحرائے جنون مین ہوگیا ہے گردباد
توسنِ وحشت کو ہین مہمیز خارون کے لگے

باغِ عالم مین جہان نخل حنا لگتا ہے
دل پر خون کا وہان ہاتھ پتا لگتا ہے

کیا تڑپتا دل بسمل کا بھلا لگتا ہے
جب اُچھلتا ہے ترے سینہ سے جا لگتا ہے

دل کہان سیر تماشے پہ مرا لگتا ہے
دل کے لگ جانے سے جینا بھی بُرا لگتا ہے

جو حوادث سے زمانہ کے گرا کب اُٹھا
نخل آندھی کا کہین اُکھڑا ہوا لگتا ہے

دل لگے کا ہے مزا یہ کہ گزک مین اپنے
سب کبابون سے نمک تجھکو سوا لگتا ہے

شب ہجر مین لگتی ہے زبان تالو سے
اور نہ پہلو مرا بستر سے ذرا لگتا ہے

ملنا ہمارا اُن کا تو کب جائے جائے ہے
جو اُس گلی مین مثل صبا آئے جائے ہے

کہتے ہین لوگ موت تو سب جا ہے جائے ہے
البتہ آدمی سو کبھی آئے جائے ہے

ٹوٹا ہے کس پتنگ کا بازو کہ شمع بزم
فردوس مین کب اُسکو تمنائے جائے ہے

لکھوا کے بھیج دیتا ہے ایک پرچہ گاہ گاہ
پر میرے پاس سے بھی کوئی کھائے جائے ہے

ابر مژہ برس کے اگر کھل گیا تو کیا
یون روغن اشک گرم سے ٹپکائے جائے ہے

فوارہ سے بجا ہے تواضع کا سیکھنا
دل کو ذرا ذرا مرے پر جائے جائے ہے

کیا حال جسم زار کہون سوز عشق سے
نالہ تو وہ ہی آگ سی برسائے جائے ہے

مضمون اضطراب کا ہے یہ بھی اک اثر
اس سرکشی پہ سر کو وہ ہنوڑائے جائے ہے

تابوت تیرے کشتہ کو بس سے کم نہین
ایک بال ہے کہ آگ پہ بل کھائے جائے ہے

سو کوس کیا نہ جا سکے مجنون تو دو قدم
وہ مرغ نامہ بر کو جو پھڑ کائے جائے ہے

کیا پانوٗن اپنے چین سے پھیلائے جائے ہے
پر شوق مدعا ہے کہ دوڑائے جائے ہے

جبتک کہ جان تن سے نکل جائیگی نہ ذوق
دل مین جو درد ہے سو کوئی ہائے جائے ہے

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے
پر کیا کرین جو کام نہ بے دل لگی چلے

کم ہونگے اس بساط پہ ہم جیسے بد قمار
جو چال ہم چلے وہ نہایت بری چلے

ہو عمر خضر بھی تو کہین گے بوقت مرگ
ہم کیا رہے یہان ابھی آئے ابھی چلے

لیلےٰ کا ناقہ دشت مین دکھلاتا ذوق
سن کر فغان قیس بجائے حدی چلے

نازان نہو خرد پہ جو ہونا ہو وہ ہی ہو
دانش تری نہ کچھ مری دانشوری چلے

دنیا نے کس کا راہ فنا مین دیا ہے ساتھ
تم بھی چلے چلو یونہین جبتک چلی چلے

جاتے ہوائے شوق مین ہین اس چمن سے ذوق
اپنی بلا سے باد صبا اب کبھی چلے

تمھارے ہاتھون ہمارے دل نگارین آہ
سنان و خنجر و پیکان کی ہے دکان لگی

کسی کی کاوش مژگان سے آج ساری رات
نہین پلک سے پلک میری ایک آن لگی

تباہ بحر جہان مین تھی اپنی کشتی عمر
سو ٹوٹ پھوٹ کے بارے کنارے آن لگی

خدنگ یار کو کس طرح کھینچ لون دل سے
کہ اُسکے ساتھ ہے اے ذوق تیر جان لگی

وہ ہون مین پر معاصی سوختہ سوز ندامت سے
حذر دوزخ کرے جسکے شرار سنگ تربت سے

وہی ہے ایک سب مین دیکھ لو چشم حقیقت سے
بنا واحد کی کیون توڑیگا ملا جمع کثرت سے

نہ سوکھے دامن تر ذرہ میرا او رجون اختر
روان ہون اشک خجلت چشم خورشید قیامت سے

دم تکبیر اُٹھالے دو جہان سے ہاتھ یکبارہی
نماز عشق کی ہمنے ادا کس حسن نیت سے

اگر پوچھے کوئی مجھسے کہ کیون دوست ہے نادان سے
تو مین کہدون محبت سے محبت ہے محبت سے

بدلے شوکت دنیا نہ جو عار دین زاہد
سمجھیو شوکت العقبیٰ کو بہتر ایسی شوکت سے

نمک ہو مشک ہو یا سودۂ الماس تم چھڑکو
جراحت کو مرے کیا کام ہے سنگ جراحت سے

پڑھو تم فاتحہ گر آکے مرقد پر شہیدون کے
تو یاس اُٹھکر اشارہ کرے انگشت شہادت سے

حریصونکو نہین جا وسعت آباد قناعت مین
جو کھینچے ہاتھ کو وہ پانون پھیلائے فراغت سے

الف کو تیری قامت کے کیا اُستاد قدرت نے
مزین صفحہ ہستی پہ رعنائی کے خلعت سے

لب ہر زخم میرا ہے ہلال عید سے خوشتر
مجھے زخمی کیا ہے کسنے ابرو کی اشارت سے

بہت اچھا کیا مجکو کیا گر قتل قاتل نے
کہ ہوویگا نہ عاشق اب کوئی اور اُسپہ عبرت سے

علاج زخم حسرت ہے مرا تیزاب تیغ اُسکا
نہین سنگ فسان کچھ کم مجھے سنگ جراحت سے

اگر آرائش ظاہر ہو بد باطن کو کیا حاصل
بھلا باطن مین رتبہ کیا ہے اسکو نیک طینت سے

ہوئی حرفون مین گو یک نقطہ رحمت سے سوا زحمت
عدد مین ہے مگر رحمت زیادہ ہوتی زحمت سے

زبان ریختہ کردی زبان اہل ولایت کی
محبت ذوق کو ازبسکہ ہے شاہ ولایت سے

مین کیا کرون اظہار غم بے بار غم پر بار غم
دن رات اک انبار غم میرے دل غمگین پہ ہے

صیقل نہ ہو گر تیغ پر جوہر یہ ہو کس کو نظر
اے ذوق یہان قدر ہنر آرائش و تزئین پہ ہے

اگر ہوتے ہو تم برہم ابھی سے | تو پھر ہوتے ہین رخصت ہم ابھی سے
لگے کیون تم پہ مرنے ہم ابھی سے | لگا یا جی کو اپنے غم ابھی سے
دلا ربط اُس سے رکھنا کم ابھی سے | جتا دیتے ہین تم کو ہم ابھی سے
ترے بیمار غم کے ہین جو غمخوار | برستا اُن پہ ہے ماتم ابھی سے
غضب آیا ہلین گر اُسکی مژگان | صفین یارون کی ہین برہم ابھی سے
نہین ہے دیر گر جانے مین اُن کے | نہین اپنے بھی دم مین دم ابھی سے
بہے آنسو تو دامن کیا کہین گے | ہوئی ہے آستین پر نم ابھی سے
مرے لاشہ پہ بھی اُس بدگمان نے | کہا کیون جی چرایا دم ابھی سے
تمھارا مجھ کو پاس آبرو تھا | وگرنہ اشک جاتے تھم ابھی سے
لگے سیسہ پلانے مجھ کو آنسو | کہ ہو بنیاد غم محکم ابھی سے
وہ شاید منہ کھلے پر جائینگے آج | کہ چھایا دل پہ ابر غم ابھی سے
نکلتے ہی دم اُٹھواتے ہین مجھ کو | ہوے بیزار کیون ہمدم ابھی سے
ابھی دل پر جراحت سو نہ دو سو | لے آئے دوستو مرہم ابھی سے
کیا ہے وعدۂ دیدار کس نے | کہ ہے مشتاق اک عالم ابھی سے

موا جانا مجھے عزیزون نے اے ذوق
کہ پھرتے ہین خوش و خرم ابھی سے

حالت نشہ مین دیکھنا اس بیحجاب کی | ہر ناز سے ٹپکتی ہے مستی شراب کی

لیا ایمان و دین تو نے اگرچہ اک زمانے سے — نہین اسیر بھی اے ظالم ترا ایمان ٹھکانے سے

ستمگر تو نے روکا سب کو تیرے پاس آنے سے — اجل بھی اب یہان آئے تو آئے کچھ بہانے سے

ڈھلین گے شمع کے سانچے مین گذرے سر پہ جو گذرے — بہین گے آنسو وہین اُنکے آگے اس بہانے سے

پڑے تسبیح زاہد پر نگاہ مست اگر تیری — تو ٹپکے بادۂ انگور اُسکے دانے دانے سے

تمھاری زلف کے کوچے مین پھرتا ہے جو دیوانہ — بتا لینا ہو گر دلکا تو لینا اپنے شانے سے

کہان جاؤنگا مین کر ڈالے بے بال و پر ہوں مین — قفس صیاد کا بہتر ہے مجکو آشیانے سے

نہ کیجو خوانِ دون ہمت پہ ہاتھ اے ذوق آلودہ
کہ یہ کھانا مرے آگے ہے بدتر زہر کھانے سے

جانِ عشق لب جان بخش پر دل غش خط مشکین پہ ہے
عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ ہے

دے سین کی صورت دکھا تو ہنس کے دانت اپنے ذرا
یاسین کیا پڑھوا رہا قاتل مرے بالین پہ ہے

بلبل کا دل ہے خون فشان ہین عشق کی نیرنگیان
سرخی رنگ گل کہان یہ دامن گلچین پہ ہے

حرف زبانی ہو کہ خط قول اُنکا سچ ہو یا غلط
میری تو اب تسکین فقط اے دل تری تسکین پہ ہے

ہے خوشۂ انگور یا کرتا ہے دل پر آبلہ
صد خندۂ دندان نما شب خوشۂ پروین پہ ہے

دو جام مے بھر کر چڑھا پھر دیکھ کیفیت ہے کیا
یہ خوب عینک حق نما چشم حقیقت بین پہ ہے

ہو کوہ کے چشمو لنے وہان پانی نہ کیون شیرین روان — دی جان شیرین کھو جہان فرہاد نے شیرین پہ ہے

کس کے موشانہ میں اے دست ہوس ٹوٹ گئے
تیرہ بختوں کے جو یاں تارِ نفس ٹوٹ گئے

رات جو شیشہ مے تجھ سے عسس ٹوٹ گئے
ہے نہ گنبدِ مینا کے کلس ٹوٹ گئے

دیدۂ آبلۂ پا پہ ہے مژگان پیدا
پاؤں میں چبھ کے مرے خار بس ٹوٹ گئے

ساقیا بادہ کشی میں کئی ساری برسات
عہد و پیمان مرے سب اگلی برس ٹوٹ گئے

یاد آیا جو اسیرانِ قفس کو گلزار
مضطرب ہوئے یہ تڑپے کہ قفس ٹوٹ گئے

رونگٹے یار کے پشتِ لبِ شیریں پہ نہیں
شہد پر بیٹھ کے ہیں پائے مگس ٹوٹ گئے

نو گرفتارِ قفس گر یونہیں تڑپے صیاد
کوئی دم میں یہ سمجھنا کہ قفس ٹوٹ گئے

ذوق ہم ہو گئے گم ایسی ہوئی گم آواز
آج کیا قافلہ کے سارے جرس ٹوٹ گئے

ہم اول ہی سے خود کو نابود سمجھے
کہ بانگ ولادت کو مولود سمجھے

ہوا نالہ سب درد آلود سمجھے
کہ تھے عشق حلوائے بے دود سمجھے

تری مانگ کی تیغ کا ہو جو زخمی
وہ بے زخم دل کو نمک سود سمجھے

خدا کی خدائی اگر آگے آئے
وہ کافر کسی کو نہ موجود سمجھے

جو کچھ آپ کو دل میں سمجھا وہ کافر
نہ فرعون سمجھے نہ نمرود سمجھے

ہمارا جو دل ہو گیا موم اُن پر
ہم الفت کو اعجازِ داؤد سمجھے

کیا دل کا بازارِ الفت میں سودا
زیاں کو ہم اے ذوق یاں سود سمجھے

خط بڑھا کاکل بڑھے زلفیں بڑھیں گیسو بڑھے
حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے

تیرے جلوہ سے چمن میں رونق اے گلرو بڑھے
شاخ گلبن میں نہ پیچے گل گل میں رنگ و بو بڑھے

بعد رنجش کے گلے ملتے ہوئے رکتا ہے جی
اب مناسب ہے یہی کچھ میں بڑھوں کچھ تو بڑھے

ہاتھ ملنے کو جو مجنوں سے بڑھا لئے دشت میں
ضعف سے مدت میں جوں شاخِ سر آہو بڑھے

کوچہ مین آ پڑے تھے تب خاک ہو کے ہم
یان تو صبا نے اور بھی مٹی خراب کی

قاصد جواب جان مری لے چلی مجھے
پر منتظر ہے آنکھون مین خط کے جواب کی

نکلے ہو میکدہ سے ابھی منہ چھپا کے تم
دابے ہوئے بغل مین صراحی شراب کی

اے ذوق بس نہ آپ کو صوفی جتایئے
معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی

قفل صد خانۂ دل آیا جو تو ٹوٹ گئے
جو طلسمات نہ ٹوٹے تھے کبھو ٹوٹ گئے

خارِ غم دل سے کسی طرح نہ نکلا اے عشق
ہو کے ناخن کئی سینہ مین فرو ٹوٹ گئے

چارہ گر سوزن تقدیر مین جیدا دہین تار
جیب کے تار جو ہو ہو کے رفو ٹوٹ گئے

سیکڑون کاسۂ سر دہر مین مانند حباب
کبھو اے چرخ بنے تجھ سے کبھو ٹوٹ گئے

تو جو اٹھتا ہے کہ دے غیر کو بھی ساغر مے
ہاتھ کیا اُسکے ہین اے عربدہ جو ٹوٹ گئے

دختر رز نے وہ انداز دکھائے سر بزم
رات یارون کے وہان غسل و وضو ٹوٹ گئے

کیونکہ بن کشتی کے کیجئے سیر دریا
میکشو زیر بغل ابتو کدو ٹوٹ گئے

دیکھکر سرمہ کی تحریر تری آنکھون مین
ہین سنم خانون مین زنار گلو ٹوٹ گئے

تیرے ہاتھون مین برنگ گل بازی آخر
بند بند اپنے ہین اے عربدہ جو ٹوٹ گئے

چشم مخمور کے اک جام مین سب یارون کے
رات سررشتۂ اعمال نکو ٹوٹ گئے

تیر کھینچے بھی اگر چارہ گرون نے دل سے
تو کبھو چھوٹ گئے اور کبھو ٹوٹ گئے

کیا بیان تم سے کرون زور شکست دل کا
کہ مری خاک سے بن بن کے سبو ٹوٹ گئے

مژہ تر پہ اسنڈ کر جو شب آئے آنسو
شدت گریہ سے مو بر سر مو ٹوٹ گئے

جذب عشق اپنا ہے کب چھوڑتا تیرو نکو ترے
کھینچے بھی دل سے جو سوفار کبھو ٹوٹ گئے

گلشن عشق سے کیا بار ور اللہ اللہ
یہ ثمر لائے کہ سرو لب جو ٹوٹ گئے

کہہ بہ تبدیل قوافی غزل اک اور بھی ذوق
دیکھین کس طرح سے جھلاتا ہے تو ٹوٹ گئے

ہنگام بوسہ گرم جو وہ اک ذری ہوئے — سکر تو تھے پسینہ سے شکر تری ہوئے
ثبت اس بیاض چشم مین ہین خط سرمہ سے — جو انتخاب نسخۂ افسون گری ہوئے
دکھلائے ہم نے ٹیکے جو دامن پہ وہ اشک — قائل ہماری آنکھ کے سب جوہری ہوئے
اک خال زیر زلف سے ظاہر مرے لئے — اے یار سو طریقۂ مد اختری ہوئے
جلجائے خاک وحشی چشم بتان پہ گھاس — لیکن ہرن کھری نہ رہے بن ہری ہوئے
کچھ رکھتے آدمیت اگر ہوتے آدمی — یہ حور وش تو حور ہوئے یا پری ہوئے
ہم جلتے جی جہان سے معدوم ہوگئے — اتنے نظر سے گم بسبب لاغری ہوئے
رسوا نہ ہوتے کرتے نہ گر جیب وسینہ چاک — ہم آپ اپنی باعث پردہ دری ہوئے
مطلب نہ کفر سے ہے نہ اسلام سے ہے کام — دل دیکے اے صنم تجھے سب سے بری ہوئے
طالع ہوئے نہ اپنی سعادت سے ہمقرین — ہر چند سو قران مہ و مشتری ہوئے

اے ذوق آج سامنے اُس چشم مست کے
باطل سب اپنے دعوی دانش وری ہوئے

اک صدمہ درد دل سے مری جان پر تو ہے — لیکن بلا سے یار کے زانو پہ سر تو ہے
آنا ہے اُنکا گرچہ قیامت پہ منحصر — ہم خوش ہین یہ کہ آنے کی اُنکے خبر تو ہے
ہے سر شہید عشق کا زیب سنان یار — صد شکر بارے نخل وفا بارور تو ہے
اے شمع دل ہے رونے مین جلتا تو کیا ہوا — ہو جاتی اس مین رات بلا سے بسر تو ہے
ہے دل مین درد اگر نہین ہمدرد کوئی پاس — دلسوز اگر کوئی نہین سوز جگر تو ہے
اے دل ہجوم رنج والم سے نہ تنگ ہو — خانہ خراب خوش ہو کہ آباد گھر تو ہے
اُس بت نے غائبانہ کہا یا نہین کہا — چپ ہوگیا وہ بارے مجھے دیکھکر تو ہے
تربت پہ دل جلوں کے نہین گر چراغ گل — سینہ مین سوزش دل و داغ جگر تو ہے
کشتی بحر غم مرے حق مین ہے تیغ یار — کر دیتی ایکدم مین ادھر سے ادھر تو ہے

لکھ رہا ہے حسن کے دیوان میں خطِ پشتِ لب
ایک مطلع اور زیرِ مطلعِ ابرو بڑھے

بڑھتے بڑھتے بڑھ گئی وحشت وگرنہ پہلے آہ
ہاتھ کے ناخن بڑھے سر کے ہمارے مو بڑھے

تجھ کو دشمن دان شرارت سے جو بھڑکاتے ہیں روز
جاتے ہیں اور غیر اے شوخ آتش رو بڑھے

واہ ساقی کیا ہی دی ہے دارو ے فرحت فزا
جسکے اک قطرہ سے سیروں جسم میں لوہو بڑھے

یوں دمِ گریہ ہوا دل سے مرے نالہ بلند
جس روش بالی کے باعث سروِ آبجو بڑھے

حسنِ کیفیت سے ہو معمور اگر مینائے دل
پھر تو جامِ جم سے قدرِ کاسۂ زانو بڑھے

ہاں بڑھی دل کی طپش اودھر ہے غیروں کی سنک
گرمیِ صحبت تری اے شوخ آتش رو بڑھے

چرخ پر نورِ قمر راتوں بڑھے راتوں گھٹے
حسن تیرا روز بروز اے ہلال ابرو بڑھے

کچھ تپِ غم کو گھٹا کیا فائدہ اس سے طبیب
روز نسخہ میں اگر خرفہ گھٹے کاہو بڑھے

چاہتا ہے دل بڑھے الفت کی اُسنے رسم و راہ
پر وہاں قابو نہیں کس طرح بے قابو بڑھے

پیشوائی کو غمِ جاناں کی چشم و دل سے ذوق
جب بڑھے نالے تو اُسنے پیشتر آنسو بڑھے

آتے ہی تونے گھر کے پھر جانے کی سنائی
رہ جاؤں سن نہ کیونکر یہ تو بری سنائی

مجنوں و کوہکن کے سنتے تھے یار قصے
جبتک کہانی اپنی ہمنے نہ تھی سنائی

جس بات پہ تمھاری سب عشق میں ہیں ہمسے پوچھو
ہم کہویں آنکھوں دیکھی وہ سب سنی سنائی

شکوہ کیا جو میں نے گالی کا آج اُس سے
گالی کے ساتھ اُسنے اک اور بھی سنائی

کیا جانے کیا کہیگا کچھ کہنے کو ہے ناصح
دیتا نہیں مجھے تو اے بیخودی سنائی

کہنے نہ پائے اُس سے ساری حقیقت اکدن
آدھی کبھی سنائی آدھی کبھی سنائی

صورت دکھائے اپنی دیکھیں وہ کس طرح سے
آواز بھی ہے جس نے ہمکو کبھی سنائی

قیمت میں جنسِ دل کی مانگا جو ذوق بوسہ
کیا کیا پھر اُسنے ہمکو کھوٹی کھری سنائی

گور تک آئے تو چھاتی پہ قدم بھی رکھ دو
کوئی بیدل ادھر آئے تو پتا یاد رہے

تیرا عاشق نہ ہوا سو وہ بزیرِ طوبےٰ
خلد میں بھی ترے کوچہ کی ہوا یاد رہے

یاد آجائیں جفا سے جو کبھی آپ تو پھر
یاد عاشق کو نہ کیجے گا بھلا یاد رہے

داغ دل پر مرے پھاہا نہیں ہے انگارا
چارہ گر لیجو نہ چٹکی سے اٹھا یاد رہے

زخم دل بولے ترے دیکھ کے نمکواروں سے
تو بھلا کچھ تو محبت کا مزا یاد رہے

حضرتِ عشق کے مکتب میں ہے تعلیم کچھ اور
یاں لکھا یاد رہے اور نہ پڑھا یاد رہے

گر حقیقت میں ہے رہنا تو نہ رکھ خود بینی
بھولے بندہ جو خودی کو تو خدا یاد رہے

عالمِ حسن خدائی ہے بتوں کی اے ذوق
چلکے بت خانہ میں بیٹھ کہ خدا یاد رہے

چشمِ قاتل ہمیں کیونکر نہ بھلا یاد رہے
موت انسان کو لازم ہے سدا یاد رہے

میرا خون ہے ترے کوچے میں بہا یاد رہے
یہ وہ بادہ نہیں جسکا نہ بہا یاد رہے

کشتۂ زلف کی مرقد پہ تو اے لیلی وش
بید مجنوں ہی لگانا کہ پتا یاد رہے

خاکساری ہے عجب وصف کہ جو بن جو ہوا
ہو صفا اور دلِ اہلِ صفا یاد رہے

ہو یہ لبیکِ حرم یا یہ اذانِ مسجد
میکشو قلقلِ مینائی صدا یاد رہے

یاد اُس وعدہ فراموش نے غیروں سے بدی
یاد کچھ کم تو نہ تھی اور سوا یاد رہے

خط بھی لکھتے ہیں تو لیتے ہیں خطائی کاغذ
دیکھئے کب تک انھیں میری خطا یاد رہے

دو ورق ہیں کفِ حسرت کے دو عالم کا ہے علم
سبقِ عشق اگر تجکو ولا یاد رہے

قتلِ عاشق پہ کمر باندھی ہے ایدل اُس نے
پر خدا ہے کہ اُسے نام مرا یاد رہے

طائرِ قبلہ نما بن کے کہا دل نے مجھے
کہ تڑپ کر یونہی مرجائیگا جا یاد رہے

جب یہ دیندار ہیں دنیا کی نمازیں پڑھتے
کاش اسوقت انھیں نامِ خدا یاد رہے

ہم پہ سو بار جفا ہو تو رکھو ایک نہ یاد
بھول کر بھی کبھی ہووے تو وفا یاد رہے

وہ دل کہ جسمین سوزِ محبت نہ ہووے ذوق
بہتر ہے اُس سے سنگ کہ جسمین شرر تو ہے

خدا نے میرے دیا سینہ لالہ زار مجھے
بتو نہ ہون کے نظر آؤ تم بہار مجھے

وہ خط جو لکھتے نہین جز خطِ غبار مجھے
سمجھتے یار ہے کہ ہین اپنا خاکسار مجھے

نگاہ نے اُس کی مجھے سخت بیقرار کیا
بلا سے مار دے آکر کوئی کٹار مجھے

جمال یار نے مڑکر بھی دیکھنے نہ دیا
پکارتے رہے دیر و حرم ہزار مجھے

تمھارے عشق مین ماہی سے تا بماہ فلک
دکھائی دیتے ہین دلہاے داغدار مجھے

نظر جو لطف کی ہے روز وصل پر موقوف
تو کرنا کیا تھا نظر بندِ انتظار مجھے

عیان ہے آئینۂ رخ پہ جب سے خطِ غبار
وہ خط ہین لکھتے مگر در خطِ غبار مجھے

ہواے وادیِ وحشت مجھے موافق تھی
دکھا رہے ہین چمن کی یہ کیا بہار مجھے

نہ دیتا عشق اگر چشمِ اشکبار اے ذوق
جلا چکی تھی مری آہ شعلہ بار مجھے

مرضِ عشق جسے ہو اُسے کیا یاد رہے
نہ دوا یاد رہے اور نہ دعا یاد رہے

تم جسے یاد کرو پھر اُسے کیا یاد رہے
نہ خدائی کی ہو پروا نہ خدا یاد رہے

لوٹتے سنکڑون نخچیر ہین کیا یاد رہے
چیر دو سینہ مین دل کو کہ پتا یاد رہے

رات کا وعدہ ہے بندہ سے اگر بندہ نواز
بند مین دے لو گرہ تاکہ ذرا یاد رہے

قاصدِ عاشقِ سودا زدہ کیا لاے جواب
جب نہ معلوم ہو گھر اور نہ پتا یاد رہے

دیکھ بھی لینا ہمین راہ مین اور کیون صاحب
ہم سے منہ پھیر کے جانا یہ بھلا یاد رہے

تیرے مدہوش سے کیا ہوش و خرد کی ہو امید
رات کا بھی نہ جسے کھایا ہوا یاد رہے

کشتۂ ناز کی گردن پہ چھری پھیرو جب
کاش اسوقت تمھین نامِ خدا یاد رہے

خاک برباد نہ کرنا مری اُس کوچہ مین
تجھ سے کہدیتا ہون نین بادِ صبا یاد رہے

خدنگِ عشق کھا کر زخم دل فرہاد کے باہم
لگے کہنے کہ شیرین شکر ایسے نہ ہوتے تھے

سفر ہے اکی جان کا حضرت دل بیٹھے حیران ہین
پریشان ورنہ جون گردِ سفر ایسے نہ ہوتے تھے

کتابِ دل شرارِ عشق سے ہے جل اُٹھی شاید
کہ مضمون سوزِ دل کے بیشتر ایسے ہوتے تھے

ہمارے آبلون مین آب ہے یا آبداری ہے
کہ پہلے خارِ صحرا تیز تر ایسے نہ ہوتے تھے

ستم دنیا کے جو جو تھے ستمگر دلپہ تھے گذرے
مگر صدمے ہماری جان پر ایسے نہ ہوتے تھے

زمانہ مین ہین سنتے شور مدت سے قیامت کا
پر اس قامت سے جو ہین شور و شر ایسے نہ ہوتے تھے

ہمارے شعر سنکر ذوق جیسے بزم عالم مین
ہوے قائل ہین اہلِ نظر ایسے نہ ہوتے تھے

نہ کھینچو عاشقِ تشنہ جگر کے تیر پہلو سے
نکالے ہے مثلِ ماہیِ تصویر پہلو سے

نہ لے اے ناوک افگن دلکو میرے چیر پہلو سے
کہ وہ تو جا چکا ساتھ آہ کے جون تیر پہلو سے

دل سیپارہ کو ہے ٹانک تعویذ و نہین ہیکل کے
نہ سرکا یہ حمائل اے بتِ بے پیر پہلو سے

وہ ہون بے دست و پا بسمل رسائی جب نہ تھی تو نے
گیا نا پاے قاتل از نہ شمشیر پہلو سے

اسیرِ زلف دیوانے ہین دیکھ اے پاسبان شکو
دبا کر بیٹھو انکے پانوٗن کی زنجیر پہلو سے

مصوّر لیلیٰ و مجنون کی ناکامی پہ حیران ہین
کبھی ملکر نہ بیٹھا پہلوے تصویر پہلو سے

یہ دل لب تشنہ تیغ یار کا ہے رات بھر کرتا
صداے العطش جون نالۂ شبگیر پہلو سے

عجب حسرت کا عالم تھا کہ مجنون کہتا تھا ہم
چھٹے پہلو مرے محمل کا یا تقدیر پہلو سے

نہ کہنا استخوان انکو یہ عالم لاغری کا ہے
کہ ہے دکھلا رہا میرا دلِ دلگیر پہلو سے

خیالِ ابروے جانان نہین دل بھولتا اکدم
سپاہی سے جدا کرتا نہین شمشیر پہلو سے

تمام اہلِ سخن بزمِ سخن مین ذوق حیران ہین
ملا جو قافیہ تو نے کیا تحریر پہلو سے

برق میرا آشیان کب کا جلا کر لے گئی
کچھ جو خاکستر بچا آندھی اڑا کر لے گئی

محو اتنے بھی نہو عشق بتان مین اے ذوق
چاہئے بندہ کو ہر وقت خدا یاد رہے

تدبیر نہ کر فائدہ تدبیر مین کیا ہے
کچھ یہ بھی خبر ہے تری تقدیر مین کیا ہے

اے اہل نظر عالم تصویر کو دیکھو
تصویر کا کیا دیکھنا تصویر مین کیا ہے

ہے شانہ کہ میرا دل دیوانہ ہے الجھا
معلوم نہین زلف گرہگیر مین کیا ہے

پارہ کی جگہ کشتہ اگر ہو دل بیتاب
پھر آپ ہی اکسیر ہے اکسیر مین کیا ہے

اے صید فگن کرتا ہے کیون اتنی چھری تیز
اب باقی بھلا اس ترے نخچیر مین کیا ہے

کچھ سلسلہ جنبان جنون ہے ترا مجنون
غل دیکھ بپا خانۂ زنجیر مین کیا ہے

بیٹھا ہے در کعبہ پہ حیران ترا شیدا
لبیک مین کیا ہوتا ہے تکبیر مین کیا ہے

صیاد عبث گردے ہے تو اسکے شب و روز
تو دیکھ تو کچھ اس ترے نخچیر مین کیا ہے

ہے صید نگہ کتنا تصنلے سے یہ تڑپ کر
اس تیر مین کیا لطف ہے اس تیر مین کیا ہے

یہ غنچۂ تصویر کھلا ہے نہ کھلے گا
کیا جانے دل عاشق دلگیر مین کیا ہے

خنجر ہے ترے ہاتھ مین اور ہم تہ خنجر
تاخیر ہو کیون فائدہ تاخیر مین کیا ہے

اُترا تھا گلے سے کہ جگر ہو گیا ٹھنڈا
کیا جانے اُس آب دم شمشیر مین کیا ہے

زاہد کی طرف دیکھو نہ تم میرے دم ذبح
لو نام تم اللہ کا تکبیر مین کیا ہے

ذوق اُس لب شیرین کا جو تو وصف ہے کہتا
کیا کہئے حلاوت تری تقریر مین کیا ہے

پری رو کیا ستمگر پیشتر ایسے نہ ہوتے تھے
ولیکن جیسے تم ہو فتنہ گر ایسے نہ ہوتے تھے

وہ جب وان بے تکلف رات بھر لیٹے ہوتے تھے
صبا کے جھونکے یہان وقت سحر ایسے نہ ہوتے تھے

کسی کی فندقین یاد آ گئی ہین ورنہ مژگان پر
نمایان قطرۂ خون جگر ایسے نہ ہوتے تھے

جو دیں ہین گالیان اُس بدزبانکو آج کیا کہئے
کبھی نادم ہم اُسکو چھیڑ کر ایسے نہ ہوتے تھے

قاتل جو تیرے ہاتھ میں پٹی ہو زہر کی / مرہم کو زخمِ دل سے اُٹھا رکھیں ہم پرے

ہے موجِ ریگِ بادیہ کیا ایک گام میں / ہونگے سوارِ کشتیِ نقشِ قدم پرے

یا رب کدھر کو جائے یہ جانبازِ درد و غم / باندھے کھڑی ہے چار طرف فوجِ غم پرے

اتنا بھی دم نہیں ہے کہ تیرا مریضِ غم / سرکے نظر سے صورتِ نقشِ قدم پرے

شب گھر پہ اُنکے غیر نے تو آ لیا تھا پر / دیوار بام پہ تھے چڑھے ہم کہ دھم پرے

ق

کچھ اپنی شرحِ سوزِ دلِ بیقرار آج / آیا تھا جی میں بیٹھ کے لکھیے رقم پرے

اللہ رے اضطراب کہ جوں آتشیں قلم / ہاتھوں سے جا پڑا مرے چھٹکر قلم پرے

یہ کیا شبِ وصال کہ دونو ہم تو ہیں / پرہیں وہ ہیں بیٹھے پرے اُنسے ہم پرے

کعبہ نہیں یہ کعبۂ دل ہے مقامِ دوست / رہنا ذرا یہاں سے طوافِ حرم پرے

تم آؤ گر تو آؤ نہیں مجھکو لو بُلا / گھر سے تمھارے گھر ہے مرا اِک قدم پرے

برگشتہ بخت وہ ہوں کہ پھر جائے ناز سے / مژگاں تلک اُسکی آ کے نگاہِ کرم پرے

میں نے کہا جو اُنسے نکلتا ہے میرا دم / بولے خدا کیواسطے رکھیے یہ دم پرے

دیکھو نہ جاؤ حضرتِ دل زلفِ یار میں / رستہ نہیں ہے آپکی سر کی قسم پرے

کرتا ہے کیا مسافتِ منزل کا فکر ذوق / ہے ابتو یاں سے ملکِ عدم دو قدم پرے

ذکرِ مژگاں تیرا جسکے روبرو نکلا کرے / اُسکے سینے نشترِ رگِ جان سے لہو نکلا کرے

گر فغاں اچھا نہیں تو جب بھی رہنا ہے بُرا / کچھ تو سینہ کا بخار اے دل کبھو نکلا کرے

لائے گر بادِ صبا اُس زلفِ مشکیں کی شمیم / شمع کے گل سے گلِ شبّو کی بو نکلا کرے

دیکھے میرے آنسوؤں کی آبداری کو اگر / آبِ دریا سے گہر بے آبرو نکلا کرے

چشمِ مست لیلا اگر دکھلائے اثرِ لطف / تا قیامت پھر دلِ آہو سے ہو نکلا کرے

اے صنم پیدا کرے جو دلمیں تیری آرزو / پھر نہ اُسکے لب سے حرفِ آرزو نکلا کرے

اُسکے قدمون تک نہ بیتابی بڑھا کر لیگئی
ہائے وہ پلٹے دئے اور پھر ہٹا کر لیگئی

ناتوانی ہمکو ہاتھون ہاتھ اُٹھا کر لیگئی
چیونٹی سے چیونٹی دانہ چھڑا کر لیگئی

صبح رخ سے کون شام زلف مین جاتا تھا آہ
اے دل شامت زدہ شامت لگا کر لیگئی

خون سے فرہاد کے رنگین ہوا دامان کوہ
کیون نہ موج شیر یہ دھبا چھڑا کر لیگئی

تنے تو چھوڑا ہی تھا اے ہمرہان قافلہ
لیکن آواز جرس ہمکو جگا کر لیگئی

نوک مژگان جب ہوئی سینہ فگاران دوچار
پارہ ہائے دل سے گلدستہ بنا کر لیگئی

دیکھی کچھ دل کی کشش لیلی کہ ناقہ کو ترے
سوئے مجنون آخرش رستہ بھلا کر لیگئی

وہ گئے گھر غیر کے اور یہان تین دم بھر کے بعد
بدگمانی انکے گھر سو گھر پھرا کر لیگئی

واہ اے سوز دروں کوچہ مین اُسکے برق آہ
رات ہمکو ہر قدم مشعل دکھا کر لیگئی

جو شہید ناز کوچہ مین تمہارے تھا پڑا
کیا کہون تقدیر اُسے کیونکر اُٹھا کر لیگئی

دشت وحشت مین نکلا تھا کہ دیوانہ ترا
روح مجنون بہر استقبال آ کر لیگئی

آگ مین ہے کون گر پڑتا مگر پروانہ کو
آتش سوز محبت تھی جلا کر لیگئی

اے پری بہلاوے میرے کیا کہون تیری نگاہ
دل اڑا کر لے گئی یا یہ لگا کر لیگئی

**ذوق** مرجانے کا تو اپنے کوئی موقع نہ تھا
کوئے جانان مین اجل ناحق لگا کر لیگئی

صد رقم ہے وصف جبین صنم پرے
برحق ہے شاخ سدرہ سے لوح و قلم پرے

رفتار وہ کہ فتنہ سے ہے سو قدم پرے
قامت کہے ہے شور قیامت کو تھم پرے

کہتا ہے کس کو ناز سے تو دمبدم پرے
تو دو قدم کہے مین رہون سو قدم پرے

بسمل ترے تڑپ کے بھی پہونچے نہ پانون تک
یا دو قدم ورے رہے یا سو قدم پرے

کیون گرم اضطراب ہے اسدرجہ اے شرار
ہستی سے کتنی دور ہے ملک عدم پرے

پھر کے ہمارے کعبۂ دل مین غزال یار
کہتے ہین دیکھ رہیو غزال حرم پرے

بار احسان ہے صبا کا بھی سر نکہت گل
کون گلشن میں سبکبار نظر آتا ہے

خنجر موج تبسم سے ترے گلشن میں
دیکھا ہر گل کو دل افگار نظر آتا ہے

میری آنکھوں میں نظر آتا ہے عالم ویران
دل کا ویرانہ جو بے یار نظر آتا ہے

عالم دل میں کبھی آکے فلک کو دیکھو
کیا پس پردہ زنگار نظر آتا ہے

ہاتھ اے دست جنوں تار نفس چھوڑ دیا
تن پہ تو مجھ کو نہیں تار نظر آتا ہے

بڑھ کے جو ہم کا زمانہ میں دکھائی دیا کم
روز کب اختر دمدار نظر آتا ہے

جو جوا مرد علائق میں پھنسا ہے وہ مجھے
شیر زنجیر میں گرفتار نظر آتا ہے

دیکھکر اے بت مغرور یہ انداز ستم
شرم سے چرخ نگونسار نظر آتا ہے

کاٹنے دوڑتا ہے گھر جو نہیں وہ گھر میں
حلقۂ در دہن مار نظر آتا ہے

دل پر وسوسہ کا عقدہ ہے قفل وسواس
اس کا کھلنا مجھے دشوار نظر آتا ہے

مژدہ اے آبلہ پائی کہ پھر آنکھوں میں مری
دامن وادی کہسار نظر آتا ہے

کم نمائی سے ہوا ماہ لقا عید کے چاند
کہ برس میں کبھی اک بار نظر آتا ہے

دل نے ہے دیکھ لیا دفتر تقدیر تمام
فلک اک نقطۂ پرکار نظر آتا ہے

چشم ساقی نے یہ میخانہ میں پھیلایا کفر
گردن شیشہ میں زنار نظر آتا ہے

صحبت اہل صفا دیتی ہے سرکش کو اثر
نخل پانی میں نگونسار نظر آتا ہے

تنگ جو زیست سے ہیں تختۂ تابوت انہیں
مہد اک تخت ہوادار نظر آتا ہے

دُر مضمون میں ترے ذوق زبس بیش بہا
کم کوئی انکا خریدار نظر آتا ہے

دکھلا نہ خال ناف تو اے گلبدن مجھے
ہر لالہ یہاں ہے نافۂ مشک ختن مجھے

ہمدم وبال دوش نہ کر پیرہن مجھے
کانٹا سا ہے کھٹکتا مرا تن بدن مجھے

پہنچاتا ہے چمن میں جو دیوانہ پن مجھے
زنجیر پا ہے موج نسیم چمن مجھے

خطِ مشکین کا تمھارے وصف اگر کیجے رقم
خطِ مشک افشان قلم سے مو بمو نکلا کرے

حضرتِ دل ہم تو جب جانین کرامات آپکی
کھا کے دھکے روز اس گھر سے عدو نکلا کرے

تیرے ترکِ چشم کو اگر شوق خونریزی نہو
باندھکر تلوار کیون اے جنگجو نکلا کرے

خدمتِ پیرِ مغان سے لو وہ دارو چلکے ذوق
نشۂ مے جس سے بے جام و سبو نکلا کرے

خمِ ابرو ترا جب یار نظر آتا ہے
کوئی کھینچے ہوئے تلوار نظر آتا ہے

جب ترا شعلۂ رخسار نظر آتا ہے
سرد خورشید کا بازار نظر آتا ہے

گھر مین جو روزنِ دیوار نظر آتا ہے
چشمِ افعی مجھے بے یار نظر آتا ہے

مستِ چشم اُسکا جو میخوار نظر آتا ہے
ہے تو دیوانہ پہ ہشیار نظر آتا ہے

کیا تمھین اے اُولی الابصار نظر آتا ہے
یہان تو اغیار مین بھی یار نظر آتا ہے

ضعف سے تارِ تنِ زار نظر آتا ہے
سر مرا تن پہ گرانبار نظر آتا ہے

سبزۂ خط گلِ رخسار پہ ایک عالم ہے
خطِ ریحان خطِ گلزار نظر آتا ہے

معنیٔ رنگِ خموشی سے جو دل ہو آگاہ
برگِ گل مین لبِ اظہار نظر آتا ہے

جتنا بیہوش ہو اُتنا ہی سوا ہو آرام
مست ہاتھی ہو تو بیمار نظر آتا ہے

زلف کے دام مین ہے مرغِ دل آتا ہین یاد
جب کوئی مرغ گرفتار نظر آتا ہے

خواب غم مین بھی بے آرام اگر آجائے
ہے وہ بے چین جو ہشیار نظر آتا ہے

آنکھ اُٹھا کر تو ذرا دیکھ کہ زیرِ افلاک
جو ہے سرکش وہ نگونسار نظر آتا ہے

میرے رونے پہ جو ہے دیدۂ سوزن روتا
تار اک آنسوؤن کا تار نظر آتا ہے

صیدِ بیکس پہ ترے کون ہے کہتا تکبیر
یہ تو ہوتا یونہی مردار نظر آتا ہے

تیرے مجنون کو ہے سامانِ جنون لالۂ آتش
داغِ سودا گلِ دستار نظر آتا ہے

ہے غضب سرمہ نے چمکایا تری آنکھون کو
آج فتنہ ہمین بیدار نظر آتا ہے

مار کر تیر جو وہ دلبر جانی مانگے
کہدو ہم سے نہ کوئی دیکھے نشانی مانگے

اے صنم دیکھ کے ہر دم کی تری کم سخنی
موت گھبرا کے نہ کیون یہ خفقانی مانگے

خاک سے تشنۂ دیدار کے سبزہ جو اُٹھے
تو زبان اپنی نکالے ہوئے پانی مانگے

مار پیچان تو بلا ہیگا مگر تو اے زلف
ہے وہ کافر کہ نہ کاٹا ترا پانی مانگے

دہن یار ہو اور مانگے کسی سے دلکو
وہ جو مانگے تو باندازِ نہانی مانگے

دل مرا بوسہ بہ پیغام نہین ہے ہمدم
یار لیتا ہے تو لے اپنی زبانی مانگے

جلوہ اُس عالم معنی کا جو دیکھے اے ذوق
لطفِ الفاظ نہ لے حسن معانی مانگے

ندین گواہی جو داغ کہن نہین دیتے
دکھائی کیا مرے تن پر چمن نہین دیتے

جہا مین بات وہ کیا حکمۃً نہین دیتے
کہ درد جان ہین اب زخم تن نہین دیتے

جو بولون کچھ تو مجال سخن نہین دیتے
سیون بھی مین یہ وہ سینے دہن نہین دیتے

سحر ہے روز دکھاتا نئی چمک خورشید
دکھا اُسے مرا داغ کہن نہین دیتے

ہین منع کر رہے رونے کو یہ جو نادان دوست
بجھانے کیون مجھے دلکی جلن نہین دیتے

یہ پڑ گئین تن لاغر مین جھریان ہین مرے
کہ اتنی زلف مین بھی وہ شکن نہین دیتے

شہید ناز کے چہلم یہ ہے نظر شاید
کہ سُرمہ آنکھون مین تم جان من نہین دیتے

اجل ہے پوچھتی پھرتی مرا بتا یارو
بتا اُسے مرا بیت الحزن نہین دیتے

عدم کی راہ مین بھی کچھ تو ہے خطر کا گذر
کہ ساتھ لینے بجز یک کفن نہین دیتے

جو مانگا آبِ دمِ تیغ اُس سے بسمل نے
تو بولا زخمی کو اے خستہ تن نہین دیتے

بیان تیغ جو ہے وصف جوہر و شعلۂ طور
ذرا دکھا اُسے اپنی پھبن نہین دیتے

وہ تیر کھینچے ہے پہلو سے کہدے ایدل اُس
کہ ہے نشانی ناوک فگن نہین دیتے

ہوا اُنکی زلف سے کیا زخم دلکو چشمۂ امید
لگا بھلے کو وہ مشکِ ختن نہین دیتے

تسبیح دورِ بزم مین دیکھو اسام کو
بخشی ہے حق نے زیبِ سرِ انجمن مجھے

اے میرے یاسمن ترے دندانِ آبدار
گلشن مین ہین رلاتے گلِ یاسمن مجھے

محرابِ کعبہ جب سے ہے تیرا خمِ کمان
صیدِ حرم سمجھتے ہین ناوک فگن مجھے

ہے تن مین ریشہ ہائے نئے خشک استخوان
کیون کھینچتا ہے کانٹو نہین ضعفِ تن مجھے

اے لب مسی کو پھینک کہ نیلم ہے کم بہا
یاقوت دے و یا کوئی لعلِ یمن مجھے

ہون شمع یا کہ شعلہ خبر کچھ نہین مگر
فانوس ہو رہا ہے مرا پیرہن مجھے

اک سرزمین لالہ بہار و خزان مین ہون
یکسان ہے داغِ تازہ و داغِ کہن مجھے

خسرو سے تیشہ بولا جو چاٹون نہ تیرا خون
شیرین نہ ہووے خونِ سرِ کوہکن مجھے

رخ پر تمہارے دام جو ڈالا ہے سبزہ نے
آتا نظر ہے بیضہ عنقا دہن مجھے

یہ دل وہ ہے کہ کر دے زمین آسمان کو خاک
آکرم کو برق دے جو پنہا پیرہن مجھے

کوچہ مین تیرے کون تھا لیتا بھلا خبر
شب چاندنی نے آکے پنہایا کفن مجھے

دکھلاتا آسمان سے ہے روئے زمین کی سیر
اے رشکِ ماہ تیری جبین کا شکن مجھے

رکھتا ہے چشمِ لطف یہ کس کس ادا کے ساتھ
دیتا ہے جام ساقیِ پیمان شکن مجھے

ہے جذبِ دل درست تو چاہِ فراق سے
کھینچے گی تیری زلفِ شکن در شکن مجھے

دکھلاتا اک ادا مین ہے سو سو طرح بناؤ
اس سادہ پن کے ساتھ ترا بانکپن مجھے

جیسے کوئین مین ہو کوئی تارا چمک رہا
دل سوجھتا ہے یون تہِ چاہِ ذقن مجھے

آکر اسے بھی دو کبھی آنکھین ذرا دکھا
آنکھین دکھا رہا ہے غزالِ ختن مجھے

آتے مزے ہین کہ ہوا مین تری ہوا
صحرائے دل ہوائے چمن در چمن مجھے

یا رب یہ دل ہے یا کہ ہے آئینہ نظر
دکھلا رہا ہے سیر و سفر در وطن مجھے

آیا ہون نور لیکے مین بزمِ سخن مین ذوق
آنکھون پہ سب بٹھائین گے اہلِ سخن مجھے

کہہ نہ بتخانہ مین اے شیخ بتون کو دل سنگ
وہان تیرے کعبہ کے اندر تھے تو کیا پتھر تھے

کنّنا رد یا ہون و لیکن نہ سمجھے وہ سنگ
سنگدل گر نہ ستمگر تھے تو کیا پتھر تھے

ساقیا خاک ہے گر شیشۂ دل میرا تو کیا
اور بلورین ترے ساغر تھے تو کیا پتھر تھے

سنگدل وہ رہے اے ذوق مدا حق مین مرے
غیر کے حق مین جو گوہر تھے تو کیا پتھر تھے

بزم مین ذکر مرا لب پہ وہ لائے تو سہی
وہین معلوم کرون ہونٹ ہلائے تو سہی

سنگ پر سنگ ہر اک کوچہ مین کھائے تو سہی
پر بلا سے ترے دیوانے نے کھائے تو سہی

گر جنازہ پہ نہین قبر پہ آلے وہ مری
شکوہ کیا کیجے غنیمت ہے کہ آئے تو سہی

کیونکہ دیوار پہ چڑھ جاؤن کوئی کہتا ہے
پانؤن کا لوڑ لگا انگوٹھے کو جائے تو سہی

پارۂ مصحفِ دل تھے ترے کوچہ مین پڑے
آتے پانؤن کے تلے شکر کہ پائے تو سہی

آکے غرفہ مین نہ بیٹھے تو نہ بیٹھے وہ شوخ
روزنِ در سے ذرا آنکھ لڑائے تو سہی

گہ گھٹاتا ہے کبھی مہ کو بڑھاتا ہے فلک
ہر شبِ ہجر کو ہم دیکھین گھٹائے تو سہی

کردن اک نالہ سے مین حشر مین برپا شور
شور محشر مجھے سوتے سے جگائے تو سہی

تھے تم ہی نکلے جو اس دامِ بلا سے اے ذوق
ورنہ تھے پیچ مین اس زلف کے آئے تو سہی

خیال دل مین پری نہ لاؤ ہمارے دل مین تمھارا گھر ہے
تم آتے آؤ نہین نہ آؤ ہمارے دلمین تمھارا گھر ہے

یہ دل ہے آئینہ تم ہو صورت نہین ہے یان نام کو کدورت
کسی کو گھر مین بلا بٹھاؤ ہمارے دلمین تمھارا گھر ہے

خلل بنائے مکانکو پہنچے تو ہوگا نقصان مکین کو پہلے
مکان کو دل کے نہ تم گراؤ ہمارے دلمین تمھارا گھر ہے

پڑے ہیں دامن کہسار و دامنِ صحرا
ترے شہید کو دو گز کفن نہیں دیتے

زبان حلاوتِ الفت کا لے مزہ کہ نہ لے
لب اپنے حد سے گذر نے سخن نہیں دیتے

بلا یا زہر دکھایا ہے مے کا پیمانہ
یہ دھوکے اے بتِ پیمان شکن نہیں دیتے

سنبھال ناخنِ وحشت کو اب تو دستِ جنون
کہ سینے پہ مرا چاک کفن نہیں دیتے

گلوں سے بن چکے جب دونوں ہاتھ گلدستہ
تو بولے ذوق جلا تن بدن نہیں دیتے

اے صنم ہجر میں ہم جیتے بھلا پتھر سے تھے
سینہ تھا ہاتھ تھا سر اپنا تھا یا پتھر سے تھے

وہ بھی دن یاد ہیں جب کوچۂ صنم میں لیلے
بستر خاک تھا اور تکیہ کی جا پتھر سے تھے

دل مجروح نے جو کھائے جنوں میں پتھر
اسکو وہ سنگ جراحت سے سوا پتھر سے تھے

پوچھا اُس بت نے تو نکلی نہ زباں سے اک بات
حضرتِ دل وہاں کیا بار خدا پتھر سے تھے

جن دلوں نے ہے کیا چور مرا شیشہ دل
اے بتو دل تو نہ تھے وہ بخدا پتھر سے تھے

عمر بھر کھاتا رہا سر و قدونکے دشنام
اس شجر سے مری قسمت کے سدا پتھر سے تھے

کون ہمدم شبِ غربت میں تھا بیکس کا ترے
یا تو سناٹا تھا یا دیتے صدا پتھر سے تھے

تھے دلِ سنگ میں جبتک تو رہے قطرۂ خون
تاجِ شاہی میں لگے لعل تو کیا پتھر سے تھے

خاک اُس زیست پہ جبتک در اُسکے نہ ہوئے
مر کے ہم خاک میں جیتے تھے تو کیا پتھر سے تھے

میرے نالوں نے تو پتھر سے بہائے چشمے
اے بتو تم ہی پسیجے نہ ذرا پتھر سے تھے

کعبۂ عشق کا اے ذوق کیا ہم نے طواف
آئنہ خاک تھی اور سنگ صفا پتھر سے تھے

دل کے مفلس جو تونگر تھے تو کیا پتھر سے تھے
اب تونگر ہیں جو گوہر تھے تو کیا پتھر سے تھے

مر کے گر خاک میں تو چھاتی پہ پتھر ہی دھرا
کھائے کلیوں نے جو پتھر تھے تو کیا پتھر سے تھے

تاجِ شاہی میں جگہ پائی تو کیا ہاتھ آیا
اور دھرے گر ترے در پر تھے تو کیا پتھر سے تھے

وہ میرے اختر طالع کی ہے واژگون گردش
کہ فلک کو بھی نگونسار لئے پھرتی ہے

کر دیا کیا ترے ابرو نے اشارا قاتل
کہ قضا ہاتھ مین تلوار لئے پھرتی ہے

جا کے پھرنا نہ تھا اکبار جہان وان مجکو
بے قراری ہے کہ سو بار لئے پھرتی ہے

کون وقت اے واے گذرا جی کو گھبراتے ہوے
موت ہی ہے اجل کو یہان تلک آتے ہوے

آتش خورشید سے اٹھتا نہین دیکھا دھوان
آکھڑے ہو بام پر تم بال سکھلاتے ہوئے

وہ نہ جاگے رات اور یان ضد سے بختِ خفتہ کی
بج گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوئے

چاک آتا ہے نظر پیراہن صبح بہار
کس شہید ناز کو دیکھا ہے کفناتے ہوئے

ناقص کا صفا کیش سے مطلب برآئے
جو کور ہو عینک سے اسی کیا نظر آئے

فردوس مین ذکر اس لب شیرین کا گر آئے
پانی دہن چشمۂ کوثر مین بھر آئے

بتخانہ مین گر آہ کرون عشق صنم سے
ناقوس کا دل آبلہ کیطرح بھر آئے

ممکن نہین کم ہووے تپ سوز محبت
جون شمع مجھے لاکھ پسینہ اگر آئے

نعل جب بخل سے نو ترے توسن کو لگے
چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگے

بوسہ کے مانگتے ہی پھیرنے چتون کو لگے
لیسے کیا لعل لب غیرت گلشن کو لگے

آشیان ہو جیو مرغان ہوا کا برباد
بند کرنے تری دیوار کے روزن کو لگے

زاہد کو اگر صدق و صفا بھی ہے تو کیا ہے
بے درد اگر دل بخدا بھی ہے تو کیا ہے

آزار محبت کا مزہ کیا کہون جس کی
بے درد دوا دیکھو دوا بھی ہے تو کیا ہے

سیراب ہو جس سے کوئی تشنۂ مقصود
اے ذوق جو وہ آب بقا بھی ہے تو کیا ہے

غلط ہے تہمت ہے افترا ہے کہ ہم نے دل اور کو دیا ہے
کسی کے کہنے پہ تم نہ جاؤ ہمارے دل مین تمہارا گھر ہے

کہی سب رات اب بہت زیادہ کدھر کا کرتے ہو تم ارادہ
نہ گھر کے جانے کی اب سناؤ ہمارے دل مین تمہارا گھر ہے

تم اپنے رخ مین ہو کر رہے دن ہو زلف مین شب کے عقدے گن گن
ہزار دل سے ہمین بھلاؤ ہمارے دل مین تمہارا گھر ہے

مکان دیدہ پسند خاطر اگر نہین ہے کہ ہونگے ظاہر
تو خیر تشریف تم نہ لاؤ ہمارے دل مین تمہارا گھر ہے

تم اسکو دو داغ مثل لالہ دیا کرو جھمکڑا اجالا
بگاڑو تم اسکو یا بناؤ ہمارے دل مین تمہارا گھر ہے

یہی زبان سے ہے ذوق کہتا تمہارا ہے دھیان اسمین رہنا
جدا مکان اور کیون بناؤ ہمارے دل مین تمہارا گھر ہے

زبان پیدا کرون جون آسیا سینہ مین پیکان سے
دہن کا ذکر کیا یہان سر ہی غائب ہے گریبان سے

اڑائے خوب گلچھرے نکل مجنون نے زندان سے
برستے پھول ہین سر پر شرار سنگ طفلان سے

فلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان سے
گرا ٹھایہ بھی شک سرمہ آلود اسکی مژگان سے

چلکتی ہے سر مجنون پہ تجلی سنگ باران سے
لگے گی ابر رحمت کی جھڑی اب چشم گریان سے

یہان تک ناتوان مین ہم گذر جائین اگر جان سے
اٹھائے مور لاشہ کو ہمارے دست مژگان سے

اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے
کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوران سے

[illegible]

سب کو دنیا کی ہوس خوار لئے پھرتی ہے
کون پھرتا ہے یہ مردار لیئے پھرتی ہے

پھرتا سرگشتہ زمانہ مین بھلا کیون خورشید
ہوس گرمی بازار لئے پھرتی ہے

ابر رحمت ہے تجھے اے ہمدم لگا دے تو جھڑی
کہتے ہیں جانے کو وہ دیکھیں تو کیونکر جائینگے

گر دور ہے کھونا دل مضطر سے کسی کے
پانی تو پلا دارے سر پہ سے کسی کے
دل بس میں پڑا اُسکے کہ جو بس میں نہ آیا
جادو سے نہ ٹونے سے نہ منتر سے کسی کے
اللہ کرے یاں ہمیں پیوند زمین کا
جب حمل ہو بستر ترا بستر سے کسی کے

جو دل نہ کشمکش طرۂ دو تا میں پڑے
تو پھر بلا کو غرض ہے کوئی بلا میں پڑے
ہوائے سایۂ طوبےٰ نہیں ہے مستوں کو
رہیں گے تاک کے نیچے کہیں ہوا میں پڑے
بتوں کے دزد نظر سے ہے دل مرا نالان
یہ چور وہ ہیں کہ جو خانۂ خدا میں پڑے

## متفرقات

ایک کلک آہ بس ہے شرح غم کے واسطے
کون نیزے واسطے ڈھونڈے قلم کے واسطے
سر تو ہے تن پر مرے تیغِ ستم کے واسطے
پر لگا رکھتے ہیں وہ جھوٹی قسم کے واسطے

تم بیٹھے بغل میں جو رقیبِ دغلی کی
کی گرم بغل ہم نے بھی گورِ بغلی کی
اے ذوق نکر نور میں آمیزشِ ظلمت
کیا کام تبرہ کو محبت میں علی کی

مقابل اُس رخ روشن کے شمع گر ہو جائے
صبا وہ دھول لگائے کہ بس سحر ہو جائے
وہ دل میں کھٹتا ہوں نہیں آہ آتشیں اے ذوق
کہ برق دیکھے تو فی النار و السقر ہو جائے

اسیری پر تری مرتا ہوں اے قمری کہ کیں سے
جدا ان سے ہوئی گردن نہ اُترا طوق گردن سے

گر رُخ کا بوسہ دیتے نہیں لب کا دیجئے
ہے وہ مثل کہ پھول نہیں پنکھڑی سہی

فرہاد ضربِ تیشہ سے ہے سخت ضربِ غم
سچ پوچھئے تو چوٹ ہمیں نے کڑی سہی

تم دو گھڑی کو آؤ تو ہیں لب پہ جان کو
ٹھہرا رکھوں کہ اور بھی یہاں دو گھڑی سہی

گیا وہ دنیا جس میں کوشش ہو نہ دین کے واسطے
واسطے واں کے بھی کچھ یا اب یہیں کیواسطے

خون کے دریا بہ گئے عالم تہ و بالا ہوئے
اے سکندر کس لیئے دو گز زمین کیواسطے

ذوق عاصی ہے پر اسکا خاتمہ کیجو بخیر
یا الٰہی اپنے ختم المرسلین کیواسطے

سوزِ دل سے مرے نالے جو شرر بار ہوے
مدعی جل گئے اچھا ہوا فی النار ہوئے

ٹکڑے اُڑ جائیں قفس کے تو اُڑیںگے نہ کبھی
ہم ہیں صیاد کی اُلفت کے گرفتار ہوئے

چمنِ دل سے ہوے کم نہ گلِ لختِ جگر
وہ اگر خشک ہوے اور ہرے چار ہوے

چھپا کے پھولوں میں منھ صبا سے جو مسکرائے سحر کلی ہے
تبسّم اُس گل کا یاد کرکے عجب ہوئی دلکو بے کلی ہے

تپش دکھائی جو میں نے دل کی تو لوٹا پروانہ داغ کھا کر
دکھایا تم نے جو روے روشن تو شمع محفل میں کیا جلی ہے

بنا اُولنڈ چوب صندل سے میرا تابوت اے عزیزو
کہ قتل مجھ کو کیا کسی نے دکھا کے رنگ اپنا صندلی ہے

ساتھ تیرے ہم بھی جوں سایہ مقرر جائینگے
آگے جائیں پیچھے جائیں جائینگے پر جائینگے

لیکے جب زیرِ زمین ہم دیدۂ تر جائینگے
خشک ہیں جتنے کنوئیں پانی سے سب بھر جائینگے

کیا بشر مانند یوسف کیا بشر ہاروت دار
عشق کے ہاتھوں سے ہوجاتا اسیر چاہ ہے

عزیز و ناقۂ لیلیٰ کے دیکھے گئے شتر غمزے
کہاں ہم اور کہاں غم میکشو نکو غم سے کیا نسبت
اگر من جائیگی مجنون کو خدمت ساربانی کی
مگر اے حضرت دل آپنے یہ مہربانی کی

رہے خاطر نہ بے شغل محبت کیونکہ بند اپنی
زمین کیا ہے فلک پانو نکے نیچے سے نکلی ہے
کلید قفل دل فرہاد ہے مثل سپند اپنی
ہماری خاک پر دکھلا دو رفتار سمند اپنی

جو دل سے اپنے دم آتشین نکل جاوے
ستم نے ہم تنوں کے کیا ہے ناک میں دم
فلک کے پانوں تلے سے زمین نکل جاوے
الٰہی تن سے مرا دم کہیں نکل جاوے

اٹھاتا عشق کی کیوں اے دل ناداں جوکھوں ہے
ابھی تو مال جوکھوں ہے پھر آگے جان جوکھوں ہے

پیش اکرام سے ساری کرامت ہے یہی
عادت بد ترک کر تو خرق عادت ہے یہی

پھرتے ہیں لکھے پڑھے سو دمیں مال و جاہ کے
طفل مکتب رہتے ہیں گنبد میں بسم اللہ کے

لحد کو جائے یوں پیر پشت خم دیکھے
سرا کو جیسے تھکا اونٹ دم بدم دیکھے

پلا مے آشکارا ہمکو کسکی ساقیا چوری
خدا کی جب نہیں چوری تو پھر بندہ کی کیا چوری

مجھے گہوارہ بھی تھا کشتی طوفان زدہ آسا

رہا جوں طفل اشک آفت رسیدہ میں تو بچپن سے

یاں لگ چکے سب ہی و دل و جاں ٹھکانے
کیا جانے جز لا بانے کیا داں سے کہ تامہ

اب تک نہیں کافر ترا ایمان ٹھکانے
آئے نہیں تیرے نظر اوسان ٹھکانے

مرے حسن عمل سے معصیت بھی عار کرتی ہے
اگر انسان قانع ہو تو ہے اکسیر سے بہتر

مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے
ہوا و حرص لیکن اسکی مٹی خوار کرتی ہے

ہم ہیں غلام اُنکے جو ہیں وفا کے بندے
مت بھول بندگی پر غرہ میں آکے بندے

اسکو یقین کرنا گر ہو خدا کے بندے
زاہد سے تا بہ فاسق سب ہیں خدا کے بندے

ہم بتونکو اپنے جذب دل سے کھینچے جائینگے
دیکھیں تو کبتک نہیں کرتے ترے دل میں اثر

پر بُرے پتھر ہیں یہ مشکل سے کھینچے جائینگے
ہم بھی نالے اپنے جذب دل سے کھینچے جائینگے

کام لیجے گا کہیں اور ہی دانائی سے
کیونکہ عینک کو نہ آنکھوں سے لگاؤں اے یار

ناصحو جاؤ نہ لپٹو کسی سودائی سے
چار آنکھیں ہوئیں مجھ قوت بینائی سے

کونسے دن نگہ تیز نہ خونریز رہی
آتش عشق تو ہے گلشن جنت کی ہوا

مجھ پہ ظالم تری ہر روز چھری تیز رہی
یاں مگر آتش دوزخ سے بھی کچھ تیز رہی

ہمکو کیا یاں راہ پر ہے کوئی یا گمراہ ہے

اپنی سب سے راہ ہے اور سب سے یاد اللہ ہے

بیقراری کا سبب ہر کام کی اُمید ہے
ناامیدی ہے مگر آرام کی امید ہے

اگر اُٹھے تو آزردہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے
لگا یا جی کو اپنے روگ جب سے جی لگا بیٹھے

باقی ہے دل میں شیخ کے حسرت گناہ کی
کالا کریگا منہ بھی جو ڈاڑھی سیاہ کی

عیاں ہے اشک کی گرمی ہویدا سوزش دل ہے
کہ آتا اپنا اشک سوختہ مانندِ فلفل ہے

درد دل سے لوٹتا ہون پر اسکو درد ہے
مین ہون نقطہ وہ جس پہلو سے دیکھو درد ہے

دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے
ہم گرفتار ہوئے دل کی گرفتاری سے

جو کہو گے تم کہینگے ہم بھی ہاں یونہی سہی
آپ کی یونہی خوشی ہے مہربان یونہی سہی

جس در پہ یہ غل تھے کہ آتی کان پڑی آواز نہ تھی
عقل سحر اُس در پہ تھی حیران کھڑی آواز نہ تھی

راز درون خم سے کسے اس پردہ مین آگاہی ہے
یون تو ہر ایک زعم مین اپنے افلاطون الہی ہے

وہ لعل شیرین کسی کے دل کی الٹی کیا ہو گیا دوا ہے
کہ میٹھا میٹھا سا درد کل سے مرے کلیجہ مین ہو رہا ہے

| | |
|---|---|
| رہی یاں سطرح بعد از مرگ دنیا کی ہوسناکی | شرابی کر کے توبہ جسطرح ہوجائے تریاکی |
| باتوں کو نہ ہو حق کر اے شیخ مناجاتی | سوتے ہوئے چونکیں گے رندان خراباتی |
| کیا ہم سخنی کرتا ہے اس گل کے دہن سے | غنچہ سے یہ کہہ دو کہ چٹک جائے چمن سے |
| قطرہ قطرہ آنسو جسکا طوفان طوفان شدت ہے | ٹکڑے ٹکڑے دل جو پڑا ہے تودہ تودہ حسرت ہے |
| جسے ہم چاہتے ہیں وہ بت گمراہ بھی چاہے | ہمارے دل نے تو چاہا مگر اللہ بھی چاہے |
| کل کے جو وصل کے عالم ہیں نظر میں پھرتے | آج تنہا خفقانی سے ہیں گھر میں پھرتے |
| ہم اور غیر یکجا دونوں بہم نہ ہونگے | ہم ہونگے وہ نہ ہونگے وہ ہونگے ہم نہ ہونگے |
| جنوں کے دست مبارک ہیں پیرہن کو لگے | رہا بھی تار نہ باقی کہ جو کفن کو لگے |
| لاشے کو دفن کیجئے میرے کہ پھینکا دیجئے | مردہ بدست زندہ جو چاہئے سو کیجئے |
| معلوم ہوا بینی و ابروئے بتاں سے | اک تیر ہے گویا کہ چڑھا ہے دو کماں سے |

ڈسا ہو کاٹے نے جسکو کالے تو وہ فسوں کے اثر سے کھیلے
وہاں دو گیسو کا تیرے مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے

مصروف چارہ دیکھا کیا چارہ گر کو میرے
مرہم سی لگ رہی ہین زخم جگر کو میرے

مٹی سے اپنی مٹی جو تربت مین مل گئی
جو کچھ کہ تھی مراد محبت مین مل گئی

بد نہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

لال کتاب اپنی اب بادۂ لالہ رنگ ہے
میکدہ اپنے واسطے مدرسۂ فرنگ ہے

کیا تاب دل جلون سے جو برق لاگ رکھے
دوزخ بھی ہو تو اُنکی جلون پہ آگ رکھے

کرے کعبہ مین کیا جو سر بتخانہ سے آگہ ہے
یہان تو کوئی صورت بھی وہان اللہ ہی اللہ ہے

ہمیشہ کام مجنون کو رہا صحرا نوردی سے
بسایا خانۂ زنجیر ہمنے پائے مردی سے

جنون سے میرے مجنون بھاگتا جیسے بگولا ہے
کہ مین صورت ہون وحشت کی وہ یونہی اک ہیولا ہے

خاک اُڑاتا دشت مین جب ترا سودائی پھرے
پھر بگولا تو ہے کیا آندھی بھی بولائی پھرے

جہان دنیا مین دیکھا سچ کے اوپر جھوٹ فائق ہے
کہ پہلے صبح کاذب ہے تو پیچھے صبح صادق ہے

ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے
کرکے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے

کتنے مفلس ہو گئے کتنے تونگر ہو گئے
خاک میں جب مل گئے دونوں برابر ہو گئے

اب ہے جا زیرِ مغیلاں ترے دیوانوں کی
مدتوں چھان چکے خاک بیابانوں کی

الفت کا نشہ جب کوئی مرجائے تو جائے
یہ دردِ سر ایسا ہے کہ سر جائے تو جائے

رات جوں شمع کٹی ہمکو جو روتے روتے
بہ گئے اشکوں میں ہم صبح کے ہوتے ہوتے

کوئی جو اُسکو پڑھکر عاشق کا خط سنائے
اک حرف مدعا پر سَو بے نقط سنائے

لاشے کے ساتھ بھی نہ مری قبر تک چلے
ہوتے ہی اذنِ عام کے گھر کو کھسک چلے

نہیں ہچکی ہچکی شام سے اکدم ٹھہرتی ہے
ترے بیمارِ غم کو موت شاید یاد کرتی ہے

ناخن سے منقار کی میرے داغِ جنوں کو زاغ کھجائے
عشق یہ تیری فطرت ہے تو سر سہلائے بیجا کھائے

چاہئے زر ان بتانِ سیم تن کیواسطے
یاں قلندر ہیں نہیں کوڑی کفن کیواسطے

پھر بہار آئی کف ہر شاخ پر پیمانہ ہے
ہر روش پر جلوۂ بادِ صبا مستانہ ہے

ہوتا نہ اگر دل تو محبت بھی نہ ہوتی
ہوتی نہ محبت تو یہ آفت بھی نہ ہوتی

کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد
بریدہ زہمہ باشد اگرفتار است

دیکھتے ہین جلوہ گلہائے رنگا رنگ ہم
مثل نرگس جب تلک ہے اس چمن مین چشم وا
آخرش ہوگا وہی اکدن خزان کے ہاتھ سے
جو کہ عالم اپنا اس نشو و نما سے پہلے تھا
ہے غنیمت کوئی دم نظارۂ رنگ بہار
پھر کہان یہ گلشن اور گل اور سبزہ یہ ہوا
در عدم بودیم و دیگر در عدم خواہیم رفت
این تماشائے جہان را مفت مے بینیم ما

## رباعیات

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا
ہم کیا ہین جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

اعلے جو علیؑ کی ہے امامت کا مقام
رکھتے ہین خبر اُس سے یہان خاص و عام
جو لوگ صف اول میثاق مین تھے
پوچھے کوئی اُن سے کہ وہ کیسا تھا امام

سبطین نبیؐ یعنے حسنؑ اور حسینؑ
زہراؑ و علیؑ کے دونون وہ نور العین
عینک ہے تماشائے دو عالم کے لیے
اے ذوق لگا آنکھون سے اُنکی نعلین

دل کو سر بازار جہان کر نہ اُچاٹ
جسطرح بنے سود و زیان مین دن کاٹ
اے ذوق فلک کے جب ہین بارہ حصے
سودا ہو نہ کیون زیرِ فلک بارہ باٹ

جب تک تھے گرہ مین احمقون کے پیسے
سب کہتے تھے اُن کو آپ ایسے ایسے

بہت دیکھا نہ دکھلایا ذرا بھی … طلوع صبح سے منہ روشنی نے
کہا جی نے مجھے یہ ہجر کی رات … یقین ہے صبح تک دیگی نہ جینے
لگے پانی چوانے منہ مین آنسو … پڑھی یسین سرھانے بیکسی نے
مگر دن عمر کے تھوڑے سے باقی … لگا رکھے تھے میری زندگی نے
کہ قسمت سے قریب خانہ میرے … اذان مسجد مین دی بارے کسی نے
بشارت مجکو تھی وصل کی دی … اذان کے ساتھ ہین دو فرخی نے
ہوئی ایسی خوشی اللہ اکبر … کہ خوش ہو کر کہا خود یہ خوشی نے

مؤذن مرحبا بروقت بولا
تری آواز سے مکے اور مدینے

کل ایک تارک دنیا سے مین نے پوچھا ذوق … کہ تو اُلٹ کے اُدھر سے ادھر ہوا پیوست
گذرتی ہوگی بآرام زندگی تیری … کہ تجھکو اب نہ غم نیست ہے نہ شادی ہست
کہا یہ اُس نے کہ قید حیات مین انسان … کبھی نہ ہوگا دل آسودہ گو ہوست الست
اُٹھائے ہاتھ جہان سے ولیک کیا امکان … کہ با فراغ کرے کنج عافیت مین نشست
چھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کی … تو سلسلہ مین فقیری کے وہ ہوا پابست
رہا وہ خدمت مرشد کی قید مین برسون … کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
گر ایک عمر مین پہونچا مقام عالی پر … کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست
جو وسعتگاہ تصرف مین بھی ہوئی اُس کو … تو یہ ارادہ ہوا اور بھی ہون بالادست
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی … کہ نفس دشمن سرکش ہے اسکو دیجے شکست
جو ہوشیار ہے تو ہے وہ شرع کا پابند … پھنسا ہوا ہے وہ کیفیتون مین گر ہے مست
نہین ہے دام علائق سے مطلق آزادی … مجال کیا کہ نکل جائے کوئی کرکے جست
کہا ہے خوب کسی نے یہ شعر برجستہ … گیا زبان سے نکل اُسکی جیسے تیر از شست

| | |
|---|---|
| بداصل کو کیا نام خدا کوئی بتائے | بندوق کا طوطہ نہ کہے حق اللہ |
| اس جہل کا ہے ذوق ٹھکانا کچھ بھی<br>ہم جانتے تھے علم سے کچھ جانینگے | دانش نے کیا دل کو نہ دانا کچھ بھی<br>جانا تو یہ جانا کہ نہ جانا کچھ بھی |
| مشکل ہے بیان پائے خرد کا جمنا<br>ہم پیر وِ عشق وعشق اپنا ہادی | اس وحشی رم دیدہ کو کیسا رَمنا<br>جو عشق کہے ذوق کہو سلمنا |
| کھلتا نہیں اے ذوق یہ ہم پر مضمون<br>کہیئے کسے حق پہ اور باطل پہ کسے | ہر شخص جو مذہب کا ہے اپنے مفتون<br>کل حزب بما لدیھم فرحون |
| اے زاہد و تم سے کیا جھگڑا کرلوں میں<br>میخوار و صنم پرست کہتے ہو مجھے | غصہ سے کروں کس لئے دلکو خون میں<br>تم ہو تم ہو جو کچھ کہ ہوں میں ہوں میں |
| دنیا سے ذوق رشتۂ الفت کو توڑ دے<br>پر ذوق تو نہ چھوڑے گا اس پیرہ زال کو | جس سر کا ہے یہ بال اُسی سر میں جوڑ دے<br>یہ پیرہ زال گر تجھے چاہے تو چھوڑ دے |
| جنکو اسوقت میں اسلام کا دعوٰی ہے کمال<br>جیسے محفل میں ہنسانے کو مسلمانوں پر | غور سے دیکھا تو اے ذوق ہے انکا یہ حال<br>نقل کرتا ہو مسلمان کی کافر نقال |
| تو بھلا ہے تو برا ہو نہیں سکتا اے ذوق | ہے براوہ ہی کہ جو تجکو برا جانتا ہے |

مفلس جو ہوئے تو پھر کسی نے اے ذوق
پوچھا نہ کہ تھے کون وہ ایسے ویسے

اے ذوق کبھی تو نہ خوش اوقات ہوا
ایک دم نہ ترا صرفِ مناجات ہوا
جب تک تھا جوان تھا جوانِ بدمست
اب پیر ہوا اسیرِ خرابات ہوا

آنکھ اُسکی نشہ مین جب گلابی ہوجائے
صوفی اُسے دیکھے تو شرابی ہوجائے
دکھلائے جو وہ روئے کتابی اے ذوق
سب مدرسہ کافرِ کتابی ہوجائے

جن دانتون سے ہنستے تھے ہمیشہ کھل کھل
اب درد سے ہین وہی رُلاتے ہل ہل
پیری مین کہان اب وہ جوانی کے مزے
اے ذوق بڑھاپے سے ہے دانتا کل کل

اے ذوق فرشتے ہین یہ کہکر روتے
اے کاش کہ انسان ہی ہم بھی ہوتے
غفلت مین یہ رہتا ہے یہانتک ہشیار
شیطان کے چلا دیتا ہے سوتے سوتے

ان آنکھون نے روئے لالہ گون بھی دیکھا
اور پھر اُن کو بہ اشکِ خون بھی دیکھا
کیا کیا دیکھے نہ رنگ ہم نے اے ذوق
یون بھی دیکھا جہان مین وون بھی دیکھا

دنیا کے الم ذوق اُٹھا جائینگے
ہم کیا کہین کیا آئے تھے کیا جائینگے
جب آئے تھے روتے ہوئے آپ آئے تھے
اب جائینگے اورون کو رُلا جائینگے

دل جن کا ہے آہن کیطرح سخت وسیاہ
وہ لطفِ سخن سے نہین ہوتے آگاہ

تا بنے اور بھی مین رہے اخلاص بہم — گوندھئے سورۂ اخلاص کو پڑھکر سہرا

دھوم ہے گلشنِ آفاق مین اِس سہرے کی — گائین مرغانِ نوا سنج نہ کیونکر سہرا

روے فرخ پہ جو ہین تیرے برستے انوار — تار بارش سے بنا ایک سرا سر سہرا

ایک کو ایک پہ تزئین ہے دمِ آرائش — سر پہ دستار رہے دستار کے اوپر سہرا

ایک گوہر بھی نہین صدکان گہر مین چھوڑا — تیرا بنوایا ہے لے لے کے جو گوہر سہرا

پھرتی خوشبو سی ہے اترائی ہوئی بادِ بہار — اللہ اللہ رے پھولون کا معطر سہرا

سر پہ طرہ ہے مزین تو گلے مین بدھی — کنگنا ہاتھ مین زیبا ہے تو سر پر سہرا

رونمائی مین تجھے دے مہ و خورشید فلک — کھولدے منھ کو جو تو منھ سے اُٹھا کر سہرا

کثرتِ تارِ نظر سے ہے تماشائیون کے — دمِ نظارہ ترے روئے نکو پر سہرا

دُرِ خوش آب مضامین سے بنا کر لایا — واسطے تیرے ترا ذوق ثنا گر سہرا

جن کو دعویٰ ہو سخن کا یہ سنا دو انکو — دیکھو اس طرح سے کہتے ہین سخنور سہرا

## مثنوی

چاہئے نام اُسی کا اے خامہ — زینتِ نامہ زیبِ سرنامہ

ہے فلک اک نمونہ قدرت کا — یا قلمدان ہزار صنعت کا

رخِ قرطاس کو صفائی دی — اور سیاہی کو روشنائی دی

دیا قمری کو مصرعِ نالا — مصرعِ قدِ سرو پہ بالا

کی عطا تو خطون کو کلکِ ادا — کیا عاشق کو تختۂ مشقِ جفا

نمک افشان ہے عشقِ شور انگیز — زخمِ دل کرتے ہین بیز بہ بیز

عکس ہے سبزۂ لبِ جو کا — وسمہ قوسِ قزح کے ابرو کا

آئے گلشن مین فصلِ گل سو بار — بلبلین ہون ترانہ سنج ہزار

| | |
|---|---|
| اور اگر تو ہی بُرا ہے تو وہ سچ کہتا ہے | کیوں برا کہنے سے تو اُسکے برا مانتا ہے |
| قدم سنبھال کے رکھ راہِ عشق میں اے ذوق<br>جو کوئی آبلۂ پائے مور بھی ہے یہان | گذرنا اس رہِ دشوار سے نہ آسان ہے<br>ترے ڈبونے کو وہ بھی تنورِ طوفان ہے |
| نذر دین نفس کش کو دنیا دار<br>سچ کہا ہے کسی نے یہ اے ذوق | واہ کیا تیری کارسازی ہے<br>مالِ موذی نصیبِ غازی ہے |
| اے ذوق کریگا کوئی دنیا کیا ترک<br>کیا دخل کہ ہو ترک کسی سے دنیا | دنیا ہے بری بلا ارے کیا ترک<br>جب تک نہ کرے آپ اُسے دنیا ترک |
| دل سے مین اپنے رسولِ عربی کا ہون غلام<br>مین حضوری مین رہون اُسکی نہ کسطرح مدام | دل کھو جان کھو جاتے ہین اس بات کو سب<br>ہے یہ مشہور مثل مالِ عرب پیشِ عرب |
| ناصحا مجھکو ملامت تو نہ کر<br>بسکہ مجھ کو عشقبازی کا ہے ذوق | کس طرح مین عشق سے بیزار ہون<br>کیا کرون مین ذوق سے ناچار ہون |
| اے جوان بخت مبارک تجھے سر پر سہرا<br>آج وہ دن ہے کہ لائے دُرِ انجم سے فلک<br>تابشِ حسن سے مانندِ شعاعِ خورشید<br>دیکھے صلِّ علٰی یہ کہے سبحان اللہ | آج ہے یمن و سعادت کا ترے سر سہرا<br>کشتیِ زر مین مہِ نو کی لگا کر سہرا<br>رخِ پر نور پہ ہے تیرے منور سہرا<br>دیکھے مکھڑے پہ جو تیرے مہِ انور سہرا |

ماہ بے مہر بلکہ دشمن مہر / ہر ستم مین شریک سپہر
برق کا وہ ذرا چمک جانا / اور بغل مین ترا دبک جانا
فتنہ اُستاد نرگس فتان / گرد مژگان ہجوم شاگردان
رخ تعالےٰ و زلف صل علےٰ / قد وہ سُبحانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ
زلف جنبان مین رخ کی براقی / کرے مشائیون کو اشراقی
گو انا الحق نہ منھ سے کہے / لیک جاری زبان ہر مو سے
مچھلی بازو کی ہاے ذو الفنین / غرقہ کشتی بحر خون سے مردم عین
کمر و ناف از پے دل زار / رشتۂ کار و عقدۂ دشوار

رنگ پان لعل روح افزا پر
خون ثابت کرے مسیحا پر

## قصیدہ نمبر ۱

سحر جو گھر مین بشکل آئینہ تھا مین بیٹھا نزار و حیران
تو اک پری چہرہ حور طلعت بشکل بلقیس و ماہ کنعان
پری کی صورت چمن کی زینت گر اسکا شیوہ تو اسکا جلوہ
زبان شیرین بیان رنگین کلام رندان خرام مستان
انیس خلوۃ جلیس جلوۃ حریف حکمت ظریف صحبت
بہ بزم یاران بدل بہاران با اہل عزلت گلے بدامان
حسین بشکل و مہ منور عرق کے قطرے ہین اُس مین اختر
ہلال ابرو نگاہ جادو خدنگ مژگان و چشم فتان
بروے رنگین نگارستان شگوفہ خندان مگر نہ خندان
بموے پیچان ہے عشق پیچان جو ہین پریشان تو دل پریشان

ساقیا جلد اٹھ درنگ نہ کر — عرصۂ مطلب کا دیکھ تنگ نہ کر

طاق سے تو اتار لے شیشہ — طاق پر رکھ کتاب اندیشہ

شیشۂ مے کی یہ دراز زبان — اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان

مین ہون مانند ساغر لبریز — جان بلب جان بلب کو کیا پرہیز

جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے — پانؤن توبہ کے لڑکھڑانے لگے

ق

کردے یانتک مجھے نشہ مین چور — تاکہ مانند خوشۂ انگور

دل کے سارے پھپھولے پھوڑ نہین — نکتہ باقی نہ کوئی چھوڑون مین

شب ہجران بسر نہین ہوتی — نہین ہوتی سحر نہین ہوتی

بستر رنج و کنج تنہائی — رات کیا آئی اک بلا آئی

شام سے حال ہے یہ صبح تلک — نہین لگتی مری پلک سے پلک

کیون نہین بولتے سحر کے طیور — کیا شفق نے کھلا دیا سیندور

گر لکھون خط مین بیقراری دل — نامہ بر ہو کبوتر بسمل

مضطرب اب جو ہو رہا دل ہے — دل ہے یا مرغ نیم بسمل ہے

دل کی واشد کی کیا کرون تدبیر — غنچۂ دل ہے غنچۂ تصویر

جان بیتاب جیسی بے کل برق — وہ بھی گرم رہ فنا کالبرق

نبضین چھوٹی ہوئین غشی طاری — ایک فرقت ہزار بیماری

دل سے رخصت ہے تاب طاقت کی — بیقراری نے استقامت کی

ہوس سیر باغ ہے کس کو — دل ہے کس کو دماغ ہے کس کو

کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے گھر — سگ دیوانہ بن گیا ہے گھر

اب ہو یک لخت دل کہ ہو صد لخت — تن بتقدیر سنگ آمد و سخت

ہو چکی دل کی اپنے عشق مین خیر — رہون دریا مین اور مگر سے بیر

تری عدالت میں ہے یہ قدغن کمان کو دیکھے نہ ماہ روشن
وگرنہ ہالہ ہو طوق گردن کہ تا ہو دل میں بہت پشیمان

جو تیغ بران کو اپنی شاہا کرے علم بردزہیجا
تو زیر داماں ابر اپنا دکھائے جلوہ نہ برق رخشان

یہ تیرا خنجر ہے یا کہ نشتر کہ جس کے لگتے ہی دم میں اڑکر
قفس سے ہوتا ہے تن کے پران ترے مخالف کا طائر جان

ہے عید قرباں میں تیری میمون دکھا بزرگوں نے شتر گردوں
کہ کھائے گاؤ زمیں نہ ہیبت کہیں نہ زیر زمیں ہو لرزان

رکھے گا فغفور چینی خانہ تو حکم دے آئے شہ زمانہ
بنا صفاہان پہ آستانہ کہ بیٹھے دارا بجائے دربان

تری سخاوت کا سن کے عالم امنڈ پڑا ہے تمام عالم
عرب سے آیا ہے چل کے حاتم طلب سوال و بدست داماں

جو آئیں جنبش میں لعل شیریں چمک ہو انکی کلام رنگیں
تو حکم دیوے تو ہو وہیں آئیں تو ہنسکے بولے تو گل ہو خندان

جو ہو سوار سمند تازی کرے تو سیدان میں سب تازی
تو سمجھے دور فلک کو بازی بجائے گوئے و بدست چوگان

وہ تیرا ہے فیل کوہ پیکر کہ جسکو کہتے ہیں سب نظر کر
فلک پہ دمدار ہیں دو اختر و یا نمایاں ہیں اس کے دندان

ترا جو وصف خجستہ شاہا لکھے قلم کو کہاں سے یارا
ثنا و دعا پر ہے ختم کرتا جو ذوق تیرا ہے تہنیت خوان

کہ سعد اکبر کو خوشی ہوا فزوں حسود ہوں سرنگوں مجمع نا — یہ جشن فرخ ہمایوں سدا بصد فر و شوکت و شان

وہ گوش پر زیب کج کلاہی جو دیکھو بینی تو یا الٰہی
دہن میں غنچہ لبوں میں گلبرگ و روئے روشن میں مہر تابان

نگاہ ساغر کش تماشا بیاض گردن صراحی آسا
وہ گول بازو وہ گوری ساعد وہ پنجہ رنگین بخون جان

کمر نزاکت سے لہکی جائے کہ سے نزاکت کا بار اُٹھائے
اور اُس پہ سو لوز لہر کھائے پھر اُسپہ ہین دو قمر فروزان

وہ ران روشن وہ ساق سیمین وہ پانازک حنا سے رنگین
وہ قد قیامت وہ فتنہ قامت دلونپہ شامت جو جھومتا جان

جو نام پوچھا کہا خوشی ہون جو وصف پوچھا تو دلربا ہون
سبب جو پوچھا تو ہنسکے بولا کہ ذوق تو بھی عجب ہے نادان

وہ شاہ جو ہے محمد اکبر جہان مین رشک جم و سکندر
جلوس جشن اُس کا ہے فلک پر اسی کے پرتو مین ست بہان

یہ سنتے ہی مین نے بالبداہت لکھا وہ مطلع شفق شباہت
کہ جسکو احسن کہے سخنور پڑھے یہ تحسین ہر اک سخندان

مطلع

شہنشہا تیرے سر پہ دوران ہے جبتک بجتے ہو تا قرآن
کہ ہفت اختر بہ ہفت کشور ہین آج یکسر مطیع فرمان

وہ ہے ترا اختر ہمایون کہ ہو گئے روشن چراغ گردون
مدام کانپے ہے شعلہ آسا بزیر فانوس چرخ گردان

سحاب ہمت جو در فشانی کرے بہنگام حکمرانی
تو موج خجالت سے پانی پانی ہوا یہ یلدست ابر نیسان

ساقی مہوش مست شبانہ مطرب دلکش صرف ترانہ
مژدہ عید اقبال مجسم وقت سعید انوار سراپا
اک بت ترسا با دل سنگین لعبت کافر با ہمہ تمکین
صورت لات و شکل منات و رشک یعوق و غیرت عزیٰ
کان ملاحت بحر صباحت جوئے فصاحت گلشن راحت
شور میں لیلےٰ نور میں سلمیٰ لہجہ میں شیریں جلوہ میں عذرا
وہ لب میگون عارض گلگون وہ قد موزون چشم پر افسون
برگ گل تر لالۂ احمر سرو صنوبر نرگس شہلا
خال لب ہے نقطۂ مشکین یا ہے ہلال و چشمۂ شیرین
مردم دیدہ محو بدیدہ لالہ بداغ و دل بہ سویدا
فوج نظارہ جون رم آہو آہوئے کعبہ نرگس جادو
چین بہ جبین محراب بکعبہ طاق دو ابرو مسجد اقصیٰ
چاہ زنخدان آب زلال اور اُس پہ تکلم چشمۂ شیرین
ناصیہ روشن جون کف موسیٰ زلف شکن در خط چلیپا
پان کی سرخی لب سے گلو تک دست و گریبان قوس قزح سے
دام برائے گردن عنقا چشم و چراغ دیدۂ حورا
بیت زلالی لب پہ تکلم فقرہ خیالی رنگ تبسم
موئے میان جون معنی نازک تنگ دہان سربستہ معما
عارض گلگون چشم پر افسون سبزۂ تر سے طرز نظر سے
مایۂ ناز و غمزہ طراز گلشن راز و راز بدلہا
فتنہ سراپا قہر سراسر مست وفا مین چست جفا مین شرم سے ڈوبا بحر حیا مین ناصیہ رو بر عالم بالا

## قصیدہ نمبر ۲

صبح سعادت نور ارادت تن بریاضت دل بہ تمنا
جلوۂ قدرت عالم وحدت چشم بصیرت محو تماشا

قصر رفیع و صحن وسیع طرز مسجع سطح مربع
باغ ارم یا روضۂ رضوان خلد بریں یا جنت ماوے

مرغ خوش الحان بر سر بستان ہر گلستان خرم و خندان
گوش شقائق محو سرود و دیدۂ نرگس مست تماشا

لحن قماری شکل مسجع صوت عنادل درد مہلل
سرو بہ قامت نخل دعا و نکہت گل با دم بہ مسیحا

فصل ربیع و موسم اردی معتدل اک جا گرمی و سردی
میل عناصر سوئے طبایع ربط قوی با عالم اشیا

چہرۂ گلشن آتش رخشان سرخی گل ہیں لعل بدخشان
سبزہ بہ شبنم رشک جواہر لالہ بہ ژالہ لولوے لالا

قلب کو فرحت روح کو راحت عقل کو قوت طبع کو جودت
جلوۂ ساقی نغمۂ مطرب نالہ بہ چنگ و نشہ صہبا

خندۂ گل پر شاد دل پر سر و تحسین پر لطف سخن پر
نغمۂ بلبل نالۂ صلصل قہقہہ قلقل بر لب مینا

غلغلہ اندر محفل مستان وجد میں جیل بادہ پرستان
نغمہ طرازان باربد آسا چنگ نوازان شکل نکیسا

جام بلورین بادۂ لعلین صبح بہار و گلشن رنگین
پنبۂ مینا بر سر مینا اختر صبح و گنبد خضرا

تجھ سے ہی قائم شام و سحر ہے تجھ ہی سے دائم تازہ و تر ہے

بار مراد و برگ نشاط و شاخ امید و نخل تمنا

تو بہ ریاست تو بہ فراست تو بہ مقالت تو بہ سیاست

فطرت لحیان فکر جماعت حسن بیاض و غصہ حمرا

رو بہ رضا و لب بہ دعا و دست بہمت پا بہ اقامت

لب بہدایت دل بہ درایت صرف بزہد و محو بہ تقویٰ

تو بہ حقیقت تو بہ طریقت تو بہ شریعت تو بہ ودیعت

پاک سرشت و نیک نوشت و جسم مطہر قلب مصفیٰ

رو بہ تجمل خو بہ تحمل کف بہ تکلف لب بہ تکلم

رو کش یوسف ہمسر صالح ہمرہ موسیٰ ہمدم عیسیٰ

تیری محافظ آیۂ کرسی تیری معاون آیت قدسی

زیب عمائم سورۂ یاسین حسن عزائم سورۂ طٰہٰ

جانب اعدا تو سر میدان کھینچ لے جس دم صارم براں

نعرہ ہو اُس کا اُقتل اُقتل نہ یہ ہو اس کا نحن قتلنا

جلوہ سے تیرے ہو نہ منور شام و سحر آفاق تو کیونکر

مہ ہو دوانے دیدۂ شپر مہر ضیائے حیرت دریا

تو دم فرحت تو دم عشرت تو دم صولت بر سر دولت

ماہ بسرطان زہرہ بمیزان تیر بہ قوس و شمس بہ جوزا

فہم ترا وہ عقل ارسطو بالغہ جس سے جوہر ثانی

عقل ترا دے درس فلاطون فلسفہ جس کی ابجد ادنیٰ

حال و عالم تجھ میں ہے پیدا اور ہے یہ نور کشف ہویدا غیر قیافہ غیر سرودہ غیر تفاؤل غیر بہ رویا

رمزیت ہو کر صرف تکلم نازسے ہو کر لب تبسم
مجھ سے کہا ہو زمزمہ پیرا تو بھی تو بول اے بلبل شیدا
مین نے پڑھا ایک مطلع روشن مدح مین تیرے جس سے گلشن
روح معطر اے شہ عالم عرش ہو جبریل اور شاد ہوا عشی
اے شہ عالم وہمہ عالم عالی اعلی والی و الا
لب پہ ستائش دل پہ نیائش جلوہ طراز عرش معلی
افس خلافت از رہ رتبت تخت خلافت عرش عظمت
توسے پہ حلم وجہ جو صورت وہ ہے پہ نفس تبہ سیوسلے
روح مجسم عقل مکرم نفس مقدس جسم مطہر
باتن صافی جان موافی پردہ بہ دنیا جلوہ بہ عقبی
علم حقیقی علم مجازی تیرے حلول ساری وطاری
اصل مبانی نقل معانی عقل کو تیرے عیش مہیا
سارے پڑھے اسماء الٰہی سب ہین موثر اے شہ اکبر
اسم جو اعظم سے تو وہی ہے جس سے ہے تیرا اسم مسمیٰ
فہم مین سے کر صافی طینت رکھ کے نظر مین اج قرینت
عرق حیا ہین زمزم و کوثر سر بہ زمین ہین سدرہ و طوبیٰ
خاق کریم بنفس نفیس وابر بفیض و فائز رحمت
آب بقا و خاک شفا و نار خلیل و باد مسیحا
تو سر دنیا ظل الٰہی حکم ترا تا ماہ بہ ماہی
تحت ترا ہے تا بہ ثریٰ اور فوق ہے تیرا تا بہ ثریا
حکم پہ حاضر نظم پہ ناظر تیرے جلوس جشن کی خاطر فوج سکندر لشکر دارا تخت فریدون مسند کسرا

پشت پہ اُسکی ہو درج زرّین قوس قزح سے مسند رنگین
تیرا طلوع اے خسرو خاور صبح شفق کر دے ہویدا
تھا جو سخن آغاز ثنا سے ختم سخن ہو حسن ادا سے
ذوق سخندان تیری دعا سے طرز سخن موزون ہو سراپا
دل ہے ترا یا نور کا عالم بلکہ فروغ طور کا عالم
پیش نظر ہے دور کا عالم سن تو سہی افلاک پہ ہے کیا
ورد ملائک نام خدا ہے دیکھ زبان پر کس کی ثنا ہے
دل کہ سراپا دست دعا ہے دست دعا و دامن تھا
تا کہ زمان منضم یہ زمین ہو دور مین چتر چرخ برین ہو
شاہ کا عالم زیر نگین ہو سطح زمین ہو عالم بالا

## قصیدہ نمبر ۳

خضر نصیب کی گر دنیا مین رہبری ہو
اور شاہ راہِ دل پر چشم ہنروری ہو
منظور ہر نظر مین تب شکل آئینہ ہون
روشن قلم سے میرے تاج سکندری ہو
تارہ کی طرح چمکے ذرہ مرے سخن کا
اور نام میرا روشن جون مہر و مشتری ہو
مین رستم معانی اور سیستان سخن ہے
دیتا جو زور قسمت دل کو تناوری ہو
برگشتہ بخت اپنا گر آئے راستی پر
گردون بھی سرنگون پھر یہ دیکھ سروری ہو
یہ کہہ رہا تھا مین جو یکبار عقل بولی
وہ بات کہہ کہ جسمین تیری بھی دلبری ہو
تجھکو خبر نہین کیا ہے در در شاہِ اکبر
رفعت سے پست جسکی شانِ سکندری ہو
ہے فکر کیا جب ایسا فیاض ہو جہان مین
اور دل کا اُسکے مقصد خود بندہ پروری ہو
مثل سحاب جا کر بادہ سے ہوا فلک سے
جس پر کہ اُس کی چشم الطاف سرسری ہو

تیری شمیم خلق سے طاری تیری نسیم طبع سے جاری

باد بہاری مشک تتاری عود قماری عنبر سارا

فکر فرنگ و دانش یونان آگے ترے ہے طفل دبستان

تو ہے وہ باہر تو ہے وہ ماہر تو ہے وہ بینا تو ہے وہ دانا

تیغ سے تیری پیکر دشمن حلقہ بہ حلقہ جب ہو بہ جوشن

پیش حلیمان کب رہے ثابت عقل سے جزو لا یتجزیٰ

زینت لوح شوکت وشان تو زیب سر توقیع جہان تو

اسپہ متقن جون گل طغرا اسپہ مسجل جون خط امضا

حاتم دوران منذر نعمان رستم دستان شیر نیستان

تو بہ سخاوت تو بہ عنایت تو دم جرأت تو سر ہیجا

حسن ادا مین نکتۂ موزون طرز بیان مین گوہر مکنون

شغل و عمل مین نظم مسجع حرف سخن مین نثر مقفیٰ

تیرا ہے توسن سایۂ ذوالمن بر سر جستن در دم رفتن

برق جہان و آب روان و شعلۂ آتش موجۂ دریا

باد بوقت تیز روانی ابر بوقت قطرہ فشانی

جب تو اڑادے کوہ و جبل پر جب تو روان ہو جانب صحرا

یہان سے دو شعر رہ گئے

فیل ہے تیرا ابر بہاران پر بخیال بادہ گساران

ہووے درخشان برق بہ باران دے جو بلا زنجیر مطلا

بحر بوسعت کوہ برفعت پردۂ کوہ نور بہ ظلمت

اُسپہ طلوع جلوۂ ظلمت طور بہ گویا نور تجلی

ابرِ کرم سے تیرے کیا دور ہے کہ شاہا
کشتِ فلک مین پیدا سر سبزیِ تری ہو

سورج کی جو کرن ہے گردون سے لے زمین تک
مانندِ عشق پیچان پھر سر بسر ہری ہو

مریخ کو فلک پر جس تیغ سے ہو ہیبت
دشمن کو بھاگ کر پھر کیا اُس سے جانبری ہو

نعرہ سے تیرے ہووے ہیبت کا چاک سینہ
دل پر دلاوری کے وہ تیغِ حیدری ہو

تیرے سوا جہان مین کون آج ہے توانا
جو دل کے ناتوان کو دیتا تونگری ہو

جار دب کش ہے تیرے مشکوے خسروی کا
زیبا ہے ماہ کو گر فرمانِ مہتری ہو

خورشید نذر لائے جب افسرِ شعاع سے
منشورِ افسری پر توقیعِ خاوری ہو

ابروے تاج بخشی جس دم کرے اشارت
کشتی مین لے کے حاضر وہ افسرِ زری ہو

لائین پئے سواری توسن کو جب سجا کر
صورت مین ہووے پُتلی پرواز مین پری ہو

چلتا ہوا ہے افسون اُڑتا ہوا چھلاوہ
پھر اس سے آگے بڑھکر کیا سحر ساحری ہو

کیا برش قلم وان دکھلائے شہسواری
جب توسنِ تصور کھاتا سکندری ہو

خاکِ قدم ہو اُس کی اہلِ نظر کو سونا
جو نقشِ سُم ہے اُس کا وہ مُہر اکبری ہو

تو اُس پہ بر سرِ زین جون رحل بر ادب ہے
اُمُّ الکتاب لیکر جبریل نے دھری ہو

کس وصف کی ہو سیڑھی ہاتھی پہ تیرے ہودن
کرتا نہ میل گردون جس کی برابری ہو

اس طرح جلوہ گر ہے تو بر سرِ عماری
برجِ حمل مین جیسے خورشیدِ خاوری ہو

چار آئنہ بدن پر دشمن کے گر سجا ہو
اور سر پر اسکے ٹوپی فولاد کی دھری ہو

پر جیسے آئنہ سے تیرِ نگاہ گذرے
یون غرق اس مین تیرے ہر تیر کی سری ہو

کیا سعد و نحس کا یان رہوے حساب باقی
جب چھائی آسمان پر فرخندہ اختری ہو

ختم ثنا ہے کرتا اب ذوق اس دعا پر
تو مدعا پہ اس کے گر ملتفت ذری ہو

جو ہو ترا دعاگو گلرنگ ہو وہ کھل کر
بدخواہ اگر ہو خندان صد برگ جعفری ہو

ہو سیرِ بخت تیری گر اوجِ میمنت پر
رفتارِ بخت اعدا بر رجعِ قہقری ہو

دربار مین تو اُسکے ہو بہرہ یاب جا کر
پھر وزری ہووے بیری اور تیری بہتری ہو
لیکن رہ رسائی اُس وقت ہو گی روشن
جب خضر راہ تیری طبع سخنوری ہو
توبھی تو سوچ دل مین تیرے دُرسخن کا
اُسکے سوا جہان مین کون آج جوہری ہو
اُسکی نظر چڑھین گر یہ تابدار گوہر
پھر نام تیرا روشن مانندِ انوری ہو
تب بحرِ فکر مین دل غواص ہو کے اترا
معلوم تا کہ سب کو زورِ شناوری ہو
مطلع یہ ہاتھ آیا شہوار ہین کے موتی
شرمندہ جسکے آگے صد کان جوہری ہو

شاہا نظر کرم کی جس ذرّہ پر ذری ہو
وہ آسمان پہ جاکر خورشید خاوری ہو

دیکھی ہے چین ابروآئینہ جبین مین
کیونکر نہ تن مین اُسکے ہیبت سے تھرتھری ہو
کیا تاب ہے فلک کی جنبش کرے جگہ سے
گر بہر پاے بندی ایما سرسری ہو
یہ آستان دولت ہے سجدہ گاہ عالم
دل کو تری عقیدت اور ننگ سروری ہو
دارا کو تیرے در تک ہو کس طرح رسائی
دربان جو تیرے در کا کرتا سکندری ہو
سورج نکھی کا تیرے اک پھول مہرانور
قربان تیری دولت پہ چرخ چنبری ہو
باغ جہان مین نرگس لے کیونکہ جام زرین
جب ہر گدا کو دیتا اک ساغر زری ہو
دکھلاے آبداری جب تیغ شعلہ دم کی
شیرون کے دل مین ٹھنڈا خون دلاوری ہو
کشت امل کو سرسبز آب گہر سے کر دے
ابر کرم کی تیرے جب فیض گستری ہو
بیشہ مین معدلت کے وہ شیر ہے تو شاہا
نوشیروان کو بس ہے ہرگز نہ ہمسری ہو
شیوہ مہوسون کا مہر کرم مین تیرے
تیری گدا گری ہو کیون کیمیا گری ہو
گر آفتاب تیرا ڈالے کرن کو اپنی
تاج گدا کا جلوہ جون تاج قیصری ہو
تیری ثنا مین شاہا لکھتا ہون اب وہ مطلع
جس کی چمک سے کاغذ چوگل غذ زری ہو

پابوس نقش پا سے تیرے جو کنکری ہو
جاکر فلک پر اُسکو تارون سے برتری ہو

تا کرے معلوم اصطرلاب سے اختر شناس
ارتفاع ہر ستارہ روز و شب یا صبح و شام

تا زحل کے ساتھ شکل عقلۂ انکیس کو
زائچہ میں دیتے ہوں صاحب عمل نسبت مدام

ہووے دائر عرصۂ برزخ میں تا بحث حکیم
ہوں مذاہب جبر اور تفویض میں اہل کلام

رد کریں تا دعوے رویت کو اہل اعتزال
اور ملاحدہ وسوسوں سے دین نبی کو اتہام

محو ہو جب تک کہ جوگی شغل استدراج میں
سینہ و سر میں رکھے مرغ نفس کو اپنے تھام

تا کہ سالک مسلک تقویٰ میں کرتا ہو سلوک
تا رہے مجذوب مستِ بادۂ غفلت مدام

تا وجود پاک سے ابدال اور اوتاد کے
انتظام اہل عالم ہووے عالم میں تمام

تا خراسان و عراق و زابل و نیریز سے
نغمہ ریزِ فارس آباد ان کرے اپنے مقام

مدھم و پنچم کھرج گندھار و دھیوت اور نکھاد
نغمۂ ہندی کا ہووے سات سُر سے انتظام

تا کہ فروردی ابار و آب ایلول و اویل
ماہِ شمسی ہو مطابق ہر ولایت میں مدام

یارب اس کا رتبۂ عالی ہمیشہ ہو فزوں
دولت اس کی ہو کنیز اقبال ہووے غلام

کون وہ یعنی محمد شاہ اکبر دیں پناہ
نیک صورت نیک سیرت نیک طالع نیکنام

زور دینداری سے جس کی ہے دکھاتی خود بخود
بیخ و بنیان ضلال و کفر شکل انہدام

کیا تعجب ہے اگر اُس کے بہارِ فیض سے
گلشن گیتی ہو رشکِ روضۂ دار السلام

مرغزار عالم اُس کے فیض سے ہے بسکہ سبز
پائے ہے رنگ زمرد پارۂ سنگ رخام

کہکشاں سے لے عصا نقرئی پیر فلک
کرتا ہے وقت سواری شکل چاؤش اہتمام

لے شمیم خلق اُس سے گر تو ہو جاے ابھی
طبلۂ عطار کی صورت معطر ہر مشام

گلشن مدح و ثنا سے اس کی اے گلچین فکر
لا گل مضمون تازہ جلد بہر استشمام

محترم یوں ذاتِ عالی ہے بہ جمہور انام
حلقۂ تسبیح میں جوں سر بر آوردہ امام

مائدہ اور من و سلویٰ کی کسے ہے احتیاج
مطبخ عالی سے تیرے سب کو پہنچے ہے طعام

## قصیدہ نمبر ۴

تا زبان زد دہر مین ہو فلسفی کا یہ کلام
ہے پئے افلاک لازم نفی خرق والتیام

تا خط محور پہ ہووے گرم گردش آفتاب
تا نہ قطبین فلک تک پہنچے دور صبح و شام

سبعہ سیارہ ہون سائر تا سر ہفت آسمان
ہو ثوابت کا سپہر ہشتمین پر ازدہام

منجمد ہو کر بیان طبقہ ہائے زمہریر
قطرہ افشان تا بخار ابر ہون بن کر غمام

آب باران سے گذر کر تا منتشر ہو شعاع
انعکاس رنگ سے قوس قزح پائے نظام

تا حقیقت کے لئے لطف سخن ہووے مجاز
صنعتین پیدا ہون اُس سے بامرام و بے مرام

تا کرین روشن معانی و بیان سحر بدیع
جن سے ایراد معانی ہو بہ تحسین الکلام

تا اَن و لن کے اذن دین فعل مستقبل کو نصب
جازم فعل مضارع اِن و لم لمّا و لام

تا کہ علم شعر ہو داخل بہ اوزان بحور
تا افاعیل و تفاعیل اس سے پائین انقسام

اور زحافون کا عمل لیکر ردیف و قافیہ
گہ عرب گاہے عجم مین انکو دے موزون مقام

تا اطبا، زمان کو ہووے علم طب کے ساتھ
غور نبض و فکر بحران فکر الوان قوام

تا حس و حکاک لازغ رخوہ و ثاقب ثقیل
جب تلک امراض مہلک کا اطبا مین ہو نام

کلیات خمسہ ہون منطق مین ایسا غوجیا
یعنی جنس و فصل و نوع و خاصہ او عرض عام

مادی و فاعلی علت کو تا صورت کے ساتھ
علت غائی پہ دیوین اہل دانش انصرام

تا ریاضی و طبیعی سے بزور فلسفہ
فیلسوفان جہان علم و عمل مین لیوین کام

تا کہ بیت سعد اکبر ہون فلک پر قوس و حوت
تا کہ جوزا اور حمل مین شمس کو ہو احتشام

سنبلہ کو تا منجم کہوے ہے شاید عقیم
تا کہ ہو دست و بغل جوزا فلک پر شاد کام

حکم ہو برجیس و کیوان کا روان بر چین و ہند
تا کہ تیر و ماہ روم و بلخ پر رکھین مقام

تا خراسان مہر کو بہرام کو ہو ملک ترک
ماورا النہر پہ ناہید کو تا ہو قیام

تیرے وصفِ ناوک اندازی پہ تیر اندازِ فکر
مطلعِ برجستہ کو سے لکھ کے دیتا انتظام

برسرِ پرواز ہون جب میرے شہبازِ سہام
جوشنِ جسمِ عدو مین ہووے دم محبوسِ دام

دستِ دہقان مین فلاخن شعلۂ جوالہ ہو
لین تیرے برقِ غضب کا کشتِ اعدا پر جو نام

گر سحابِ قہر تیرا ہو تگرگ افشان تو ہو
حالِ اہلِ قاف وہ اے خسروِ عالی مقام

وادیٔ بطحا مین جیسے برسرِ اصحابِ فیل
معجزِ طیراً ابابیل آیا وقتِ انہزام

جنبشِ خامہ سے میرے سرد ہو برقِ جہان
گر کرون شاہا رقم وصفِ سمندِ تیز گام

ترکِ تازی مین پڑی تھی اسکی شوخی پر نظر
ابلقِ چشمِ بتان کی ہو گئی ترکی تمام

صفحۂ غبرا پہ کھائے نقطۂ رمال رشک
دیکھے نقشِ سُم جو اُس کا جلوہ گر وقتِ خرام

سرعتِ طی منازل کا لکھون گر اسکے وصف
حال مستقبل کا داخل فعلِ ماضی مین ہو نام

عرصۂ چوگان مین جب اسکو بوقتِ معرکہ
لائے جولانی مین دیکر جنبشِ دستِ لگام

گاہ سرپٹ گہ اُڑان اور گاہ سیٹھا پوئیہ
گاہ دلکی ایسیہ اور گاہ جائے شاہ گام

اور اشارہ ہو اگر اس قاف سے اُس قاف پر
اس طرح اُڑ جائے جون مرغِ نظر بالائے بام

فیل کو تیرے شبِ یلدا تو کہتا ہے جہان
پر جو ہے نقشِ قدم اسکا وہی ماہِ تمام

یا سیہ خیمہ ہے لیلی کا دیا ہے تھم کہ
جانِ قیس تفتہ دل بنکر دھوان شکلِ غمام

حلقۂ زلفِ بتان کب کھائے یون پیچ و تاب
جب اُٹھا خرطوم کو اپنے کرے ہے وہ سلام

منزلِ توصیف کو کیونکر تری طے کر سکے
دم کہان مپیک خرد مین یہ خیال اسکا ہے خام

تہنیت کو ہے دعا پر ذوق کرتا مختصر
ہو مبارک تجکو با عیش و طربِ عیدِ صیام

جو کہ ہون بد خواہ وہ ناشاد اور غمگین رہین
اور ہوا خواہون کے دل ہو وین ہمیشہ شادکام

## قصیدہ نمبر ۵

صبحدم فکر جو تھا سیرِ فلک کا مشتاق
عرش پر اُڑ گیا اک آن مین مانندِ براق

بہرہ ور خورشید سے کوہ بدخشاں ہے فقط — نیر اجلال کی تیرے نظر عالم پہ عام

غنچۂ تصویر کو بھی مثل گلہائے چمن — ہے نسیم لطف سے تیرے ہوائے ابتسام

ق
ہے ملا دست سخا کے ساتھ تجھکو زور حکم — دست قسام ازل سے بسکہ وقت انقسام

فیض تیرا ہے کہ پائے خرقۂ ماہی درم — حکم تو دیوے تو رہوے زیر دریا تشنہ کام

دشمن مہ بین کو آب خضر بھی زہر آب ہے — اور دم عیسیٰ گلے میں تربش آب حسام

پر ہوا ہوں کو تیری مرحمت سے حسن را — فیض انفاس الٰہی میں نفوس انتسام

دست صحت سے رگ ہر سنگ کوہ و دشت میں — نبض سالم کی طرح جنبش دکھائیگی دوام

دیں مریضوں کو دم عیسیٰ تو یوں نکلیں وہاں — قطرۂ ریزش گریں جسطرح سے وقت زکام

مستفید نور کب ہے شمس سے جرم قمر — نیر اجلال سے تیرے جلا لیتا ہے وام

رو برو دست کرم کے ہوتی گر دو باد ہے — آبرو دے ابر گوہر بار اے ذوالاحترام

تو جھروکوں میں جو بیٹھے آکے بہر عدل و داد — شیر و آہو گھاٹ پر جمنا کے ہوں آپس میں رام

تا نہ آئے زخم عاشق کے دل ناکام پر — تیغ ابرو پر بتاں رکھتے ہیں وسمہ سے نیام

ق
اے فریدوں تو جو کردے راہ خونریزی کو بند — اور لبوں سے جام کے چھلکے رحیق لالہ فام

شانۂ ضحاک کے مانند ایک اسکی موج — مار پیچاں بن کے ہووے مستعد با خط جام

معجز انصاف سے تیرے سر دشت و جبل — ہر غزالہ ناقۂ صالح ہے گو بے زمام

قصد صید اس کا کرے کوئی معاذ اللہ اگر — ہو خدا کا قہر نازل اس پہ بہر انتقام

آیا جب تیرے مقابل اے نہنگ بحر رزم — شکل خرچنگ الٹے پاؤں ہٹ گیا دستان سام

گنج استقلال پر ہے قفل اگر تیری سپر — وقت پر شمشیر ہے مفتاح ابواب مہام

جوں عصائے حضرت موسیٰ سر دریائے نیل — نیزہ تیرا لشکر اعدا میں کر جاتا ہے کام

ہے خدنگ تیر پر تیرا ہوا پر ہے عقاب — دمبدم دے ہے تھنا کا اڑکے اعدا کو پیام

گر حد وسد سکندر کو کرے چار آئینہ — آگے تیری تیغ کے وصلی ہے پر کاغذ خام

آج وہ روزِ ہمایون ہے جسے کہتے ہین عید
بذلہ سنجی مین شگفتہ ہے دلِ اہلِ مذاق

بزمِ خسرو مین چل اے یار پئے بزمِ سخن
سب یہ کہتے ہین کہ تو نکتہ سرائی مین ہے طاق

تیرا قانون ترے پاس خطِ مسطر ہے
چھیڑ دے زابل و تبریز و خراسان و عراق

تیرے نغمے ترے مضمون ہین یہ تنہا قلم
دم کشی پر ہے سرِ دست کمربستہ و چاق

زمزمے مدح کے لکھ اُسکی جسے کہتے ہین سب
نائبِ ختمِ رسل ظلِ خدائے خلاق

کون وہ یعنی شہنشاہ محمد اکبر
دستِ بخشش سے خجل جسکے ہے بحرِ آفاق

طبعِ نقاد کی گر اُسکی رقم ہو توصیف
مہرہ اختر کا ہو اور ماہ سے آئے مہراق

تیر جادے سے خورشید ہلال آسا ہے
کاہشِ رشک سے رکھتا ہوس استدقاق

عطر سے شیشۂ افلاک ہو دم مین لبریز
ہووے گر لخلخہ سا اُسکی نسیمِ اخلاق

خسرِ ذرات کو تھا منزل دلمین میرے
ہر کاروان شہر سمرقند کا رکھتا اتراق

اُنکے خرجینون سے چن چن کے مین لایا ہون متاع
مدحِ حاضر کے لئے تیرے بصد استغراق

تو ہے وہ نسلِ خواقین پہ نثار آفاق
جسنے توران سے کیا ہند مین آکر قشلاق

گر ترا مہرِ طبیعت ہو پئے جزائے غضب
زمہریر از پئے آرام جہان ہو ییلاق

گر نہ دے حکم تو پھر ابر کے سینہ مین کبھی
رحمتِ عام نہو مایۂ ماءِ مہراق

تر زبان وصف مین سب ہین ترے طفلانِ سخن
دایۂ غیب سے پلواتا ہے شیرِ اشفاق

تیرے سیلانِ کرم پر ہے زمانہ مہمان
سبعہ و انجم سے فلک پر ہین مہیا اطباق

گر سبق لین نہ ترے فلسفۂ حکمت سے
اہلِ یونان پہ نہ ہووے حکما کا اطلاق

ہون نظر سے کبھی باہر نہ غوامض کے طیور
تیرے شہبازِ فراست کا ہے یہ استحقاق

درکِ امراض کرین جبکہ اناملِ تیرے
نبض آسا متحرک ہو رگِ سنگِ سماق

دیکھکر نجمِ سعادت کا ترے حسنِ طلوع
مادرِ شب پسرِ مہ کو کرے شرم سے عاق

تو جو محرابِ عبادت مین رکھے سر بسجود
طاقِ مسجد مین جھکے آکے سرِ ہفتم طاق

چمک اس برق جہان کی ہو بیان کیا کہ اگر — اُفق طبع پہ دکھلائے فروغ اشراق

شعلۂ رنگ حنا کرکے اڑا دیوے ابھی — قفس دل مین جو ہین بند طیور اشواق

رات مجھکو یہ فلک گردنان سے لیکے گیا — کہ عقول عقلا کی تھی جہان طاقت طاق

فلسفی دہر کے جو جو تھے ہوے مشائین — نور اشراق سے تھے ہو گئے سب اہل رواق

تھے سعادت سے جو سب برج فلک مالامال — بخت و دولت سے یہ لبریز تھا ہر قصر و وثاق

تھی تعجب کی نہ جا بار جلالت سے ہو گر — حرکت چرخ گرانبار کی قطبین پہ شاق

انجم ثابت و سیار سعادت سے بہم — یون نظر آئے کہ جون دست و بغل اہل وفاق

نجم ناہید لقب جس کا ہے رقاص فلک — تھا جپ و راست با ہنگ ہاے عشاق

بدر تھا پل مین قمر پل مین نظر آتا ہلال — خدمت دائرہ داری مین تھا ہر رنگ سے طاق

اسکا طنبور جو دیتا تھا سرون کو ہیہات — جرم خورشید سے ہوتی تھین شعاعین اشراق

تیر گردونکا خوشی سے تھا جو دل لہراتا — ہو کیے ترتیب ثریا کو باقسام ایاق

جلترنگ ایسی بجاتا تھا کہ سب وجد مین تھے — لعبتان فلکی صورت اہل اذواق

نظر آجاتا تھا گر اختر و دوار کوئی — دیتا مریخ دم تیغ سے اُسکو الحاق

ہاتھ پر مار کے جو رنگ کا اک بھرتی سے — دم مین تھا اپنے طپنچہ پہ چڑھاتا چقماق

جو چلا پارۂ تن اُس کا سوئے عالم خاک — یہ اُڑا اُسپہ تڑا قا وہ اُڑا اسپہ تڑاق

سعد اکبر کہ جسے کہتے ہین قاضی فلک — حسن کو عشق سے دیتا تھا ہم ربط و وفاق

ہوتا زاہد بھی تھا آمادہ پے دامادی — زال دنیا کو جو تھا بیٹھ رہا دیکے طلاق

چرخ ہفتم پہ فلک ہے تو بطی الحرکت — عالم خاک مین پر ہے تگ و دو کا مشتاق

نفخ تفریح سے پرباد ہے گردون کا شکم — لیکن اسوقت مین نفخیہ بہت اسکو ہے شاق

ہے جو ہر کوچہ مین آرائش نوبت خانہ — خالی آواز دمامہ سے نہو کوئی رواق

یون جو آراستہ افلاک پہ ہو بزم طرب — گلشن عیش و طرب کیون نہ ہو بزم آفاق

تو عجب کیا ہے کہ اُس کشور بر فانی مین — شعلۂ تیغ شرر بار ہو برق حراق
دل مرا ہو گیا اس وقت ہے وہ عالم نور — جس کی مشرق سے کرین نور معانی اشراق
کر دعا صدق ارادت سے کہ ہے وقت دعا — کیون خموشی پہ کیا ذوق زبان کو مشتاق
دوش گردون پہ ہو تا فرغل سحاب غمام — سبزہ تا خاک پہ ہو پیرہن استبراق
دخت رز کو بسر محفل اہل تقوے — جب تلک سینۂ مینا مین رہے درد فراق
تجھکو آفاق مین ہووے رمضان بھی یہ عید — ہو ترے رویت دیدار پہ عید آفاق
اور ترے نیر اقبال کے آگے دشمن — یون رہے جیسے کہ ہو ماہ بایام محاق

صفحۂ دہر سے پھر گردش افلاک اُسے
حرف باطل کی طرح دیوے جہان سے ازہاق

## قصیدہ نمبر ۶

گردش مین چشم مست کی ہو دل مرا گرہ — اور کھولے ہاے دانہ کی یون آسیا گرہ
سینہ مین دل اگر نہ گرہ تھا تو کس لئے — ہر اشک میری آنکھ سے ہو کر گرا گرہ
اپنا دل گرفتہ چمن مین نہ وا ہوا — غنچہ ہزار جا پہ کھلا اور ہوا گرہ
چلتا نہین ہے پنجۂ مژگان کا کچھ عمل — ہے ایسی چشم تر سے بہم آشنا گرہ
قمری ہے لائی چاک گریبان چمن مین آہ — اے سرو گل سے دے سر بند قبا گرہ
ہون وہ گرفتہ دل کہ مژہ پر ہجوم اشک — ہوتا ہے شکل خوشۂ انگور آ گرہ
مین مجمر فنا مین ہون کیا دانۂ سپند — کھولے ہے کار بستہ کی میری صدا گرہ
تصویر غنچہ ہون چمن روزگار مین — وا کر سکے گی میری بھلا کیا صبا گرہ
مرقد پہ میرے طرۂ شمشاد کی طرح — پھوٹے گی نخل شمع مین بھی جا بجا گرہ
آیا ہون مین سرشت مین لیکر گرفتگی — ہووینگے استخوان پہ گلوے ہما گرہ

پاس دین تیرا جو زنار کی جا ہے تبدیل
دوش گردون پہ خط منطقہ ہو خط نطاق

ہوگیا تیغ سیہ تاب سے ہے سرمہ گلو
دم نہ مارے گا ترے آگے حسود بقباق

رعب شمشیر ترا یون ہو سپر سے دہ چند
جیسے نقطہ سے کرین ایک کو دس اہل سیاق

ہو ترے فیض تکلم سے شفا عام تو ہو
زہر کی جا دہن مار مین پیدا تریاق

عدل نے تیرے کشہ دفع یہ کی خونریزی
فصد کی منع اطبا نے سپے دفع خناق

اللہ اللہ رے لشکر کا ترے خیل و حشم
ہم عدد جس سے نہ ازبک ہو نہ ہمسر قلماق

تیرے دربار جلالت کے جو ہین تیر غضب
کہکشان کو ہین سر دوش لئے مثل خچاق

اور ایک مطلع دلکش نے طبیعت سے مری
ہے ترے عدل کی تعریف مین پایا الصاق

اُٹھ گیا مدرسۂ دہر سے یہ شر و شقاق
زید سے عمر کے دلمین نہین باقی ہے نفاق

چرخ کے گنبد بے در مین رہین گے محبوس
دم نہ مارینگے مگر گونج کے شور و شلتاق

گر لکھون وصف ترے اسپ جہانگرد کا مین
دے فلک ازپئے پامال قلم ہفت اوراق

تن مین اس طرح سے ہے اُسکے پھڑکتی شوخی
قفس تن مین ہو جون طائر جان عشاق

ماہی زیر زمین لوٹ کے ہو جائے کباب
جھاڑے گر سنگ پہ وہ نعل سے اپنے چقماق

وقت کو باندھ کے فتراک مین راکب اُسکا
چرخ پر دائرے کھینچا کرے مانند نطاق

اُس فلک سیر کو گلگشت مین گر تو شامل
جودت طبع کی جنبش کا چھوا دے مطراق

یون اڑے سوئے فلک جیسے تب فرح شام
بوئے گل جائے تنفس مین دم استنشاق

کیا لکھون وصف ترے فیل فلک پیکر کا
کہ گرانباری ہے اسکی تن البرز پہ شاق

عمر بھر مطبخ عالی مین رہا نعمت خان
صفت اطعمہ بر خام رہا جون بسحق

مین ستارون کی بھی آنکھیں انھین ہاتھونکو لگی
نور ہمت کا زمانہ مین جو ہے عام انفاق

بر سر دشمن بدکیش بہنگام وغا
گر قشون ہووے جلو ریز بدشت قپچاق

وابستہ تار موے میان سے ہون شکل ناف — چشم کشادہ کار رکھے مجھسے کیا گرہ
نقطہ کی طرح مرکز گردش رہا صدا — مین تھا مگر یہ دائرۂ دیر پا گرہ
دل تھا گرہ خیال مین جو آ کے عقل نے — یون کھولدی بناخن فکر رسا گرہ
اُس آفتاب پر تو نظر کر کہ جون نگرک — پل بھر مین ایک زمانہ کی ہے کھولتا گرہ
وہ کون یعنی اکبر ثانی کہ جس نے وا — تیرے بھی کام دل سے ہے کی بارہا گرہ
گل کی گرہ بہار کرے گر صبا سے وا — وہ کھولدے دلون کی بہ فضل خدا گرہ
لایا ہون بہر نذر مین دہ دُر آب دار — ہو جسکو دیکھ آپ دُر بے بہا گرہ
جون برق لکھ کے مطلع برجستہ خامہ نے — مطلع سے آفتاب کے دی ہے لگا گرہ

سہ طلعتون مین جس سے کی تو نے وا گرہ
کیون میرے دلمین خالی سویدا رہا گرہ

کھلجائے نام پاک سے اُس آن مین ابھی — گر ہووے کوہ مردہ دکوہ صفا گرہ
ہیبت سے تیرے نطق کے تجار نکلے ہے — دعوے کے لب پہ آ سخن مدعا گرہ
چاہے جو اُسکو آب فصاحت کرے روان — لکنت وہین زبان پہ دیوے لگا گرہ
تیرے سحاب جود سے گلشن مین صبحدم — لے مشت زر ہے غنچۂ گل باندھتا گرہ
گر دل خنک کی جان فروبستہ کچھ کے ہو — ماہین کوہ قاف میان بستہ گرہ
تو ناخن نگاہ سے مانند آفتاب — دے کھول دم مین دیکھ لے یہ ماجرا گرہ
کھولے ہین کار بستۂ عالم سے دانہ دار — تیری ہوائے لطف و سحاب عطا گرہ
دست گرہ کشا نے ہے باقی کہان رکھی — جز نکہ ہاے پیرہن اغنیا گرہ
البتہ دل مین غنچۂ پیکان کے ہے ترے — جانب سے حاسدون کے صبل و مسا گرہ
یا جو تری کمان نگارین مین ہے نمود — زہ ابر دے نگار پہ ہے خوشنما گرہ
اکدم مین تیرے ناخن شمشیر سے ہون وا — ہین بسر جو حاسدون کے برو زدغا گرہ

رہویگا شکل دست حنا بستہ حشر تک
قاتل کے دست و دل مین مرا خونبہا گرہ

گر مین گرفتہ دل ہون تو جون دانۂ انار
محفل مین ہوگا خندۂ دندان نما گرہ

مین عکس اپنا دون تو ہو جوہر ستے آئینہ
جون دام موج و شکل خط بوریا گرہ

عکس دل فسردہ سے مینائے بزم مے
رہ جائے شکل دانۂ انگور کھا گرہ

یہ زہر غم چڑھا ہے کہ سبزہ بزیر ناف
سوجھے ہے یون کہ زہر کی تھی یہ بلا گرہ

مین دل گرفتہ آہ اگر کا روان مین ہون
حیرت سے اینٹھ کر ہو زبان درا گرہ

رویا مین شکل شیشہ کبھی کھول کر نہ دل
میرے گلو مین گریہ ہمیشہ رہا گرہ

دلبستگی کا اپنے قلمبند کیجے حال
بازو پہ مرغ دل کے اگر دون لگا گرہ

کھائین کبوتران گرہ باز کی طرح
سینہ سے انکے سر دوش ہوا گرہ

وہ دل گرفتہ ہون کہ اگر نکلے پاس سے
جون غنچہ ہو رہون بہ جبین صبا گرہ

پھیلاؤن گر شمیم مضامین کو ہند مین
ہووے ختن مین نافۂ مشک خطا گرہ

رجعت سے نجم بد کی مری ماہی سپہر
خرچنگ بن کے بیٹھ رہے ایک جا گرہ

پیدا ہون سو گرہ اگر اک دل سے کھلے
جون کو کنار و لالہ و تخم حنا گرہ

گھنا نا ماہ رو کا ہے کہتا کہ دیکھیو
قینچی کی طرح کترے ہے چرخ دوتا گرہ

ق

آہین تو کھینچین سینۂ صد چاک سے بہت
کھلنی تھی میرے دل کی مگر کیا بھلا گرہ

سوزن کا رشتہ بن کے کھنچا جستری مین آہ
ہے زیر پائے رشتہ بپا دوسرا گرہ

قطرون سے خون دل کے ہون سو سو گرہ عیان
ایک آبلہ سے دل کے جو کھولون ذرا گرہ

یہ عقدہ مثل ابروئے خوبان کینہ جو
ہے ڈالتا بناخن عقدہ کشا گرہ

رمال قرعہ ڈالے جو اس عقدہ پر تو ہو
انگلی سے پوری پوری مین اسکی جدا گرہ

ہر قطرۂ سرشک مرے روئے زرد پر
خاطر گرفتگی سے ہے جون کہربا گرہ

یارب وہ شانہ پاؤن کہان مین جو دل سے آہ
دے کھول شکل عقدۂ زلف دوتا گرہ

غلطان بزیرِ گنبدِ گردون ہوا کرے
بن بن کے تا زمانہ کی صبح و مسا گرہ

تا پیچ و اژگون پہ سرِ شاخ کہکشان
ہو خوشہ وار عقدِ ثریا سرا گرہ

سیدان ہو تا سپہر کا اور گوے ماہ و مہر
اور دورمہ سے ہو ذنب و راس تا گرہ

تا دل گرفتگی سے زمانہ کی بزم مین
ہر دم گلوے شیشہ مین ہو قہقہا گرہ

حب نبات کو پڑے درد مریض عشق
تا وین نکال لبِ بتِ شیرین ادا گرہ

جب تک نسیم کاکل پیچان کے رشک سے
تا فزمین ہووے مشکِ ختن بے خطا گرہ

ہر سال تجکو جشن مبارک ہو خسروا
اور مشکلات خلق کی ہون اُس سے وا گرہ

ہر تیرے مدعی کی نہ وا ہووے جون حباب
ہرگز محیط دہر مین غیر از فنا گرہ

## قصیدہ نمبر

قلم جو صفحۂ کاغذ پہ ہووے نکتہ نگار
تو اپنے نقش مٹا وین جہان کے جادوگار

سخنورون نے جو باندھے سخن کے ہین نیرنگ
زبان سے اُسکی ہے وابستہ اُنکے سب اسرار

سوارِ توسن وست روان پہ ہووے یہ جب
کرے قلم و معنی کو دم مین باجگذار

جو شاخ سدرہ پہ بیٹھا ہو طائرِ مضمون
تو اُڑ کے صورت شاہین کرے یہ اسکو شکار

زبانِ تیغ نگہ سے لیا فسون سے شاید
کہ اس پہ اُڑ کے مضامین مین کرتے جی کو نثار

ہین دست بستہ کھڑے جا بجا ہون باندھ لون جسکو
کہ لفظ و معنی و مضمون ہین بے شمار و قطار

ہے کرتی کام جہان جا کے اُسکی نوکِ زبان
قلم دبیر فلک کا ہے وان پڑا بے کار

سخن زبان پہ ہے اور نگاہ دل دل پر
کہ سو ہین دل تو ہر اک کی ہے اپنی اپنی بہار

سخن شناس اُنھین دیکھکر یہ کہتے ہین
کہ جو کچھ ہے وہی اسمین ہے دُرِ شہوار

کرون مین اُسکو نگر کیا کہ مشتری نہ رہے
متاعِ بخت کو بیچون جو مین تو کس بازار

تیرے فروغِ نیرِ حشمت سے کیا عجب
گر مہر ہو سمت کے بہ شکلِ سہا گرہ

اللہ رے تیری قوت بازو کہ مثلِ گوے
چوگان کے آگے کوہ کو ہے جانتا گرہ

تو چاہے گر تو دامن ساحل مین بحر کو
دونو طرف سے کھینچ کے دیوے لگا گرہ

پنجہ سے تیرے مہر کے گردون پہ ہر سحر
کھلجاتی ہے ستارون کی لا انتہا گرہ

منقار ماکیان کی طرح ناخنِ ہلال
ہے بیضۂ فلک کی سدا کھولتا گرہ

لاے جو شعلہ حرفِ شرارت زبان پر
تاثیرِ عدل سے ہو تری لب پہ آ گرہ

اللہ رے بیم عدل کہ خون زمانہ مین
دشنہ بھی رکھے کر کے جبین پرابا گرہ

ق زلفون کے دام جیسے حسینان نازنین
ہین ڈالدیتے دیکھے بسوے قفا گرہ

مار سیہ کے سر مین اسی طرح زہرِ مار
ہو ویگا مثلِ مہرۂ مار ایک جا گرہ

انجم سے تیری سالگرہ کے لئے فلک
ہر سال کہکشان مین ہے دیتا لگا گرہ

توسن ترا زمین پہ جو کاوے کا ڈالے نقش
سمجھین کہ بیٹھا مار کے ہے اژدہا گرہ

جولان پہ اپنے آئے تو جون جنبشِ صبا
غنچون کی کھولے باغ مین وہ بادپا گرہ

دامان ابرِ تر پہ وہ پاتا ہے برق نام
اُسکا شرارِ نعل جو دے ہے اُڑا گرہ

گر اُسکی گردِ سم سے بمیدانِ کارزار
ہو گرد باد دامن صحرا مین کھا گرہ

لاے اُڑا کے تو اسے از شرق تا بہ غرب
کھلنے نہ پاے یان بہ جبینِ ہوا گرہ

رفعت پہ تیرے فیل کی طبعِ رسا نے رات
پھینکا کمندِ وہم کو جو کر کے وا گرہ

آیا نظر کہ صفحہ چشم زمانہ مین
اک نقطہ مشکِ ناب کا ہے ہو رہا گرہ

ہے بسکہ رکھتا عقدہ کشائی کا دلمین شوق
دیکھا جو نیشکر مین کہ ہین جابجا گرہ

کرتا ہے آشنا اُسے دندان سے وہ فقط
اسواسطے کہ اُسکی بھی ہو دل کی وا گرہ

سلکِ دُرِ سخن مین دلا صبح تا بہ شام
جون سبحہ دیگا بیٹھا ہوا تا کجا گرہ

وا کر لبِ سوال بدرگاہ ذوالجلال
تا رہ نجاے سینہ مین دل کی دعا گرہ

پڑھوں حضور میں اک مطلع دعا یہ | قبول جس سے دعا میں ہوں بر سر دربار

شہا دعا ہے خدا سے یہی مری ہر بار
کہ شادیاں ہوں شبستان میں تیرے لیل و نہار

شگوفہ شادیٔ شہزادہ کس زباں سے کہوں | کہ جوں شگاف قلم بند ہیں لب اظہار
جو لکھنے بیٹھا میں ساچق کا وصف آتش | تو نکلا خامہ سے جو حرف تھا خط گلزار
یکایک اتریں پرستان سے آنکے پریاں | ہوئیں جو تخت ہوائی پہ ناچنے کو سوار
ہجوم عیش و طرب اسقدر زمیں پہ ہوا | دبیر چرخ سے بھی ہو سکا نہ اسکا شمار
یہ لعبتان فلک پر ہوا خوشی کا جوش | سہاگ گانے لگی زہرہ بن کے موسیقار
شب برات کی وہ روشنی کا تھی جو علے | ہو روز عید اگر آئے سامنے شب تار
جو شمعیں یوں یہ ہوئی روشنی تو شور اٹھا | فلک نے کھینچی زمیں پر ستاروں کی دیوار
دیا ہے لا کے بساط طلسم یوناں سے | کھلایا ہے سکندر میں چین کا گلزار
لگے ستارہ و گل جو جب انہیں آتشبار | تو بولے اہل نظر دیکھنا ہے طرفہ بہار
یہ ڈھنگے آگ کا دانہ جب چگینگے مور | تو آگے ہوویں گے طاؤس خلد اپنے نثار
جب اس طرف کو لگی چلنے بان تیار | زمیں پہ سب کو نظر آئی آسماں کی بہار
ہمارے کانوں کے پردے تو اڑ گئے اک دم | پٹاخے اڑنے لگے چھوٹنے جب بہم تکرار
پکارے سب کہ قواعد ہے فوج میں تاکید | کہ تیر اڑتے ہیں سر صف میں تین قطار قطار
عجب تماشا ہوا چرخیوں کو جب دی آگ | کہ ناچنے لگے ثوابت و سیار
ہوائی تھی بھی جا کر شہاب ثاقب سے | کہ تو زیادہ ہے یا میں فزوں ہوں آتشبار
ہیں ابر طور سے برسے زمیں پہ نور کے پھول | زمیں تو تودہ گل بن گئی آسماں گلبار
اب اس دعا پہ قصیدہ کو ختم کرتا ہے ذوق | کہ دوست تیرے سرافراز اور عدو ہوں خوار
پر اس ہوس کی ابھی چھوٹ رہی ہے مہتابی | تمام میں سال رہے اسی کا پھول دیتے بہار

شراب درد سے دل ہوگیا ہے مست ایسا
کہ شام روز جزا تک نہ جسکا اُترے خمار

بنائے ناوک تقدیر خاک تو وہ جسے
بچا سکے اُسے کیا خاک بلبلے کا حصار

ہزار درد اسے بیدردی زمانہ دکھائے
زبان پہ لا یا نہ لائیگا شکوہ یہ زنہار

ق

مین لا یا سینہ مین تھا دل کی جا پہ آئینہ
کہ اہل دل اسے سمجھین گے مطلع الانوار

سو اُس کو توڑا ہے لوگون نے سنگ باران سے
مین کہتا تھا کہ گھر بار ہون گے یا گلبار

صفا کا اُسکے اک ادنی سا وصف دیکھ
غبار غیر کی خاطر مین ہو تو اسپہ ہے بار

مین آبگینہ کے آگے ہون آپ شرمندہ
کہ ایک بات سے پڑتے ہین بال اسمین ہزار

مگر تردد ایام کیون کرون اے چرخ
نہین رہا تری گردش سے کچھ مجھے سروکار

لے آیا حسن مقدر اُس آستان پہ مجھے
کہ سجدہ کرتے ہین جھک جھک کے جسپہ لیل و نہار

سحاب جود سے اُسکے زمانہ ہے گلشن
نہال ابر کرم اُسکے ہین صغار و کبار

یہ سن کے مجھ سے کہا طبع نے کہ اے نادان
کچھ اُسکے نام کی تصریح بھی تو ہے درکار

ہے اُسکے نام کا لینا بھی یون تو بے ادبی
کہ چشمہ پاس نہ دریا نہ ابر دریا بار

سو مین زبان کو گیا لے کے دہلے دریا مین
مذاق آب گہر مین ہلا لیا کئی بار

اور اُسکے بعد ہون کہتا کہ نام پاک ہے وہ
جسے نمازون مین لیتے ہین سب پکار پکار

خدا کا سایہ ہے اور نائب رسول خدا
محمد اکبر و عالم نواز و عرش وقار

ملک صفات و فرشتہ سیر ولی خصلت
بدین پناہ و بدل دولت و برج الانوار

خداشناس و طریقت نما حقیقت بین
بدست جود ہے دریا بہ تمکنت کہسار

نہ حق وصف ہوا اسکا ادا کبھی لب سے
زبان بہر سر مو آکے گر کرے گفتار

ہوا ہون لیکے مین حاضر یہ تہنیت کے پھول
کہ اور پاس نہ رکھتا تھا کچھ برائے نثار

شہا ہے آج اُسی شاہزادہ کی شادی
جہان مین جو ہے جہانگیر شاہ نیک اطوار

وہ شاہزادہ ہے پر ہے ابھی سے شاہ نشان
وہ شاہزادہ جوان ہے ولے کہن کردار

شاہ کا پوچھو جو فرزند تو شہزادہ سلیم
ہو سلامت رہے اُسکی بسلامت منضم

اس لئے عیش و طرب مثل قران السعدین
مشفق ہو کے پے تہنیت آئے اُسدم

یمن اس عقد نے بخشا ہے جہان کو ایسا
جو گرہ آج لگا ئین سو ہے لگتی محکم

آج وہ دن ہے مبارک کہ ابھی لائے ثمر
دو درختون کو جو پیوند لگا ئین باہم

دیا شگون مین ہے پیوند بہ الانتاج
یہ قلم سمجھے نہ تہذیب نہ جانے سلم

بزم عشرت کی طرف کرتا ہے جو نظارہ
پڑھتا یہ مطلع رنگین ہے وہ ہو کر خرم

ہے اُٹھا عیش کا طوفان لب ساحل یم
زمزمہ موج کا بربط ہے ہوا ہے ہمدم

گنگری کا سا ہے چھایا ہے گھوٹے مینا
ہچکیان قلقل مینا جو ہے لیتی پیہم

ہو گے جس ساز خدا ساز کو آغوش مین آج
تا چھیڑ دیئے کھرج کا تو ہوئے پنچم

اثر نغمہ شیرین سے جہان بھول گیا
کہ سوا راگ کے سم کے ہے کوئی اور بھی سم

جن مزامیر کو ہم سنتے تھے واعظ سے حرام
وجد مین آئین سنین آج گرا ہوئے حرم

تار طنبور بنی آج رگ سنگ صفا
بے زبان زمزمہ سنجی کرے موج زمزم

نہین کچھ دور کہ تبدیل ہو ماہیہ کا لباس
تا کہ دکھلائی نہ دے صورت اہل ماتم

دھوم اس شادی کی یہ ہے کہ ڈھٹے کیفیت
چھا گیا گلشن آفاق پہ ہے ابر کرم

رقعہ شادی کا ہے اس رنگ سے تحریر ہوا
کہ جوانان چمن آئین جو مل کر باہم

شاخ گل پہنے کلائی مین کلی کا کنگنا
زرد جوڑے پہ بسنت اپنا دکھائے عالم

عطر دامین گل نرگس وہ بھرے عطر سہاگ
سارے گل بھر نے لگین بلبل بیتاب کا دم

بل بے تیاری پوشاک کہ چرخ اطلس
لایا اطلس جو لگانے تو یہان تکلی کم

یہ خیاطہ کی ہے جلدی کہ کھلا جاتا ہے
شکم کرم بریشم ہی مین تار ریشم

یہ چڑھاوے کی ہے کثرت کہ جڑے ہے بہ صبح
ہو گدگی پہ گل داؤدی کے ہیرے شبنم

اسی خیال میں تھا دیکھتا خدا کی طرف — کہ خوشی فکرت نے دا لب گفتار
کہو سر لب بستہ سے شادیٔ فرزند — مبارک آپکو ہوا ہے شہ سپہر وقار

جو ہو دین اُسکے ہوا خواہ وہ رہیں سرسبز
ہوں اُسکے دشمنِ بدکیش خالداً فی النار

## قصیدہ نمبر ۸

اُفق دلہہ پہ سے عیش و طرب دونوں ہم — آج یوں آئے سحر جیسے دو پیکر توام
ایک کا ایک سے وہ ربط سخن تھا گویا — دولب یا ہیں یا حضرت عیسے ہمدم
روش ناز پہ ہمدوش تھے یوں جیسے کبھی — لام الف لکھتا تھا اسلام کا یاقوت رقم
یا تھے دو مصرع مربوط بہم دست و بغل — یا کہ پیوند تھے دو نخل گلستان ارم
ملکے دو تار نظر ایک ہوئے تھے دونوں — یا وہ اک ہنی کے دو پتے تھے باہم ہمدم
دونوں پیچیدہ بہم لیسے سبہ مستی میں — کوئی مشاطہ بھی یوں گوندھے نہ جعد پرخم
ایک معنی کے وہ لفظ مترادف تھے دو — ایک مضمون کے دو فقرے تھے مگر مستحکم
تھے جڑے دو دُر شہوار کہ ہرگز نہ ملیں — ابرِ نیساں سے گریں لاکھ اگر قطرۂ یم
ایسے تھے دونوں وہ یکدل کہ دو قالب یکجان — یک زبان دونوں وہ اسطرح کہ جوں چاکِ قلم
آئے لپٹے ہوئے یوں عالمِ سرشاری میں — نالۂ زیر کے ہمراہ ہو جوں نالۂ بم
میں نے پوچھا جو سبب اُن کے ہم ہونے کا — تو یہ ہاتف نے کہا غیب سے ہو کر ملہم
کیا ہے مضمون کے دلِ تنگ میں معنی ہوں تنگ — جب ہے معلوم تو پھر بات رہے کیوں مبہم
آج اُس شاہ کے فرزند کی ہے شادی بھی — کہ شجاعت میں وہ رستم ہے سخا میں حاتم
کون وہ ظلِ خدا شاہ محمد اکبر — جس کی ہمت سے ہوں دریوزہ گر ارباب ہمم

وصف مین اُسکے پڑھون کیونکہ اک مطلع مین
توسنِ طبع نے اب تیز نکالا ہے قلم

یار ہمدم نہین لیکن ہے وہ نسل آدم
ہے وہ اُس نسل مین جس اصل مین رخشِ رستم

رمز آگہ سے یہ آگاہ وہ صرصر رفتار
گذرے گردلین توقف تو وہین جاے تھم

ہے تو وہ حور شمائل نہین پر زادۂ حور
خوے آدم ہے ولیکن نہین نسل آدم

چادرین بھیجا مہتاب کی ہے بسکہ فلک
چاہئے اسکو زمین پر نہ گلیم و نہ گلم

نور کے قطرے فلک سے ہین زمین پر برسے
چھوٹے گنج ستارون کے کہان ہین بہم

سر اُٹھایا یہ ہوائی نے ہے آخر کہ ہُوا
شعلہ اُسکا علمِ کاہکشان کا پرچم

ٹہنیان جھومی ہین اس رنگ سے نازو مانکی
جیسے رکھے ہون تراشے ہوئے جامِ سلیم

ہاتھی لڑتے نہ سمجھنا یہ عشرت کے بزور
سرکو دو کوہ کے ٹکرایا ہے مانندِ غنم

نخل پھولا ہوا دم بھر مین نکل آتا ہے
ہے انارون مین اچنبھے کا تماشا عالم

چھوٹے گھن چکر اس انداز سے کھاکر چکر
چرخ مین آیا ہے دیکھ کے گردون درہم

پھولین کیونکر نہ چمک کر گلِ آتشبازی
شاخ تھی گل کی قلم بنگئی شورے کی قلم

جھاڑ ابرک کے نہین چادرِ مہتاب کے ہین
چرخ تلک پہنچے ہوے نخل گلستانِ ارم

شجرِ طور کا جون وادیِ ایمن مین ہو نور
شمع ابرک کے کنول مین ہے دکھاتی عالم

ہین جو سرگرمیِ شادی کے فتیلے روشن
تاب کیا خانۂ گیتی مین رہے سایۂ غم

باندھے سو شعلۂ فندق بسرِ انگشت
پنج شاخون کو کہو نہین نہ کبھی دستِ صنم

کھولا مصحف تو زہے مین کہ سرِ لوحِ ورق
اسمِ اعظم تھا عیان خطِ شعاعی سے رقم

رونمائی پہ لگی رشک سے زہرہ گانے
غیرت از چشمِ کم روئے تو دیدن ندہم

ایسے شادی کے تجمل کہ لکھے کیا کوئی
دھوم ہے جسکی گئی تا سرِ ہفتم طارم

جی مین ہے توسنِ خامہ کی عنان پھیرکے مین
مدحِ اکبر شہِ ثانی کرون پھر زیبِ رقم

اللہ اللہ رے نوشہ ترا عالی رتبہ | جس کی انگلی مین پنھائیگا سلیمان خاتم
ہوئی نوبت کی یہ نوبت کہ سحر اسکی دنکو | گوش افلاک سے بھرتی ہے سوا گوش صمم
نئے قلیان کو بھی گر منھ سے لگاتا ہے کوئی | تو وہ بھرتی ہے ہم آوازی شہنائیکا دم
پہنچا یہ طنطنۂ کوس کا گردون پہ دماغ | کہ نہین رکھتا سر روے زمین اپنا قدم
آتی اس طرحسے پیہم ہے جلاجل کی صدا | کہ یہ نزدیک سے آتی کوئی [illegible] پیہم
کہتا ہر دم ہے یہ نقارچی پیر فلک | کہ تھا مدت سے دمامہ کا مرے پھولا شکم
سارے ارمان نکالونگا وہ اس شادی مین | اسکے سینہ سے جو نکلین نئے آواز دہم
جو گھڑے روپے کے اور سونے کی ٹھلیان ہین | صف بصف دیکھ کے انکو یہ پکارا عالم
ہے یہ سلک در شہوار گلوے شش جہت | یا کہ ہنستی ہے خوشی دانت نکالے پیہم
ہر سبو جیسے یہ یہ جوبن ہے کہ جیسے کوئی شوخ | اپنے ابھرے ہوئے پستان پہ چڑھا دے محرم
دیکھ نقلونکو سبوچون مین یہ حیران ہے خلق | کہ بھرے موتیون سے کیونکہ حباب لب یم
ایسے شیرین کہ اگر رکھے زبان پران کو | وصف شیرین سخنی پائے زبان ابکم
گردن تحریر جو زلت کو حنابندی کی | شاخ گل مہندی ہو پھولون سے ابھی مرا قلم
ہوے روشن جو کنول شکل برخ آتشناک | تو اٹھین اپنے دھوئین کی ہوئین زلفین پرخم
کاغذ زرد کے پھولونین یہ گل کترے تھے | آ گیا تھا گل صد برگ کا پھر کر موسم
نخل آرائش اگر دیکھو تو ایسے دلکش | نوجوانان چمن جیسے بصد ناز و نعم
بیاہ کی شب وہ تجمل تھا کہ اللہ اللہ | کہتا تھا دیدۂ انجم سے یہ گردون ہر دم
سچ کہو کرتے ہو نظارہ جہانکا جب سے | کبھی یہ جلوہ ہے دیکھا تمھین آنکھوں کی قسم
دیکھے دولہ کے نہین دست حنابستہ ابھی | ورنہ مٹھی کا ابھی غنچہ کے کھل جاتا بھرم
منھ پہ نوشاہ کے یون سہرۂ زرتار کی زیب | روے خورشید پہ جون خط شعاعی کی جھلم
ہوا شبدیز فلک سیر پہ دولہا جو سوار | روز نے صدقہ کیا اشہب و شب نے ادہم

ہون وہ لب تشنہ کہ مین دامنِ دریا کہون
برق پُرسوز کا ہاتھ آئے جو طرفِ دامان

وہ خنک دل ہون کہ جسکے نفسِ سرد سے آہ
دم مین یخ بستہ ہو سر چشمۂ مہرِ رخشان

مین ہون وہ شعلۂ جوالہ بزیرِ گردون
کہ اگر دل کو قرار آئے تو جلکر ہو جہان

مین وہ مجنونِ جگر تفتہ ہون جسکے دمِ فصد
ہر بنِ مو سے عوض خون کے نکلتا ہے دھوان

چشمِ سوزن سے نہ لو سلسلۂ زنجیر کا تم
دلِ وحشت زدہ ہے لاغرِ یہ تارِ توان

ہون وہ افتادہ کہ ہمت کبھی یاور ہو تو ہو
دستگی آکے سرہائے مژہ مور چیگان

ہون وہ تصویرِ سرِ صفحۂ عالم جس پر
مو قلم دو تو کرے کارِ سنانِ دیکان

دل گرفتہ ہون وہ مین دہر مین مانندِ انار
اک گرہ وا ہو تو صد گرہ ہو اندر دانان

ہون وہ فرسودۂ غم جسکے بچشمِ بینش
کرتا ہے [illegible] چمن دہر ہے کا [illegible]

قطرۂ شبنم کا ہو گل پر تو مری نظرون مین
سنگِ حسرت ہو کہ رکھتا ہون بزیرِ دندان

مین وہ ہون کشت کہ بیگانہ ہے سبزہ جس سے
اور اگر ہے تو ہے آغشتۂ زہر آبِ سنان

فلکِ سبز کے نیچے ہون مین تلوار کا کھیت
آبِ شمشیر مجھے دو کہ یہی ہے مری جان

ہون وہ خود رفتہ کہ جون عمرِ تلف کردہ مجھے
حشر تک ڈھونڈین تو ممکن نہین ہاتھ آئے نشان

ماہِ نخشب کی طرح ہوتا عیان ہون سرِ کوہ
اور ابھی پل مین جو دیکھو تو عیان ہون نہ نہان

ہون وہ سرگشتہ کہ گر ساقی و ساغر جا ہون
حلقۂ دورِ فلاخن ہو بدستِ دہقان

اس گلستان کی روش پر گل بازی ہون مین
نہ ادھر ہون نہ اُدھر ہون نہ وہان ہون نہ یہان

دل لئے لیمو سے کیا رنگِ طلا کار روشن
ترش روئی سے یخ زدہ ہے میرا تابان

مین وہ گردش زدۂ دہر ہون جسکا پسِ مرگ
سنگِ تعویذ بھی چکر مین ہو مانندِ فسان

مین وہ ہون بسملِ دل خون شدہ جسکے خون مین
تیغِ قاتل روشِ کشتیِ دریا ہو روان

اشکِ خونین ہے مرا آتشِ یاقوت مین
گرچہ ہون آب مین لیکن ہے دل ہمیشہ سوزان

دل اڑا جاتا ہے جل جل کے جون آگ مرا
طائرِ رنگِ حنا بن کے ہوا ہون پران

جس کے باعث سے منور ہے چراغِ خورشید | جس کی دولت سے ہے آراستہ بزمِ عالم
اسکے دینداری کے نقارہ کی اللہ رے صدا | از عجم تا بہ عرب اور ز عرب تا بہ عجم
جسنے پوچھو کہ تو اگر سب کہیگا کہ سبلے | انت تعرف کہو جس سے وہ کہیگا کہ نعم
مدح مین اُسکی رقم کرتا ہون ایک تازہ غزل | کہ غزل خوان ہے ہر ایک آج بجانِ خرم

تو ہے وہ ابرِ سخا تو ہے وہ دریائے کرم
جس مین ہون فلس کی جا کیسہ ماہی پہ درم

چارہ گر ہووے ترا لطف تو پھر کیا ہے عجب | مشک سودہ کرے ہر زخم پہ کارِ مرہم
پہنچی ہے روح عدو سہم کے ناوک سے ترے | مثل آہوئے رمیدہ سرِ صحرائے عدم
تیرا شمشیر سے منہ نہ لیا کہ غرق ہر آب | تیری شمشیر وہ اژدر ہے کہ ہے آتش دم
صحن میں اعدا کے ترا قہر ہے پیغام قضا | اور ترا جوہرِ شمشیر قضائے مبرم
توڑ ہے دل شیشہ کا بہر رانہ ترے عہد مین سنگ | رحم کھاوے کہ لیا اُسنے مرے گھر مین جنم
نہیں انصاف کا یہ تو ہے جو عالم پہ محیط | تو نہ پایا ہے نہ پائین گے فروغ اہلِ ستم
دیدہ بچہ آہو کے نہ روشن ہو چراغ | ڈالے روغن کی جگہ اُسمین جو یہ صیغم
گلشن مدح مین دے تیرے ترا ذوق لگا | ق | خرمن گل کی جگہ تازہ مضامین کا اُٹم
پر یہ سمجھا کہ ہے جز کرتا دلالت کل پر | کہکے اک شمہ تری وصف کا آئینک شمیم
یہ دعا کرتا ہے دل سے کہ مبارک ہو تجھے | شادی وصلت فرزند بصد جاہ و حشم

ہون شبستان مین ترے دست و بغل عیش و طرب
گھر مین حاسد کے دل آشوب رہین محنت و غم

## قصیدہ نمبر ۹

دل کہ اس دہر مین ہے گرسنہ ناز بتان | تم تیغ اسکو غنیمت ہے کہ دیکھا لب نان

سرخ روئی ترے حاسد کو جگر خواری ہے
تیر کے بال سے ہے تیز تر اُسکو رگِ جان

کانپتے ہیں پڑے ہیبت سے پلنگ و نہنگ
بحر و بر پر ہے تری تیغ کی بُرِش یکسان

ہے زرہ رکھتی اسی واسطے ماہیِ تہِ آب
پہنے جوشن ہے نیستان میں ہر اک شیر ژیان

تیغِ ہندی تو کمر میں ہے پر ایک اک جوہر
رکھتا در زیرِ نگین ہے صفحاتِ صفہان

کوہ پر بیٹھ کے یوں بیٹھے بہ پشتِ ماہی
جیسے ابروے بتان ہو تہِ آئینہ عیان

ترے خنجر کو ملا شہپرِ قدرت سے ہے زور
مرغِ دل سینوں سے جوں زاغ و زغن ہیں پرّان

تیر ناوک کو ترے دیکھ کے ہے لوٹ رہا
طائرِ قبلہ نما خاک کرے گا طیران

آتشِ قہر کی ہیبت سے تری نارِ سعیر
رکھتی شعلہ سے ہے انگشت بزیرِ دندان

گنبدِ چرخ ہوا کلبۂ پُر دود اُسے
روح کو سینۂ حاسد میں بجائے خفقان

تیرا فرمان تھا کہ فرمان بر دولت کے ہوا
ہووے اک برگ نہ پیدا یہ گلستانِ جہان

ہووے یہ سنکِ اقبال ترے ناپیدا
کہ چمن میں نہیں اُگتا ہے گلِ نافرمان

ترے مہتاب کرم سے جو سرِ قلزمِ قہر
پردۂ نور میں اُبلا ہے تنورِ طوفان

عدل نے تیرے دکھائے ہیں بہم آتش و آب
آبِ آئینہ میں روشن ہے نخِ برق نشان

دلِ افگار کا ہے سودۂ الماس علاج
سنگ ہے سنگِ جراحت بہ سرِ زخمِ جہان

تیری تاثیرِ محبت نے دیا ہے تریاک
ورنہ تھا زہر دلوں کو خطِ سبزِ خوبان

اُفقِ صبح سے کافور کا لیکر مرہم
رکھتا مہتاب ہے ہر سینۂ صد چاکِ کتان

سرزنش عہد نے کی تیری بپا تک معدوم
کہ نظر آتا نہیں دشت میں کانٹوں کا نشان

بے علف ناقہ لیلیٰ ہے مگر قیسِ غریب
نہیں دیتا بہ ضیافت سرِ خارِ مژگان

خسروا تیری توانائی اقبال سے آج
ناتوانوں کو ہوئی دہر میں یہ تاب و توان

مور کا سلسلۂ نقشِ قدم گر ہو کہیں
اپنے حلقہ میں جکڑ لیتا ہے صد پیلِ دمان

آگے جلوہ کے ترے پرتوِ خورشید ہے گرد
آگے رتبہ کے ترے خاک ہے جرمِ کیوان

طفلِ معصوم کا ہے خواب مری موت و حیات
کہ یہی لب مرا خندان ہے یہی ہے گریان

وہ سیہ بخت ہون مین خاک نے جس کی لکیر
ہے سیہ کردیا آئینۂ چرخِ گردان

مین وہ بیمار ہون مایوس شفا جسکے لیئے
دمِ عیسٰی نے کیا کارِ نفوسِ ثعبان

اُٹھ سکا سر نہ مرا مزرعۂ گیتی مین ذرا
دل رہا دانۂ رُدندیدہ تہِ سنگِ گران

شمع جانسوز سے میری نئے قلیان کیطرح
کیا عجب نالۂ قلم سے جو نکل آئے دھوان

دل مایوس یہ تھا کہہ رہا مجھ سے کہ خرد
یون لگی کہنے کہ بے فائدہ کیون آہ و فغان

پھر تو کر غور کہ مداح ہے کس شاہ کا تو
دیکھ وہ ابرِ کرم قلزمِ جود و احسان

وہ شہنشاہ کہ جشن اُسکا ہے افلاک کی سیر
سنتے مہوش ہین تو کرتے ہین ستارے افشان

ماہ گردون پہ ہے اور آکے زمین پر مہتاب
کثرتِ عیش سے دریا مین ہے شب کو رقصان

سنکے یہ مژدۂ جان بخش ہر ایک کو یاتک
شوقِ نظارہ ہوا عام بہ گلزار جہان

دیکھتا ہون کہ سرِ شاخ ثمرہ کا سا چشم
رخِ نظارگیان پر ہے بنا نرگس دان

آج عالم کا ہے دل شاد کہ جون عالمِ نور
جلوہ گر ہے سرِ اورنگ بصد شوکت و شان

ماہِ فرخندہ لقب شاہ محمد اکبر
تاجِ شاہانِ زمان فخرِ سلاطینِ جہان

دیکھا ہے دولت و صولت کا جو اُسکے اقبال
دہرِ سرکش کا بھی قد ہوگیا خم مثلِ کمان

مدحِ حاضر کے لئے حاضرِ دربار ہو ذوق
تو ہے خاقانیِ ہند اور وہ ہے خاقانِ زمان

پوچھ لو آج فلک سے کہ ہے خورشید کہان
گر ہے کچھ وزن تو آجائے بسوے میزان

تیرے جلوہ کی تجلی نے جو روشن کیا دل
ہوگیا شمع مرے سینہ مین تارِ رگِ جان

آستین اپنی ہلا دے جو ترا دستِ کرم
ہر شکن سے ہو عیان لجۂ بحرِ عمان

کیون نہ اربابِ ہمم ہون تری ہمت کے غلام
حق یہی ہے کہ الانسانُ عبیدُ الاحسان

آگے دریا ترے خود کھولے ہے لبہا سوال
کھولے کس منہ سے کہ یہ بھی ہے رکھتا مرجان

سمتِ قبلہ پہ ہے ابر آیا سرِ دلکش ہوا — خم بخم آج چلے جام نہ آئے بمیان

اس کی مسنک پہ سپر اودہ نگار خرطوم — کرین آنکھون پہ رقم قوس قزح کا عنوان

اور اگر یہ نہین مضمون تو کسی موش کی — زلف پر گل ہے دیا کاکل عنبر افشان

اُس کے دندان یہ نہین غور سے دیکھا مین نے — کشور زنگ مین آئے ہین فرنگی بچگان

کیا لکھون آگے ترا وصف کہ منہ مین میرے — پاس آداب سے جون شعلہ زبان ہے لرزان

ختم کرتا ہے ثنا تیری دعا پر اب ذوق — کہ زبان کو بس اب آگے نہین یارا بیان

تجھکو یہ جشن مبارک ہو بصد جاہ و جلال — عقل ہو پیر تری بخت رہین تیرے جوان

جو دعا گو ہین ترے ان کی دعائین ہون قبول — صبح جشن طرب افزا مین ہو دائم خندان

اور بہ رنگ شب دیجور ترے سب بدخواہ — روسیہ محفل عالم مین ہون جون ماتمیان

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزاے جہان — کہ جسے دیکھ کے ہو عید بھی قربان قربان

حکم دے تو جو شہا واسطے قربانی کے — سعد ذابح بھی کرے ایسا چھری کو بُران

گاو گردون نہ فقط خوف سے اُس دم کانپے — بلکہ ہو زیر زمین گاو زمین بھی لرزان

تو جو ہو حامیِ اسلام تو بُت خانہ مین — بت کرے قصد نماز اور کہے ناقوس اذان

تیرِ جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز — مہر تابان کبھی ظاہر ہے کبھی ہے پنہان

قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت — لیکے پنجہ مین گہر بحر سے نکلے مرجان

اور گہر بھی ہون وہ خوش آب جنھین دیکھ کے دُر — طرفۃ العین مین ہو کاہ ربا کا یرقان

خلق شیرین ترا وہ ہے کہ ثنا مین اُس کے — تر زبان سو موجۂ دریا ہو اگر ایک زبان

آب دریا مین ہو یہ جوش حلاوت پیدا — لب دریا بھی بہم ہو کے ہون دو نو چسپان

اسقدر تابع فرمان ہے زمانہ تیرا — نہ ہو گلشن مین بھی روئیدہ گل نافرمان

ہو کے سرسبز بہاران کرم سے تیرے — شاخ ہر گل چمن دہر مین ہو شاخ کمان

اس تصور میں جو ہے پیش نظر عالم نور
نہ سکا اک مطلع موزوں میں ہوں کرتا میں بیان

گر تری ذات نہو کعبۂ اقبال جہان
آسمان ہووے نہ پھر پھر کے زمین کے قربان

ہوس ناصیہ سائی تری خورشید کو روز
ہو کشان لاتی ہے در پہ ترے ہو سرگردان

مہرگان ہمت عالی کا جو بادل لاوے
ایسے نیسان سے وہ آفاق پہ ہو قطرہ فشان

جن کی شادابی گوہر کو اگر دیکھے تو دور
طرفۃ العین میں ہو کاہ ربا کا یرقان

آتش قہر و غضب تیری عیاذاً باللہ
منتقل ہووے اگر سوئے گلستان جہان

ہے یقین صورت نخل گل آتشبازی
نخل فوارہ بھی پانی میں رہے شعلہ فشان

ماجرا قامہ نے شیرین سخنی کا تیری
صورت موج میں دریا کے دیا تھا بزبان

سخن و اہل سخن سب سر ساحل تھے کھڑے
دونون لب اُسکے حلاوت سے بہم تھے چسپان

وصف شوخی ترے توسن کا ہو کس طرح رقم
کہ قلم صفحۂ کاغذ پہ ہے جون برق طپان

باندھون کس طرح سے مضمون سواری میں اُسے
تڑپ اُٹھتا ہے کرے جنبش اگر طبع روان

قلم و حرف نہیں پیش نظر ہیں اس دم
سر حاسد سے ہے دل کھیلتا گوئے و چوگان

کہون شائستگی اس بادیہ پیمائی میں کیا
تازیانہ ہے بکار اُسکو نہ درکار عنان

نہیں انسان ہے مگر کام میں انسان سے فزون
پر نہیں پردہ پری سے ہے زیادہ پران

خسروا سرعت رفتار ہو گر مد نظر
پہلے ہو قاف سے تا قاف سراسر میدان

جلوہ گر خانۂ زین پر ہو پھر اس شان سے تو
بر سر دوش صبا جیسے نسیم ریحان

تازیانہ جو لگا دے تو کفل پر اُسکے
اور جھٹک کر کبھی اُڑجائے وہ بجلی تڑان

ابھی کوڑے کی صدا کو وے پھر کر نہ چلے
وہ کئی بار پھرے وان سے یہان یان سے وہان

کیا دکھاؤن ترے ہاتھی کی بلندی شاہا
آئے کوسون سے نظر جب تو عیان راہ چہان

جھومتا جھامتا آتا ہے در دولت پر
کہتے ہیں ساقی طناز سے یون بادہ کشان

دل جس کا اُس کے زور حمایت سے ہے قوی
وہ پیرِ زال سمجھے ہیں رستم کے زال کے

ہیبت جو اُسکی وادیِ حق میں کرے ظہور
جا بیٹھے چھپ کے شیر بھی گھر میں غزال کے

اُسکی شمیمِ خلق معطر کرے جو گل
لے لیکے سونگھیں اہلِ چمن پھول ڈھال کے

خوشبو سے اُسکی فیض کے ہوتا ہے مشکبو
ہے وہ جو خون جام میں نافِ غزال کے

کیا تاب رات دن میں تغیر ہو بال بھر
وہ لائے گر زمانہ میں وہ اعتدال کے

ہو شکرِ ثنا سے اگر اُس کی کامیاب
لب بند ہوویں طوطیِ شیریں مقال کے

طائر بھی اُسکے ذکر سے ہیں سرخ رو ہوئے
نکلے ہے پیر پیر صدا منھ سے لال کے

آبِ گہر میں ہووے رواں کشتیِ گدا
دستِ کرم سے اُس شہِ دریا نوال کے

جی چاہتا ہے ہو کے مخاطب بیان کروں
اوصاف ایسے شاہِ کرامت خصال کے

اے سیدِ جلال کے خورشیدِ پر جلال
قربان جایئے ترے جاہ و جلال کے

تو شمعِ بزمِ خاص کہ پیدا کیا تجھے
صانع نے اپنے نور کے سانچے میں ڈھال کے

گردوں بھی پست ہو کے ہوا خوب منفعل
رتبہ کو دیکھا جب ترے اوجِ کمال کے

انجم جبین ہیں کہتے منجم جہان کے
قطرے جبین پہ ہیں عرقِ انفعال کے

اے شاطرِ زمانہ تصدق ہو پیلِ چرخ
شطرنجِ عشق میں ترے گھوڑے کی چال کے

دیکھا جو تیرے فیض کو جاری تو رہ گیا
دریا بھی منھ بھنور کے گریبان میں ڈال کے

جس دل پہ تو نگاہ کرے اُسکے سامنے
جامِ جہان نما ہے برابر سفال کے

ق
ہے گرچہ تو جنوب میں لیکن ترا جمال
روشن ہوا کمال سے قطبِ شمال کے

سنتے ہیں جان نثاروں سے جب تیرا ذکرِ خیر
گویا اذان کو سنتے ہیں منھ سے بلالؓ کے

سر تا قدم ہیں شوق ترے طالبِ جمال
مشتاق روزہ دار کھڑے ہیں ہلال کے

ساعت بقدرِ روز ہے اور روز ہفتہ وار
ہر ہفتہ ماہ و ماہ برابر ہے سال کے

بیتاب اس طرح ہیں ترے اشتیاق مند
جیسے طیورِ تازہ گرفتار جال کے

| | |
|---|---|
| بلکہ حیرت کی نہین جا کہ سرِ شاخ خدنگ | روشِ غنچۂ گل ہووے شگفتہ پیکان |
| وہ ترا زورِ حمایت ہے کہ جسکے باعث | ناتوانون کو بھی ہو وہ ہنر مین یہ تاب وتوان |
| ہل سکین پھر نہ جگہ سے کبھی گر باندھ رکھین | ایک تارِ نگہ مور سے سو پیلِ دمان |
| دیگ مطبخ پہ ترے یہ فلکِ پیر انجم | کیا عجب صورتِ سرپوش ہو گر قطرہ فشان |
| پیل تیرا گل سوسن کا بڑا ہے انبار | گل مہتاب کے گلدستہ ہین اُسکے دندان |
| اُسکی خرطوم کسی دلبرِ لیلیٰ وش کی | جعدِ شکین ہے کہ ہے کاکلِ عنبر افشان |
| لکھون شوخی جو ترے توسنِ چالاک کی مین | جنبشِ خامہ بھی ہو موجِ رمِ برقِ جہان |
| وقت کاوے کے دمِ معرکہ راکب اُسکا | سرِ حاسد کو رکھے صورتِ گوئے چوگان |
| دلمین ہین جوشِ مضامین تو نہایت لیکن | دل حوادث سے زمانہ کے ہے بیتاب وتوان |
| ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پر تیری | کیا لکھے وہ ترے اوصاف کہ قاصر ہے زبان |

عید اضحیٰ تجھے ہر سال مبارک ہووے
تجھ پہ ہو سایۂ حق اور ترے سایہ مین جہان

## قصیدہ نمبر ۱۰

| | |
|---|---|
| ہے ابرِ دُرفشان وہ چمن مین کمال کے | عاشق نہال کیون نہ ہون عاشق نہال کے |
| ہین دیدہ و ستارون مین خورشید و ماہ اگر | روشن ہین دونون نور سے اسکے جمال کے |
| اُسکی نگہ سے گر جگرِ سنگ پائے رنگ | بھر جائین پل مین لعل سے دامن خیال کے |
| ہے جو اُسکے سامنے کشتی بکف گدا | پھرتا صدف ہے کھولے ہوئے لب سوال کے |
| ہین اُسکے در کے خاک نشینون کے دل غنی | خواہان وہ ملک کے ہین نہ جویان ہین مال کے |
| دنیا نے خاکساری اُسے دی ہے نذر مین | مٹی خمیر یہ ہی ہے گھر مین کلال کے |
| ہو اُسکا حکم عام جو برمنعِ انقطاع | رہ جائے آرہ چوب پہ دندان نکال کے |

یا تنک ہین بد دماغ نہ بولین گے منھ سے وہ
دیگا جواب نامہ نگیسرین کو جواب

رکھتا ہے چرخ اہل سعادت کو بد مذاق
گذران سے ہما کی سر روزنئی کلاب

دیکھے جہان کو دیدۂ عبرت سے تو اگر
جام جہان نما ہے ہر اک کاسۂ حباب

ساقی جو تجکو عین عنایت سے جام دے
لے اور لگا کے آنکھو سے پی جا اُسے شتاب

گر بے حساب جام یہ جام آئین تیرے ہاتھ
روز حساب تک تو پڑے جا علے الحساب

مستی مین ایسا مطلع تازہ کوئی سنا
جامی بھی لکھے دل پہ جسے کر کے انتخاب

گلشن کو دے جو گریۂ مستانہ میرا آب
بیضون سے بلبلون کے ہو پیدا بط شراب

گلگون نشۂ مے گلگون پہ ہو مرا
پا بوس آسمان روش حلقۂ رکاب

مستی مری سکھائے اگر جھوسنے کی طرز
نکلے ہمیشہ ابر سے مستی بجائے آب

بیہوشیو نمین ہین مری وہ گرم جوشیان
ہوتے ہین جس سے طائر ہوش و خرد خراب

جاگ اُٹھین وہ جو خواب عدم مین ہین خوشنمود
غفلت مین گر بلند ہو میری نفیر خواب

نہ پردۂ فلک کو اُٹھاؤن اک آن مین
ہو جاؤن مین جو عالم مستی مین بے حجاب

ہو وہ صوامید فلاطون مین خم نشین
کہہ بیٹھون گر نشہ مین کوئی حرف ناصواب

یہ ذہن کو ہے عالم مستی مین روشنی
ہر خشت خم ہے حکمت اشراق کی کتاب

ہر روز جام بادۂ روشن کا مجکو شغل
ہے مثل شغل آئینہ و شغل آفتاب

پرہیز میرا یہ ہے کہ تقوی سے ہے گریز
تقوی ہے میرا یہ کہ ہے توبہ سے اجتناب

لیکن ہے ابر رحمت باری سے دُرفشان
دامان تر مرا رو کش دامن سحاب

مداح ہون مین اُسکا کہ ہے جسکے دور مین
شیب زمانہ کے لئے کیفیت شباب

پیر فلک بنے ہے جوان سیاہ مست
ریش شعاع مہر پہ ہے ابر سے خضاب

مانند ناف آہو اگر جام مین ہو خون
اُسکی شمیم فیض سے ہو جائے مشکناب

مرغِ نظر کے ساتھ اُڑا چاہتا ہے دل
مژگان سے دونوں بازوؤن پر پر نکال کے

جاتا ہے دوڑ دوڑ کے ہر دم تری طرف
دھو دھو کے پانوں پیچھے پیکِ خیال کے

شاہا یہ تیرا ذوق ہے امیدوارِ لطف
ہو حال پر نگاہ اس آشفتہ حال کے

تا جلد اسکا کوکبِ طالع پئے عروج
آجائے سمتِ اوج پہ گھر سے وبال کے

کردے بہار نام سے اپنے اسے نہال
جھوکون مین آگیا ہے سموم ملال کے

دنیا مین زندگی کرے آرام سے بسر
ایمان اُسکے ساتھ ہو وقت انتقال کے

نکلے بہ صبحِ حشر تو رنگ اسکا جون شفق
ہو سرخ دوستی سے محمدؐ کی آل کے

## قصیدہ نمبر ٦

### درمدح ابوظفر بہادر شاہ مرحوم

پیری مین پر ضرور ہے جامِ شرابِ ناب
پائے فروغِ صبح نہ بے نورِ آفتاب

تاسف نہ ہو تو اس سے کہ داڑھی ہوئی سفید
کر خوب میکشی کہ یہ ہے سیرِ ماہتاب

ہے پیرِ دل خنک کی ہوا پر بقائے عمر
یہ برف وہ نہین جسے رکھین نمد سے داب

ہستی کا اپنے کر نہ بھروسا حباب وار
تعمیر بے بنا ہے یہ اور خیمہ بے طناب

آئی ہے جب سے قالبِ خاکی مین تیری جان
غافل پئے سفر ہے اُسی دن سے پا تراب

جو دم مزے سے گذرے غنیمت سمجھ کہ روز
گردش ہے آسمان کو زمانہ کو انقلاب

ہر بازیِ فلک پہ تو نوروز روز کر
رکھ آفتاب گنجفہ پر سال کا حساب

حاصل ہے کیا ہنر سے ولا آئینہ کو دیکھ
جوہر سے دل مین رکھتا ہے کس درجہ پیچ و تاب

گر ہو سکے تو خاکِ درِ میکدہ ہو تو
اس خاکدان مین تا نہ ہو مٹی تری خراب

آسودہ گانِ کنجِ خرابات کے لئے
جانا بہشت تک بھی ہے دوزخ کا عذاب

چالاکی ہے وہ توسنِ چالاک مین ترے — شوخی ہے چشم یار مین عاشق مین اضطراب
کاوے مین یون وہ جیسے کہ طاؤسِ وقتِ رقص — اُڑنے مین یون وہ جیسے کہ پرواز مین عقاب
ق
چمکائے ایک ذرا سرِ میدان جو تو اُسے — بے پر ہوا پہ جائے وہ جون ناوکِ شہاب
کرتا ہے یون ثنا کو دعا پر اب اختصار — یارب دعاے ذوق ہو مقبول و مستجاب
تا عید و عیدگاہ ہو اور خطبہ و نماز — تا خطبہ و نماز سے منظور ہو ثواب

ہر سال تجکو عید ہو فرخ بعز و جاہ
ناکام ہون عدو ترے اور دوست کامیاب

## قصیدہ نمبر ۱۲

### در مدح ابوظفر بہادر شاہ مرحوم

ساون مین دیا پھر مہ شوال دکھائی — برسات مین عید آئی قدح کش کی بن آئی
کرتا ہے ہلال ابروے پُرخم سے اشارہ — ساقی کو کہ بھر بادہ سے کشتیِ طلائی
ہے عکس فگن جامِ بلورین سے مے سُرخ — کس رنگ سے ہون ہاتھ نہ میکش کے حنائی
کوندے ہے جو بجلی تو یہ سوجھے ہے نشہ مین — ساقی نے ہے آتش سے مے تیز اُڑائی
یہ جوش ہے باران کا کہ افلاک کے نیچے — ہوئے نہ ممیز کرۂ ناری و مائی
پہنچا کمک لشکرِ باران سے ہے یہ زور — ہر نالہ کی ہے دشت مین دریا پہ چڑھائی
ہو قلزمِ عمان پہ لب جو متبسم — تالاب سمندر کو کرے چشم نمائی
ہے کثرتِ باران سے ہوئی عام یہ سردی — کافور کی تاثیر گئی جو زمین پائی
سردئ حنا پہنچے ہے عاشق کے جگر تک — معشوق کا گر ہاتھ مین ہے دستِ حنائی
عالم یہ ہوا کا ہے کہ تاثیرِ ہوا سے — گردون پہ ہے خورشید کا بھی دیدہ ہوائی
کیا صرف ہواے طرب و عیش سے عالم — ہے مدرسہ مین بھی سبق صرف ہوائی

اُس شاہ کے نم کرم و بوئے خلق سے
ہر خار بن ہو ہمسر فوّارۂ گلاب

وہ بادشاہ جس کا بہادر شہ اسم پاک
ہے دُرج کے زمانہ کا یکتا دُرِ خوش آب

ظلِ الٰہ خسرو دیندار دین پناہ
شاہِ بلند جاہ و خدیوِ فلک جناب

تیغ اُس کی وہ ظفر دم و نصرت اثر کہ ہے
گنج ہزار فتح کی مفتاحِ فتحِ باب

روشن دلی سے اُسکی عدو تیرہ بخت ہے
دزدِ سیاہ کار کو آفت ہے ماہتاب

ہو مغزِ جانِ کافرِ نعمت کے واسطے
مطبخ مین اُس کے لیشۂ نمز وہ ہر ذباب

ہے ابر مین بھی برق کا شعلہ مگر نہین
اُسمین دم و فورِ عطا گرمی عتاب

کج خلقی اُسکی طبعِ روان مین نہین ذرا
دریائے موج زن کو ہزارون مین پیچ و تاب

پڑھتا ہون مین وہ مطلعِ روشن حضور مین
جسکا نہ ہووے مطلعِ خورشید بھی جواب

شاہا تو وہ ہے نورِ مجسم کہ آفتاب
کرتا ہے نور کو ترے سایہ سے اکتساب

تلوار تیری ہے وہ غضب برقِ کفر سوز
ہے جسکی آنچ آتشِ دوزخ کا التہاب

جوہر سے تیری تیغ کے دکھلائے ہے قضا
سرکش کو لکھ کے حرف بحرف آیتِ عذاب

ق

اللہ رے پاسداری اسلام و پاسِ شرع
اللہ رے تیری مصلحت اللہ رے احتساب

انگور زخم دل پہ نہ بدخواہ کے بندھے
اس خوف سے کہ ہوتی ہے انگور کی شراب

کیا ہی سے پرست ہو مانندِ چشمِ یار
مقدور کیا کرے قدحِ مے کا ارتکاب

ملکہ نہ لے دعا، قدح کا بھی منہ سے نام
بالفرض گر دہی ہو دعاؤن مین مستجاب

شاہا تری حمایت و دولت کے سایہ مین
کنجشک رشکِ باز ہے رشکِ ہما غراب

کرتا ہے روز و شب کو برابر شہنشہا
تعمیل عدل سے تری میزان مین آفتاب

خورشید غیرِ صبح یہ جو کھینچتا ہے تیغ
چاہے ہے غیرِ جنگ یہ تجھ سے مگر خطاب

کہنے تو ترے نکلِ شیرین کو شہد کیا
یہ شربتِ خضر ہے شہا وہ قئے ذباب

گمرہ کو ہدایت جو تری راہ پہ لا دے / رہزن بھی اگر ہو تو کرے راہنمائی

ناخن شمشیر نہ ہو ناخن تدبیر / دشمن کی ترے ہو نہ کبھی عقدہ کشائی

خورشید سے افزون ہو نشان سجدہ کا روشن / گر چرخ کرے در کی ترے ناصیہ سائی

عکس رخ روشن سے ترے جون ید بیضا / کرتا ہے کف آئنہ اعجاز نمائی

کرتا ہے تری نذر رسد نقد سعادت / ہے مشتری چرخ کی کیا نیک کمائی

اک مرغ ہوا کیا ہے کہ سیمرغ نہ چھوڑے / گر سر بہوا ہووے ترا تیر ہوائی

ہر کوہ اگر کوہ صفا ہو تو عجب کیا / ہو فیض رسان جب ترے باطن کی صفائی

ہو بلکہ صفا ایسی دل سنگ صنم مین / ہر بت مین کرے صورت حق جلوہ نمائی

ہر شعر غزل مین ترے معنی شفا مین / قربان غزل کے تری دیوان شفائی

مانع جو ہوا دست درازی کو ترا عدل / پروانہ کو بھی شمع نے انگلی نہ لگائی

زنجیر مین جوہر کے رہی تیغ ہمیشہ / خونریز کو ہو عہد مین تیرے نہ رہائی

دیتا ہے دعا ذوق کہ مضمون ثنا مین / ہے ذہن رسا کو یہ کہان اس کی رسائی

ہر سال شہا ہووے مبارک یہ تجھے عید
تو مسند شاہی پہ کرے جلوہ نمائی

## قصیدہ نمبر (۱۳) اکبر شاہ ثانی کی مدح مین ہے مگر نظر ثانی نہین پائی

شاہا جمال حسن کا ترے لکھوں مین وصف کیا / ظاہر مین تو ظل خدا باطن مین تو نور خدا

جلوہ ترے دیدار کا ہے اسقدر بہجت فزا / روے مقدس کو ترے جسنے کہ دیکھا یہ کہا

صل علی صل علی صل علی صل علی

انوار عرفان سے ترا سینہ ہوا ایسا ہے صاف / جسکی پہنچتی روشنی ہے قاف سے لتا بہ قاف

خالی نہین مے سے روش دانۂ انگور
زاہد کا بھی ہر دانۂ تسبیح ریائی

جو آئینہ دل ہے وہ عاشق کی بغل مین
گویا کہ ہے مینائے مئے کاہربائی

کرتی ہے صبا آکے کبھی مشک فشانی
کرتی ہے نسیم آکے کبھی لخلخہ سائی

تھا سوزنئے خار کا صحرا مین جہان فرش
سبزہ نے وہان مخمل خوشرنگ بچھائی

آرائش گلشن کے لئے جامۂ رنگین
زیبائش غنچہ کے لئے تنگ قبائی

ہے نرگس شہلا نے دبا آنکھ مین کاجل
برگ گل سوسن نے دھڑی لب پہ جمائی

ابرو پہ کرے قوس و قزح وسمہ تو خورشید
سرخی شفق سے کرے ریش اپنی حنائی

رخسارۂ گلچین کا ہے سرخی سے یہ عالم
جون وقت غضب چہرۂ ترکان خطائی

کیا ساغر زرین کو کیا جلد مہیا
نرگس نے تو سرسون ہی ہتھیلی پہ جمائی

ہوتی متحمل نہین اک ساغر گل کی
شاخ گل احمر کی نزاکت سے کلائی

اعجاز نوا سنجی مطرب سے چمن مین
ہر خار کی ہے نوک زبان شغر نوائی

حیرت کی نہین جا ہے کہ دیوار چمن پر
ہر طائر تصویر کرے نغمہ سرائی

شاہا ترے جلوہ سے ہے یہ عید کی رونق
عالم نے تجھے دیکھ کے ہے عید منائی

کہتے ہین سمنو جسے ابرو نے وہ تیری
کی آئینۂ چرخ مین ہے عکس نمائی

پرتو سے ترے جام مئے عیش سر بزم
لے ساغر جمشید کرے کارروائی

ٹپکے لب ساغر سے وہ قطرہ کرو شکل
ہو شکل فلک جس مین تماشائی خدائی

کیا علم سمائے ترا سینہ مین فلک کے
دریا کی کہان ہوسکے کاسہ مین سمائی

پڑھتا ہون ترے سامنے وہ مطلع موزون
احسنت کہین سن کے بہائی و سنائی

یون کرسئی زر پر ہے تری جلوہ نمائی
جسطرح کہ مصحف ہو سر رحل طلائی

رکھتا ہے تو وہ دست سخا سامنے جسکے
ہے بحر بھی کشتی بکف از بہر گدائی

ہے گلون کے حق مین شبنم مرہم زخم جگر
شاخ بشکستہ کو ہے باران قطرہ مومیا

ہوگیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق
لالۂ بے داغ سے یہ پانے لگا نشو و نما

ہوگیا زائل مزاج دہر سے یانتک جنون
بید مجنون کا بھی صحرا مین نہین باقی پتا

ہوتا ہے لطف ہوا سے اس قدر پیدا لہو
برگ مین ہر نخل کی سرخی ہے جون برگ حنا

بانی یہ اصلاح صفرا نے کہ دنیا مین کہین
زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہے کہربا

ہر مزاج بلغمی مین ہوتی ہے تولید خون
چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہے بجا

نام کو اشیا مین نہ تلخی رہی نہ سمیت
بنگئی تریاک افیون زہر میٹھا ہوگیا

کیا عجب جدوار کی تاثیر گر رکھے زقوم
کیا عجب گر آب حنظل دیوے شربت کا مزا

نیش کی جا نوش ہو دنبالۂ زنبور مین
کام مین افعی کے ہو مہرہ بجائے آبلا

راحت و آرام کا اس دور مین ہے دَور دورہ
چاہئے واقف ہو دوران سر سے آسیا

موتیا بند آنکھ مین اپنی جو رکھتی ہے صدف
اب رکھے ہے روشنی مثل دل اہل صفا

آگیا اصلاح پر ایسا زمانہ کا مزاج
تا زبان خامہ بھی آتا نہین حرف دوا

نسخہ پر لکھنے نہین پاتا ہو الشافی طبیب
کہتا ہے بیمار بس کر مجکو بالکل ہے شفا

فرق جاتا یانتک اعضائے بدن سے درد کے
درد کے جو حرف ہین وہ آپ ہی ہین سب جدا

لاغرون کو ہو کمال تاب و طاقت یہ شتاب
کیسے دو ہفتہ ہلال اک شب مین ہو بدر الدجا

صبح صادق کے ہے گو سر مین سفیدی آگئی
لیکن اس پیری مین بھی صادق ہے ایسی اشتہا

بھوک کی شدت سے اسکو یک نفس فرصت نہو
قرص سے خورشید کی جب تک نہ کرلے ناشتا

رات بھر ٹوٹا کیا انجم کے دانہ چرخ پر
پھر جو دیکھا صبح کو اصلا شکم مین کچھ نہ تھا

پہنچی یہ تفتیح کی نوبت کہ نوبت خانہ مین
لیتی ہے جی کھول کر کیا کیا ڈکارین کرنا

کوس پھولا ہے خوشی سے نفخ کا کیا دخل ہے
جون حباب اسکے نہین مطلق شکم مین امتلا

ہضم کامل اس قدر معدہ نے پہنچایا بہم
جید الکیموس ہے جو حلق سے اتری غذا

خورشید و مہ کو روبرو تیرے کہان مقدور لاف — کرتے ہین دونو روز و شب آکر ترے در کا طواف

اے قبلۂ روشن دلان اے کعبۂ اہل صفا

ہے تیری فر و فرہی فر فریدون کا نشان — نصفت کو تیری دیکھکر کسرے کی بھی ہو کر شان

تو وہ سکندر قدر ہے اے فخر شاہان جہان — تیرے ضمیر پاک کو پہنچے ہے جام جم کہان

وہ جام ہے گیتی نما یہ آئینہ ہے حق نما

تیری بہار لطف سے ہر دشت ہے رشک چمن — پیدا ہون خار خشک مین گلہائے نسرین و سمن

تیرے سحاب فیض سے اے ظل رب ذوالمنن — جس جا کہ موج ریگ ہو بحر روان ہو موج زن

اور دامن ہر موج مین لاکھون ہون دُر بے بہا

اللہ رے دریا دلی تیری دم جود و کرم — ہے دل ہی دل شاہنشہا تو سر سے لیکر تا قدم

آگے تری بخشش کے ہے دریا کہین ہین کم — تو بخشدے اک آن مین سو گنج دینار و درم

پیسہ بھی دے سکتا نہین وہ فلس ماہی کے سوا

جس پر عنایت ہو تری اسکو نہین پروائے زر — جسکا کہ حامی تو ہو کیون اسکی شکستہ ہو کمر

اللہ نے تجھکو کیا بیچارہ گان کا چارہ گر — اے خسرو والا گہر تیرے تلطف کی نظر

ہے مفلسون کو کیمیا ٹوٹے دلون کو مومیا

تیری ثنا کب ہو سکے اے خسرو والا نگاہ — اب یہ دعا ہے ذوق کی حق مین ترے شام و پگاہ

جب تک زمین پر ہے فلک اور ہین فلک مہر و ماہ — فرخ ہمیشہ عید ہو تجھکو شہا باعز و جاہ

بدخواہ تیرا ہو سدا رنج و الم مین مبتلا

## قصیدہ نمبر ۱

واہ واہ کیا معتدل ہے باغ عالم مین ہوا — مثل نبض صاحب صحت ہے ہر عرق صبا

بھرتی ہے کیا کیا مسیحائی کا دم باد بہار — بن گیا گلزار عالم رشک صد دار الشفا

بزم تصویرات فانوس خیالی کی طرح
حلقۂ رقاصگان ہے زیر گردون جابجا

کر رہا صحن چمن ہی مین ہے کیا طاؤس رقص
آشیانہ مین ہے رقصان طائر قبلہ نما

خانہ ہائے چشم مین بھی پتلیون کا رقص ہے
ہے جو منظور نظر سب کو تماشا رقص کا

چھوٹی آتشبازی ایسی جسکی گلکاری کو دیکھ
رات کو کہتے تھے آپس مین ثریا و سُہا

صنع آتشباز پر حیرت زدہ ہوتی ہے عقل
سنگ پارس سے کہین باروت کو پیسا تھا کیا

ہو گئی تاثیر جس کی یہ کہ ہر گلریز سے
ریزۂ فولاد نکلے بنکے گلہائے طلا

گنج چھٹتے تھے ستارون کے عجب انداز سے
ماہ پارون کا تھا گویا خندۂ دندان نما

منہ ہے کیا جو رنگ سے مہتاب کے مہتاب ہو
غازہ سے ہرچند چمکے رنگ روے مہ لقا

برج جو اُڑکر ہوئے قندیل شب زیر فلک
برج تھے جتنے فلک پر سب کو روشن کردیا

فی الحقیقت یہ وہ شادی ہے کہ اسکے روبرو
جشن جمشیدی کا کچھ مطلق نہین رتبہ رہا

ہے زبان خامہ عاجز آگے بس تعریف مین
ذوق کہتا ہے اُٹھا کر ذوق مین دست دعا

رکھے صحت سے ہمیشہ شافی مطلق سب تجھے
جو ترے بدخواہ ہون وہ رنج مین ہون مبتلا

## قصیدہ نمبر ۳

شب کو مین اپنے سر بستر خواب راحت
نشۂ علم مین سرمست غرور و نخوت

مزے لیتا تھا پڑا علم و عمل کے اپنے
تھا تصور مرا ہر امر مین تصدیق صفت

ہو گیا علم حصولی تھا حضوری مجھکو
تھا مرا ذہن نہ محتاج حصول صورت

جو مسائل نظری تھے وہ بدیہی تھے تمام
عقل کو تجربہ کی اتنی ہوئی تھی کثرت

نہ غرض مجکو نتیجہ سے نہ تھا شکل سے کام
تھی مری فکر کو ہر شکل خطا سے عصمت

ذہن مین سب مرے حاضر صور علمیہ
پر جتانی مجھے منظور نہ تھی علمیت

ہے مزاجِ اہلِ عالم پہ فریبِ اعتدال
ساتوں اقلیمیں ہیں گویا اب بخطِ استوا

رکھے گا تعویذ اور گنڈا کوئی کیوں اپنے پاس
باغِ عالم میں یہی عالم جو صحت کا رہا

دیگا طاؤس اپنے بال و پر سے سارے نقش دھو
پھینکدیگی توڑ کر گنڈا گلے سے فاختا

اس قدر جاتی رہی عالم سے بیماری کہ آج
نام گلشن میں نہیں ہے نرگسِ بیمار کا

واقعی کس طرح سے صحت نہ اک عالم کو ہو
جبکہ ہو اُسکی تو یہ غسلِ صحت جانفزا

وہ ولیعہدِ زمان مرزا محمد بوظفر
اُسکی قوت گر ضعیفوں کو بناوے اقویا

تقویت کا یہ اثر ہو عام جو ہیں برگِ زرد
ہوں مقویِ دل و جان مثلِ اوراقِ طلا

شادیِ صحت سے اُسکے آج ہو کر شادشاد
تہنیت خوانی میں ہیں سرگرم سب بیت سرا

میں بھی اُس شکِ چمن محفل میں وہ مطلع پڑھوں
بلبلِ تصویر سنکر بول اُٹھے مرحبا

**مطلع**

آج ہے عالم میں وہ روزِ سعادت انتما
دے اگر زاغ و زغن بیضہ تو پیدا ہو ہما

مژدۂ جانبخش صحت ہے ترا ماء الحیات
جس سے جوں سیماب کشتہ مردہ دل زندہ ہوا

ہے بقائے عمر سے تیری بقائے عمرِ خلق
ذات ہے تیری جہاں میں چشمۂ آبِ بقا

قطرہ افشانی سے آبِ غسلِ صحت کے ترے
ہوں دُرِ خوش آب پیدا اسقدر قوت فزا

ہو ویں استعمال یاقوتی میں وہ موتی اگر
بخشتے پیرانِ کہن کو نوجوانوں کے قوا

جسم کو مل مل کے دھویا تونے جسدم وقتِ غسل
گردِ کلفت کو دلِ عالم سے گویا دھو دیا

دلِ عدوے سنگدل کا تھا شقاوت سے جو سخت
زیرِ پا پامال ہوتا تھا بزنگِ سنگِ پا

خوردۂ گل کو صبا لائی تصدق کے لئے
دے گیا ابرِ بہاری نذر دُرِّ بے بہا

شادیِ صحت کا تیری کیا کہوں عالم کہ آج
جوشِ عشرت سے یہ عالم بن گیا عشرت سرا

چھیڑے تارِ شمع کو گر ناخنِ موجِ نسیم
بزم میں پیدا ہو تارِ سازِ مطرب کی صدا

لب پہ ساغر کے ہے جوں موجِ تبسم موجِ مے
شورِ قلقل لب پہ ہے مینائے مے کے قہقہا

کبھی مین جبری و مجبور بعقل و تدبیر
کبھی مین قدری و مختار بقدر و طاقت

گہ ملاحد کی تھی تردید کلام الحاد
گہ وجودی و شہودی سے بیان وحدت

جون مہندس کبھی مالوف بشکل و مقدار
جون محاسب کبھی معروف بضرب و قسمت

کبھی حرفون سے تھا مطلوب مثال جفار
کبھی کچھ نقطہ سے مقصود تھا رمال صفت

خانۂ کیسہ سے خارج کبھی شکل داخل
شکل خارج تھی کبھی داخل بیت غربت

کبھی کرتا تھا قران سہ و زہرہ پہ نظر
کبھی تھا دیکھتا مریخ و زحل کی رجعت

کبھی افسون و عزیمت کبھی تعویذ و طلسم
کبھی تجویز زکوٰۃ اور کبھی قصد دعوت

کبھی تھا علم قیافہ مین یہ ادراک مجھے
ایک صورت سے بیان کرتا تھا مین سیرت

کبھی مین رہتا سرودی مین تھا ایسا مشغول
کہ نہ تھی ایک نفس ضبط نفس سے فرصت

سیمیا سے کبھی تصویر کشش موہومات
کیمیا سے کبھی مین زرکش گنج دولت

کبھی مین شیخ شیوخ اور کبھی شیخ رئیس
کبھی علامہ کبھی صوفی صافی طینت

کبھی مین قرب فرائض سے تھا عالی درجہ
کبھی مین قرب نوافل سے تھا والا رتبت

ماہر موسیقی ایسا کہ ادا کرتا تھا
کبھی مین بارہ مقام اور کبھی چاردن ست

کبھی مین شاعر غرا و ادب دان بلیغ
نظم مین نام مرا نثر مین میری شہرت

کبھی کرتا تھا عروضی کا بھی مین قافیہ تنگ
طبع موزون کی دکھاتا تھا جو موزونیت

کبھی پیش نظر انجیل و زبور و توریت
کبھی مصحف مین نظر میری سر ہر آیت

کبھی زرتشتیون مین ایسا کہ سارے موبد
ژند و پاژند مین کرتے تھے مری تبعیت

کبھی یہ آگہی شاستر و بید پران
کرون اک بات سے پنڈت کی کتھا مین کھنڈت

کبھی مین حل معما و لغز مین ذی ہوش
کبھی اخبار و تواریخ مین صاحب خبرت

آخرش دیکھا تو العلم حجاب الاکبر
عاقبت پایا تو ہان ابلہ کو اہل جنت

فائدہ کیا جو ہر اک علم کی جانی تعریف
فائدہ کیا جو ہر اک فن کی کھلی ماہیت

چار و ناچار جو ترغیب سے یارون کی کبھی | درس تدریس پہ آجاتی تھی مجھکو رغبت

کبھی ہمت تھی مری قاعدۂ صرف مین صرف | کبھی تھی نحو مین ہر نحو سے مجھے محویت

کبھی منطق کو تفوق یہ مرے ناطقہ سے | تحتِ حکمت ہو یہ فن گرچہ ہے تحت حکمت

کبھی مین کرتا تھا تصریح و معانی و بیان | کبھی مین کرتا تھا توضیح نجوم و ہیئت

کبھی تقسیم فرائض کبھی تفہیم اصول | کبھی تعلیم عقائد بہ کتاب و سنت

کبھی تھا علم الٰہی کی طرف ذہن رسا | کبھی کرتی تھی طبیعی مین طبیعت جودت

کبھی تھا عقل پہ مذہب مرا مانندِ حکیم | کبھی مثل متکلم کے مجھے پاس ملت

کبھی کرتا تھا قدم چرخکا ثابت بجہات | اور کبھی کرتا تھا باطل لسماء انشقت

کبھی انکارِ قیامت پہ مین لاتا تھا دلیل | کبھی تکرار تناسخ پہ مجھے سو حجت

حشرِ اجساد مین تھا گاہ تردد مجھ کو | کبھی تھی عالم برزخ مین مجھے اک حیرت

کبھی تھی عرصۂ مدورِ فلک کی مجھے سیر | کبھی مین ناپتا تھا سطح زمین کی وسعت

کبھی ثابت مرے نزدیک فلک کی گردش | کبھی مثبت مرے نزدیک زمین کی حرکت

کبھی مین کرتا تھا اعراض مین جوہر قائم | کبھی مین کرتا تھا معلول سے ثابت علت

کبھی منقول پہ مائل کبھی سوئے معقول | کبھی مین فقہ پہ راغب کبھی سوئے حکمت

کبھی مین حافظ قرآن بعلم تفسیر | کبھی مین قاری قرآن بعلم قرأت

کبھی کرتا تھا مجسطی پہ حواشی تحریر | کبھی کرتا تھا اشارات و شفا کی صحت

کبھی مین کرتا تھا قانون سے تشریح علاج | کبھی مین کرتا تھا قاموس مین تصحیح لغت

کبھی مین لون سے بینندۂ بیمار و صحیح | کبھی مین نبض سے دانندۂ ضعف و قوت

گہ نباتات کی آگاہ مین کیفیت سے | گہ جمادات کی معلوم مجھے خاصیت

کبھی مشائیون سے کرتا تھا مین ہمسری | کبھی لیجاتا تھا اشراقیون پر مین سبقت

کبھی مین نفی حقائق مین تھا سوفسطائی | کبھی مین معتزلی باعث ردِ رویت

علم ہے لاکھ ہو شیخی یہ تری بے تقدیر — نہ کہے کوئی تجھے شیخ علیہ الرحمت
یہ مقالات مثالِ قصص مصنوعہ — ہوئے یکبار جو افسانۂ خوابِ غفلت
لگ گئی آنکھ مری دیکھتا کیا خواب مین ہون — کہ مجسم نظر آئی ہے نوید بہجت
اللہ اللہ رے حُسن اُسکا کہ سرتا بہ قدم — تھا وہ خالق کا تماشائے ظہور قدرت
یاد کرتا قدِ رعنا کو ہے اُسکے زاہد — دمِ تکبیر جو کہتا ہے سدا قد قامت
چشمِ وحشی کو اگر اپنی وہ دکھلائے تو ہو — چشمِ آہو سے ہرن نشۂ جامِ وحشت
دلِ شامت زدہ کے درپے تدبیر ہلاک — زلفِ واژدون بھی وہ رخسار پہ واژدن آتش تبت
آتشِ حُسن سے اک شعلۂ سرکش ہی بنی — موجۂ دودِ لطیف اُسکی بھوؤنکی حالت
فوجِ مژگان وہ بلا ہو کے صف آرا جو کرے — دستِ بیداد سے یکدست دو عالم غارت
چاہِ بابل وہ ذقن اور دھوان زلف کا عکس — دل گرفتار عذاب اسمین ہو ہاروت صفت
لعلِ شیرین کی حلاوت پہ ہو جو جانِ عاشق — تو دمِ نزع بھی عناب کا چاہے شربت
نہ دمِ شرم تبسم سے لب اُسکے خوگر — نہ تغافل سے اُن آنکھونکو نگہ کی عادت
کھولدے معنی معدوم کمر کی جنبش — وا کرے عقدۂ موہوم لبون کی حرکت

شوخی و ناز کی تعریف مین اُسکی مطلع
وہ پڑھون مین کہ جسے سُنکے ہو دل کو فرحت

شوخی اُس چہرہ مین یون گلمین ہو جیسے حمرت — ناز یون چشم مین نرگس مین ہو جیسے نکہت
لب پان خوردہ کی شوخی کے ہے آگے کیا بات — گر لگا دے وہ مسیحا پہ بھی خون کی تہمت
نازک اندام وہ اور سنگدل اُن سے بھی ہو — آیا جن سنگدلون کے لئے ہے ثُمَّ قَسَت
سیلی سینہ پہ نہ تھی جدول پشت کا عکس — نظر آتا تھا صفائی سے الف کی صورت
لیتی ہی نگہ [illegible] وہ اپنے دکھا کر عالم — ایک عالم کا ہو دل لیکے بغل مین جنت
الغد اللہ رے تری تمکنت اُف رے تمیز — واہ رے تیرا تجنت تری بل بے نخوت

فائدہ کیا کہ جو دیکھے کتب ہر مذہب
فائدہ کیا جو ہوئی آگہی ہر ملت

عقل سے گرچہ کیا مادہ ایسا پیدا
کہ بہ شکل ہو ایک تازہ محل صورت

یا بنائی کوئی صورت کہ جسے دیکھ کے ہو
ہیکلِ روم سے بتخانۂ چین تک حیرت

بے مقدر نہ پڑے صورتِ مہبودِ نظر
دور آئینۂ دل سے ہو نہ زنگِ کلفت

پڑھوں اک مطلع برجستہ میں اس موقع پر
جس کو سنکر کہیں احسنت سب اہل فطنت

گر نہ دے صاحب جوہر کو مقدر عزت
جوہرِ فرد ہے بالفرض تو کیا بے قسمت

کیا ہوا علم معقولہ سے اگر کیف کی ہے
لیک بے یاوری بخت نہیں کیفیت

قاسمی چرخ بھی جو تو ہے تو کیا گر تیرے
مثلِ دہقانِ فلک رکھتے ہوں طالع نکبت

دورِ گردوں نہ موافق ہو تو ہو او خفیف
جرِّ اثقال میں تو جتنی اٹھائے محنت

آگے برگشتگیٔ بخت کے چلنے کی نہیں
نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت

گو فصاحت میں تو سحبان ہے ولے بے تقدیر
حرفِ مطلب پہ زبان کو ہو تری لکنت

گو ریاضی میں ہے صناع اگر بخت ہیں بد
نقش باطل ہے تری شکل وہ جس میں صنعت

کیا ہوا جانا اگر مسئلہ بیر و منار
پستیٔ بخت سے تجکو جو نہیں ہے رفعت

کام تقویم نہ آئے نہ تری اصطرلاب
طالعِ بد سے اگر نیک نہ آئے ساعت

علم سے ہو نہ کبھی چارۂ آزار نصیب
پور سینا ہے تو کیا سینہ میں خونِ حسرت

سو دوائیں ترے نسخہ میں ہوں پر بے تقدیر
نہ ہو بالخاصہ تاثیر نہ بالکیفیت

علمِ نیرنج سے گو بودے تو نخلِ نارنج
بے مقدر نہ ہو حاصل ثمرِ خوش لذت

علم سے جو سبق آموزِ ملائک تھا وہ دیکھ
بختِ بد سے ہوا مستوجب رجم و لعنت

ہوا مسجودِ ملائک یہ ظلوم و جہول
یعنی انسان قوی بخت و ضعیف الخلقت

گو تصوف سے ہو تو صوفیٔ سجادہ نشین
بے مقدر نہ کرامت ہو نہ خرقِ عادت

لیکے انگڑائی کہیں بجنے لگی رام کلی | اُٹھی ملتی ہوئی آنکھوں کو کہیں یا پنی للت
چشم سرمست سے ناز میں کاجل پھیلا | لب بیگن پہ مسی کی پڑی پھیکی رنگت
بے نمک آیا نظر حسن مہ و انجم چرخ | ہو گیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت
چونکے مرغ سحری عرش سے آوازِ خروس | ہو گئی خواب کو آوازۂ کوس رحلت
باغ عالم میں ہیں مرغانِ اُولی اجنحہ تک | شل مرغانِ سحر نغمہ طرازِ عشرت
دی ہے مسجد میں موذن نے اذان بہر نماز | با وضو ہو کے نمازی نے ہے باندھی نیت
ہوئی بتخانہ سے ناقوس کی پیدا آواز | چلے جمنا کو برہمن کوئی لیکر مورت
اُٹھے میخوار صبوحی کے لئے لیکے سبو | کہ عداوت ہے اگر کیجئے ترکِ عادت
اک طرف سے ہوئی گھڑیال کی آواز بلند | ایک جانب سے لگی آنے صدائے نوبت
سحر عید ہے کہ عید کا سامان نشاط | روز شادی کی ہے آمد شب غم کی رخصت
آج وہ دن ہے کہ آغوش میں لیکر تجکو | کہے طوبیٰ لک ہر شاہد طوبیٰ قامت
اب ہیں بیدار ترے بخت مددگار نصیب | اب قوی ہیں ترے طالع تری یاور قسمت
فکر کر تہنیت عید کا اُس شاہ کے تو | دور میں جسکے ہے ہر صبح صباحِ دولت
وہ شہنشاہ بہادر شہ کہ ہے انصاف | خسرو جم خدم و داورِ دارا حشمت
قوت ملت و دین قامع کفر و الحاد | حامی شرعِ نبی ماحی شرک و بدعت
حکم شرعی سے کرے سلب وہ جذبہ شوق | مرد مجذوب سے گر ترک ہو ستر عورت
کون اُسکا نہیں وصافِ صفاتِ نیکو | کون اُسکا نہیں سرگرم ثنا و مدحت

سنتے ہی میں نے بھی وہ مطلع روشن لکھا
مطلع صبح کو ہو سامنے جسکے خجلت

مصحفِ رخ ترا اے سایہ رب العزت | کھولدے معنی اتممت علیکم نعمت
تیرا دروازۂ دولت ہے مقام امید | تیرا دیوانِ عدالت ہے محلِ عبرت

قہر انداز بلا ناز قیامت طناز — سحر چشمک ستم ایماء کرشمہ آفت

جابجا عالمِ مستی مین قدم کو لغزش — دمبدم نشۂ صہبا سے زبان کو لکنت

آکے اُس رشکِ مسیحا نے کہا بالین پر — لَا تَنَمْ قُمْ کہ یہ غافل نہین وقتِ غفلت

شور بختی سے نہ اتنا نمک افشان ہو کہ ہو — بادۂ میکدۂ عیش کی گم کیفیت

کیا سبب ہوتا کدورت سے نہین کیون خالی — دل ترا شیشۂ ساعت کیطرح یکساعت

بزمِ ہستی مین تو ہنس بول رہیگا کب تک — صورتِ شمعِ سحر سوختہ روتی صورت

آتشِ دل سے ترے گوشۂ تنہائی مین — تنگیٔ شعلۂ جوالہ کمندِ وحدت

وقت ضائع نہ کر اُٹھ بسترِ اندوہ سے تو — چل درِ میکدہ تک ہے حرکت سے برکت

فکرِ باطل سے نہ کر دل کو خنک تو اپنے — ہے تجھے مثلِ سحر یک دو نفس کی مہلت

دیکھ تو کیا افقِ مشرقِ انوار سے ہے — جلوہ افروز رخِ بانوے صبحِ عشرت

ادہمِ لیل سرِ عرصہ ہے برگشتہ عنان — اشہبِ یوم سبک سیر ہے سوئے ساحت

جانبِ شرق ہے نوری فلق بال کشا — جانبِ غرب ہے پروازِ غرابِ ظلمت

چرخِ مینائی پر اک سبز پری کا عالم — شفقِ صبح پر اک لال پری کی حالت

نکہتِ گل جو ہوا مین تو ہوا عطر فشان — تازگیٔ گل کو چمن مین تو چمن کو نزہت

کھلے ہی جاتے ہین سب غنچہ نہ ہے جوشِ نشاط — لوٹے ہی جاتے ہین گل بل بے ہنسی کی شدت

آج یہ جوش پہ ہے رحمتِ باری کہ کہین — نہ رہی کلفتِ عصیان سے جہان مین ظلمت

طفلِ نو مشق کی مشقی کی طرح سو سو بار — دھو دے مستون کے سیہ نامہ کو ابرِ رحمت

کہے یہ رند کہ او زہد فروش گ نہ بھانک — ملنگے گر بادۂ نو زہدِ کہن کی قیمت

قتل ہوا زہد کا قلیا ہوئی زاہد کی شام — سنتے ہی قلقلِ مینائے شرابِ عشرت

اس قدر سازِ طرب ساز کی آواز بلند — بھیڑ مین گر تارِ گھڑی کا تو ہو پیدا و صوت

نغمہ سر زیب کہین مطربِ پسرِ زہرہ جبین — جام در دست کہین مغبچۂ مہ طلعت

اثر سے بادِ بہاری کے لہلہاتے ہیں
زمیں پہ ہمسرِ سنبل ہے موجِ نقشِ حصیر

نکل کے سنگ سے گر ہو شرارہ تخم فشاں
تو سبز فیضِ ہوا سے ہو وہ برنگِ شعیر

زمیں پہ گرتے ہی لے آئے دانہ برگ و ثمر
جو ٹوٹے ہاتھ سے زاہد کے سبحۂ تزویر

ہوا پہ دوڑتا ہے اس طرح سے ابرِ سیاہ
کہ جیسے جائے کوئی پیل مست بے زنجیر

نہ خار دشت ہے نرمی میں خوابِ مخمل ہے
ہر ایک تارِ رگِ سنگ بھی ہے تارِ حریر

ہوا میں ہے یہ طراوت کہ دودِ گلخن بھی
برستا اٹھتا ہے آتش سے مثلِ ابرِ مطیر

یہ آیا جوش میں بارانِ رحمتِ باری
کہ سنگ سنگ میں سنگِ یدہ کی ہے تاثیر

ہر ایک خار ہے گل پر گل ایک ساغرِ عیش
ہر ایک دشت چمن ہر چمن بہشت نظیر

ہر ایک قطرۂ شبنم گہر کی طرح خوش آب
ہر ایک گہر گہرِ شب چراغ پُر تنویر

کرے ہے صبح شکر خندہ اس مزے کے ساتھ
کہ جس طرح بہم آمیختہ ہوں شکر و شیر

سنوارتی ہے جو شام اپنی زلفِ مشکیں کو
سوادِ مشکِ ختن پر ہے لاکھ آہو گیر

نہال شمع سے ہر شب جنے گلِ شبّو
بہارِ عیش میں گلچیں کی طرح سے گلگیر

ہنسے چراغ تو ایسی ہنسی میں پھول جھڑیں
حیا سے رنگِ گلِ آفتاب ہو تغییر

رہے ہے چرخ پہ ہر صبح جوں صبوحی کش
بایں درازیِ ریشِ آفتاب ساغر گیر

عجب نہیں ہے کہ آرائشِ زمانہ سے
حنائی پنجہ ہوں تاک و چنار و بید انجیر

چمن میں ہے یہ درختانِ سبز پر جوبن
کہ زہر کھاتے ہیں سبزانِ خطۂ کشمیر

نہ کیونکہ دیکھ کے گلشن کو یہ پڑھوں مطلع
کہ آتی ہے نظر اک قدرتِ خدائے قدیر

ظہورِ نرگس و گل جلوۂ سمیع و بصیر
نسیمِ نکہتِ گل المظہر و لطیف و خبیر

شمیمِ عشق سے ہے یہ زمانہ عطر آگیں
کہ قرصِ عنبر اگر ہے زمیں تو گرد عبیر

حمل سے حوت تلک جا بجا ہیں تصویریں
بنا ہے عالمِ بالا بھی عالمِ تصویر

## قطعہ در تہنیت جشن نوروز

خسروا اُن کے ترا مژدۂ جشن نوروز — آج ہے بلبل تصویر تلک زمزمہ سنج
خبر عیش تری دی ہے چمن کو جا کر — زر گل پیک صبا پائے نہ کیونکر بارنج
بادۂ جوش جوانی کی ہے گویا اک موج — تن پیران کہن سال پہ ہر چین شکنج
چند قطرہ سے ہیں شبنم کے وہ بلکہ کمتر — آگے ہمت کے ترے گوہر شہوار کے گنج
حسن نیت سے ہے تو یوسف مصر بخشش — دست حاتم میں بجا ہے کہ جو دیں تیغ و ترنج
شش جہت پر ہے جو غالب ترا نیرنجۂ امن — فتنہ کو اُٹھنے میں جوں نرد ہے کیا کیا شش و پنج
نہ بجھے آب سے آتش نہ خس آتش سے جلے — ایک سے ایک موافق کہ مرنجان و مرنج
تیرے منصوبہ کے تابع ہیں سب احکام نجوم — صفحۂ تقویم کا گویا ہے بساط شطرنج
لایا ہے معنی رنگین سے یہ لعل خوش رنگ — ذوق جو مدح و ثنا میں ہے ترے گوہر سنج
خسروا ہوتا ہے اس رنگ سے معلوم یہ رنگ — رنگ نوروز جو ہے ایک برنگ نارنج
بزم رنگین میں تری رنگ طرب ہو ہر روز — اور تری خاطر اقدس پہ کبھی آئے نہ رنج

## قصیدہ نمبر ۵

زہے نشاط اگر کیجیے اسے تحریر — عیاں ہو خامہ سے تحریر نغمہ جائے صریر
زباں سے ذکر اگر چھیڑیے تو پیدا ہو — نفس کے تار سے آواز خوشتر از بم و زیر
ہوا یہ باغ جہاں میں شگفتگی کا جوش — کلید قفل دل تنگ و خاطر دلگیر
کرے ہے وا لب غنچہ در ہزار سخن — چمن میں موج تبسم کی کھول کر زنجیر
کچھ انبساط ہوائے چمن سے دور نہیں — جو وا ہو غنچۂ منقار بلبل تصویر
قفس میں بیضہ کے بھی شوق نغمہ سنجی سے — عجب نہیں کہ ہو مرغ چمن بنالہ صفیر

شہا ہے دم سے ترے زندگانی عالم
یہ تیرا دم ہے وہ اعجاز عیسوی تاثیر

مثال خضر تو اے رہنماے ملت و دین
جہان مین پیر ہو پر ہو کراستون سے بیر

تو وہ ہے حامی دنیا و دین زمانہ مین
کہ تجھ سے زیب ہے دنیا کو دین کو توقیر

کیا شہان سلف نے مسخر ایک جہان
کیے ہین تو نے شہنشاہ دو جہان تسخیر

سحر سے شام تلک زرفشان ہے پنجۂ مہر
نثار کرتا ہے ہر روز ایک گنج خطیر

فلک پہ کرتا ہے ہر شب ادا جو سجدۂ شکر
نشان سجدہ ہے زیب جبین ماہ منیر

یہ روز بہ سے ترے ہے جوان جہان کہن
کہے نہ کوئی دو شنبہ کو بھی جہان مین پیر

حیات بخش جہان تیرا مژدۂ صحت
جو بخشے خلق کو عمر طویل و عیش کثیر

ہزارون سال سر سر صدی نکال کے دانت
ہنسین اجل پہ جوانون کی طرح مردم پیر

جہان کو یون تری صحت کے ساتھ صحت ہے
صحیح جیسے کہ قرآن ہو مع تفسیر

یہ وہ خوشی ہے کہ فربہ ہون جس سے روز بروز
ہلال بست و نہم کی طرح بدن کے حقیر

پڑھون ثنا مین تری اب وہ مطلع روشن
کہ جسکا مطلع خورشید بھی نہ ہووے نظیر

شہنشہا وہ تری روشنی راے منیر
عقول عشرہ کے انوار جس کے عشر عشیر

جو ہو نہ تابع امر تشاورہم فی الامر
تو عقل کل کو کرے تو نہ ہرگز اپنا مشیر

جو ہین نکات و معانی بشر کے فہم سے دور
وہ تیرے ذہن مین موجود سب قلیل و کثیر

اگر ہے سہو کو کچھ دخل حافظہ مین تو یہ
نہ اپنا یاد ہے احسان نہ اور کی تقصیر

حیا ہے گر متعلق تری نگاہ کے ساتھ
تو ہے ضمیر کی جانب تری صفا کی ضمیر

ترا تو سیئہ بھی یون ہے داخل حسنات
کہ جیسے صحبت اصحاب کہف مین قطمیر

کرے ہے سلب تغیر کو ذات حادث سے
زمانہ عدل سے تیرے یہ اعتدال پذیر

مجال کیا کہ ترے عہد مین شرر کی طرح
اٹھائین سر کو شرارت سے سرکشان شریر

حیات تازہ سے بزم جہان ہے وسعت خواہ — کہ ہے ہجوم نشاط و سرور جسم غفیر

زمانہ دشمن عشرت کا اس قدر قاتل — مہ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے شمشیر

ہوا ہے مدرسہ یہ بزمگاہ عیش و نشاط — کہ شمس بازغہ کی جا پڑھیں ہیں بدر منیر

اگر پیالہ ہے صغریٰ تو ہے سبو کبریٰ — نتیجہ یہ ہے کہ سرمست ہیں صغیر و کبیر

زمین میکدہ یہ خندۂ نشاط انگیز — کہ لانے مے سے ہو دیوار قہقہا التعمیر

دیا ہے رنج کو دھو تیرے غسل صحت نے — ضمیر خلق سے اے بادشاہ پاک ضمیر

عجب نہیں یہ ہوا ہے کہ مثل نبض صحیح — کرے اگر حرکت موج چشمۂ تصویر

شہنشہا ترے یمن شفا سے کامل ہے — جو لاعلاج مرض تھے وہ ہیں علاج پذیر

کہ چوب گل کو اگر ماریں بید مجنون پر — تو صورت بشر ہوشمند خوش تقریر

اشارہ فہم ہوا ایسا کہ وہ بیان کرے — زبان برگ سے گونگے کے خواب کی تعبیر

یہ سیل کحل بصارت ہو کلک خط غبار — تو چشم دائرہ عین بھی ہو چشم بصیر

نہ موج مے کو ہو پیچش نہ شیشہ ہے ہچکی — گئی جہان سے یہ بیماری فواق و زحیر

نہ برق کو تپ لرزہ نہ ابر کو ہو زکام — نہ آب مین ہو رطوبت نہ خاک مین تبخیر

بدل گئی ہے حلاوت سے تلخی دارو — شراب تلخ بھی ہو میکشون کو شکر و شیر

قوی ہے قوت تاثیر سے دوائے طبیب — غنی قبول کی دولت سے ہے دعائے فقیر

ق

شکست دلکو ترے یمن تندرستی سے — کرے درست اگر مومیائیے تدبیر

تو موئے کاسۂ چینی کو چارہ ساز قضا — نکالے کاسۂ چینی سے مثل موئے خمیر

کھجائے سر جو کبھی سعدان سرکش کا — علاج خارش سر ہو بناخن شمشیر

بنا ہے نقش شفاخانہ ہزار شفا — ہر ایک خانۂ تعویذ صاحب تکسیر

ہر ایک اسم عزیمت مین اسم اعظم ہے — ہر ایک نسخۂ شفا مین ہے نسخۂ اکسیر

رہا نہ کوئی گرفتار رنج عالم مین — چھٹے جو تیرے تصدق مین مجرمان اسیر

شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ
خدیو مہر کلہ خسروِ سپہر سریر

جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مُطاع
فلک مؤید و اختر معین و بخت بصیر

زمین ہو سبز جو تیرے سحابِ بخشش سے
تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر

بچشمِ مہر اگر تیرا اخترِ اقبال
کرے نگاہ سرِ آبِ جُو و آبِ غدیر

تو فلس فلس سے ہو ماہیوں کے وقتِ شکار
نگینِ دستِ سلیمان بدستِ ماہی گیر

نہ ہے ثنا کے لئے تیرے اختتام و تمام
نہ ہے دعا کے لئے تیری انتہا و اخیر

مگر یہ ذوقِ ثنا سنج مدح خوان تیرا
غلام پیر کہن سال ایک فقیر حقیر

کرے ہے دل سے دعا یہ صدا فقیرانہ
سنا ہے جب سے کہ رحمِ خدا دعائے فقیر

الٰہی آب پہ ہوتا زمین زمیں کو ثبات
زمین پہ تا ہو فلک اور فلک کو ہو تدویر

فلک پہ چھوڑے نہ تا دامنِ مسیح حیات
زمین پہ خضر کی تا ہو فنا نہ دامن گیر

عطا کرے تجھے عالم میں تا بہ دورِ قیوم
بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر

تنِ قوی و مزاجِ صحیح و عمرِ طویل
سپاہ وافر و ملکِ وسیع و گنجِ خطیر

## قصیدہ نمبر ۶

ہیں مری آنکھ میں اشکوں کے تماشا گوہر
اک گھر دیکھو تو ہوں کتنے ہی پیدا گوہر

نظرِ خلق سے چھپ سکتے نہیں اہلِ صفا
تہِ دریا سے تڑپ کر نکل آیا گوہر

رزق تو در خورِ خواہش ہے پہنچتا کب ہے
مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر

پاک دنیا سے ہیں دنیا میں ہیں گو پاک سرشت
غرق ہے آب میں پر تر نہیں اصلا گوہر

ہے دلِ صاف کو عزلت میں بھی گرد و غبار
گرد آلود ہے سیپی میں ہوا تنہا گوہر

کور باطن کو ہو کیا جوہرِ دانش کی شناخت
کہ پرکھتا نہیں جز دیدۂ بینا گوہر

غیر پر مایہ نہ کم مایہ سے ہو ضبطِ ہوس
پگھلا ژالہ ہوا لگ کے نہ پگھلا گوہر

ہوا مین آکے جو کرتا ہے سرکشی شعلہ — تو چٹکیان دلِ آتش مین لے ہے آتشگیر

ترے نسق سے جو بالکل ہی نہ خونریزی — لڑا انیون مین کہین پھوٹتی نہین نکسیر

جو پہنچے بتکدہ مین تیرا شور دینداری — بلند نالۂ ناقوس سے بھی ہو تکبیر

کیا یہ کفر کو اسلام نے ترے معدوم — کہ کوئی زلفِ بتان پر نہ کرسکے تکفیر

جہان مین چشمِ سیہ مست یار کا ہو یہ رنگ — جو سیکشون کو تیرا احتساب دے تعذیر

پڑے گلے مین رسن خطِ سرمہ سے اُسکی — رہے مدام وہ گردش مین از پئے تشہیر

وہ برق قہر خدا تیری تیغِ آتش دم — کہ جسکی آنچ ترے دشمنون کو نارِ سعیر

جو ہے خدنگ کا تیرے نشانہ چشمِ حسود — تو ہے تفنگ کا تیرے دلِ عدو نخچیر

ترے نہیب سے ہون شکلِ فلسِ ماہی الگ — کرین نہ حلقۂ جوہر رفاقتِ شمشیر

جو تیر نکلے کمان سے تری وہ ہو جاوے — طلب مین جانِ عدو کی روان قضا کا سفیر

ق

ترے ہے خامۂ طغرا نگار مین یہ زور — جو کھینچے ایک روش خطِ منحنی وہ لکیر

نو اُس سے ایسی ہون اشکال ہندسی پیدا — مٹا دے دیکھ کے اقلیدس اپنی سب تحریر

ق

وہ روشنی ترے خط مین کہ ابنِ مقلہ اگر — لگائے آنکھون سے سرمہ کی جا تری تحریر

تو ہو یہ نورِ بصارت کہ پڑھ لے حرف بحرف — جو ہووے لوحِ جبین پر نوشتۂ تقدیر

رقم مین گر ترے اوصاف کے قصور کرے — زبان خامہ عطارد کی ناک مین دے تیر

ق

ترا سمند ہے وہ تیز رو کہ وقتِ خرام — نظر ہو دیدۂ زرقا کی بھی نہ اُسکا نظیر

کہ سیر گاہ ہے اُسکی تو راہِ یک روزہ — اور اُسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ مسیر

ترے جو فیل کی تعریف خسروا لکھون — کرون حکایتِ شیرین و کوہکن تحریر

کہ فیل کوہ کجک تیشہ فیلبان فرہاد — وہ دونون دانت صفا ایک ایک جوئے شیر

چلے نہ اشرفیِ آفتاب عالم مین — خطِ شعاع سے اُسپر جو یہ ہو تحریر

ابوظفر شہِ والا گہر بہادر شاہ — سراجِ دین نبیؐ سایۂ خدائے قدیر

سوچ گوہر میں بھی ہے طرز تبسم پیدا
کوئی دم میں روش غنچہ ہنسے گا گوہر

رخ گلرنگ پہ ساقی کے عرق کا قطرہ
کیا تماشا ہے کہ بنجائے ہے موگا گوہر

قطرۂ آب لطافت سا ہے ٹپکا پڑتا
گوش خوبان سمنبر میں مصفا گوہر

مدح حاضر میں کرون میں کوئی مطلع تحریر
آج ہے خامہ مرا منہ سے اگلتا گوہر

آج وہ دن ہے کہ اے خسرو والا گوہر
کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوھر

بحر و بر میں ہے شہا تیری مہیا ے نثار
سیم سے زر تلک اور لعل سے لے تا گوہر

ہو ترے فیض قدم سے جو زمین گوہر خیز
ہو نصیب صدف نقش کف پا گوہر

مشتری کہتے ہیں جسکو وہ اُٹھالا یا چرخ
لوٹ کر جو تری سمرن کا گرا تھا گوہر

صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا
جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوھر

تیرا آویزۂ سرپیچ کا اے قبلۂ خلق
صاف قندیل در مسجد اقصا گوہر

حلب خلق مین ہے سینہ ترا آئینہ
عدن علم میں ہے قلب مصفا گوہر

پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم
سونپا مین عوض غنچہ ہو پیدا گوہر

ماہ کہنے کے لئے ہے نہ کہ گننے کے لئے
تیرے کنٹھے کا کہون کیا اُسے زیبا گوہر

دُر فشانی سے تری اتنے گہر ہین ارزان
لکھتے ہین نسخۂ مفلس مین اطبا گوہر

ق

عکس سے نیّر اقبال کے دریا مین ترے
اے محیط کرم وجود کے یکتا گوہر

آب گوہر ہو تو ہو آب یہ اعجاز نما
کف دریا کو بنائے ید بیضا گوہر

کوہ کا زہرکرے آب تری ہیبت عدل
گر یہ سن پائے کہین سنگ نے توڑا گوہر

طبع نازک پہ تری بار گہر ہو جو گران
پوست بیضۂ ماہی سے ہو ہلکا گوہر

آب دریائے کرم سے جو ہو تیرے سیراب
ابر مردہ سے برسنے لگین کیا کیا گوہر

آج محفل مین تری وہ گہر افشانی ہے
لگن شمع مین ہین آنسوؤن کی جا گوہر

جوہر خوب کو درکار ہے آرائش خوب — خوب تو آب کی خوبی سے ہے ٹھہرا گوہر

سرکشی کرتے ہین بے مغز نہ پر مغز و قار — جز حباب آب سے سر کھینچے نہ بالا گوہر

ربط ناچیز سے کرتے ہین کوئی پاک نہاد — ہو نہ ہم صحبت تار رگ خارا گوہر

دلخراش او سے طاقت وہ دل ہے کچھ اور — کہ نہ گوہر کبھی ہیرا ہو نہ ہیرا گوہر

فیض کو عالم بالا کی ہے شرط استعداد — قطرہ یکجا ہے طباشیر ہے یکجا گوہر

صدق اور کذب پہ ہر نکتہ کی ہے شرط نظر — کور کیا جانے یہ سچا ہے کہ جھوٹا گوہر

صاف باطن کی ہو جب قدر کہ ظاہر ہو درست — مول بھی ٹوٹ گیا صاف جو ٹوٹا گوہر

ہوتی غربت مین اگر قدر نہ خوش جوہر کی — تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر

خلش خار جنون سے ہے پر دتا کیا کیا — ہر قدم پر قدم آبلہ فرسا گوہر

دل عاشق مین کرے کیون کہ نہ آنسو سوراخ — اسی الماس سے جاتا ہے یہ بندھا گوہر

ذوق موقوف کر انداز غزلخوانی کو — ڈھونڈھ اس بحر مین اب تو کوئی اچھا گوہر

غوطہ دریائے سخن مین ہے لگانا بہتر — آگے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر

اثر مدح سے اُس خسرو دریا دل کے — کر سخن قابل گوش دل دانا گوہر

وہ بہادر شہ غازی کہ برنگ نیسان — روز برسائے ہے ابر کرم اُسکا گوہر

جشن سے اُسکے ہے اک فیض کا دریا جاری — بہتے پھرتے ہین برنگ کف دریا گوہر

زیور آرا ہون اگر آج چمن مین گل سرو — بیضۂ قمری و بلبل ہون عجب کیا گوہر

پہنچے گر گوش صدف تک یہ نوید عشرت — آسنا یا لیسدہ بخود ہو کہ ہو مینا گوہر

کہتا ہے قطرۂ نیسان بھی کہ اس دور مین کاش — ہوتا مین دانۂ انگور نہ ہوتا گوہر

جدول آب مین کثرت سے حبابون کے بھرے — مانگ مین مثل بت خوشتن آرا گوہر

ٹوٹا ہے کشمکش عیش سے جو صبح کا ہار — بکھرے شبنم سے ہین گلزار مین کیا کیا گوہر

گل شگفتہ مین یہ قطرۂ باران سے بہار — بھر دئے درج یاقوت مین گویا گوہر

جب تلک جوش بہاران سے ہواے دم صبح
تا نکلے شبنم سے سر دامن صحرا گوہر

ہر برس جشن ترا تجکو مبارک ہووے
بر مین نیسان کرم سے ترے شاہا گوہر

دوستون کو ہو ترے گنج گہر روز نصیب
ہو نہ جز اشک سر دامن اعدا گوہر

## قصیدہ نمبر ۷

ہے وہ جاندار وے نافع اعضا و حواس
کہ دل مردہ ہو زندہ تن بے حس حساس

قطرۂ مے سے ترقی حواس خمسہ
یون ہو جسطرح کہ اک نقطہ سے ہون پانچ پچاس

ہووے اس وزن کبریت سے مثل زر سرخ
رنگ رخسار جو کلفت سے ہو ہمرنگ نحاس

خشک مغزونکو جو ہو بوے گلاب اسکی بو
تر دماغ اتنا ہو دم لینے نہ دے فرط عطاس

قلب ماہیت اگر اس سے نہ بالکل ہو تو کیون
قلب انسان مین تھوڑے سے مبدل ہو ہراس

اسکی دولت سے عجب کیا دل مفلس ہو غنی
کہ یہ ہے شربت دینار علاج افلاس

دیوے ساقی جسے اک جام وہ دعوی کیجے
آج جو پاس ہے میرے نہین جمشید کے پاس

اللہ اللہ رے تری مستی و بالادستی
شب کے مست کہ کرے لولی گردون سے مساس

سلسبیل آکے اگر خلد سے ہو آب سبیل
کے مے نوش کہ بجھتی ہے کہین اس سے پیاس

زندگانی سے ہے مقصود شراب ساقی
اور باقی تو ہے سب وہم و خیال و وسواس

زندگی چند نفس ہے کہو زاہد سے کہ تو
پاس کر عیش کا کیا کرتا ہے پاس انفاس

بیٹھ گوشہ مین نہ تو چھوڑ کے اس جلسہ کو
دیکھ رندان خرابات نشین کا اجلاس

مے نہین برقع مینا مین مگر جلوہ فروز
کوئی خورشید لقا ہے شفقی رنگ لباس

اے خنک دل کبھی تو اس سے ہو سرگرم نشاط
غم کو جا دل مین نہ دے جیکو نہ کر اپنے اداس

دل جو گھر غم کا ہو گیا اسمین ہو سرمایۂ عیش
وہ مثل ہے کہ کہان گھونسلہ مین چیل کے ماس

دل پر وسوسہ کی ہوتی ہے مے سے واشد
کھلتا ہے ہاتھ سے ساقی کے یہ قفل وسواس

دست فراش میں جاروب ہے ریش فرعون
فرش پر تیلیوں میں الجھے جو صد ہا گوہر

تیرے دوران حفاظت میں کہاں رنج و گزند
حق میں بیمار کے تبخالہ ہے لب کا گوہر

افعی زلف کے کاٹے کو ہے جوں مہرۂ مار
زگوش خوباں میں تہ زلف سمن سا گوہر

سینہ صافی کا تری ایک ہے نقشہ دریا
دل روشن کا ترے ایک نمونا گوہر

نقرۂ خنگ ترا ایسا برنگ شفاف
روبرو جس کی صفائی کے ہو میلا گوہر

غرق دریائے جواہر میں ہے وہ کوہ گراں
گل ہیں مہندی کے جھڑن لعل پسینا گوہر

فیل ترا ہے بلندی میں فلک سے افزوں
جھول میں جس کے ہیں انجم سے زیادہ گوہر

لیکے خرطوم میں جو آب ہو وہ قطرہ فشاں
دیوے جوں ابر بہاراں ابھی برسا گوہر

ہے ترے قطرہ پیکاں سے دم بارش تیر
جگر چاک عدو میں صدف آسا گوہر

تیرا نیزہ ہے وہ طائر کہ عوض دانہ کے
مہرۂ پشت سے دشمن کے ہے چنتا گوہر

شعلۂ برق غضب سے ترے شاہا تہ آب
مثل مریخ ہر اک سرخ ستارا گوہر

مہرداروں میں ہے دربار کے گر نام عقیق
آبداروں میں ہے سرکار کے ادنیٰ گوہر

گر ہے گردوں کی طرح سے وہ بآوازِ مہیب
جوہری جس کو کہ بتلائے ہے گرجا گوہر

ہو تری کلک کرم جب کہ شہا گوہر بار
جیب محتاج کے دامن میں ہو نقطا گوہر

نقطۂ قاف قلم سے جو ہو تیرے ہمسر
قاف تک قاف سے ہو بیضۂ عنقا گوہر

سینہ صافی سے تری ہووے صفا ایسی عام
دل کافر میں بھی ہو خال سویدا گوہر

ہو جو روشنگر عالم ترا نور دانش
موئے چینی میں پرویا کرے اعمیٰ گوہر

خسروا میں جو کہوں سب ترے اوصاف نکو
تو سدا منہ سے مرے پھول جھڑیں یا گوہر

ذوق کرتا ہے دعائیہ پر اب ختم سخن
تا کہ ہو سنگ سے لعل آب سے پیدا گوہر

تار ہے پنجۂ خورشید پہ ہر روز طلا
تا گرہ میں رکھے شب عقد ثریا گوہر

دانۂ انجم گردوں سے پروئے جب تک
رشتۂ کاہکشاں میں شب یلدا گوہر

دیکھے آہو کو جو ضیغم تو وہین عدل ترا
ڈھانک دے آنکھونکو اسکی روشِ گاو خراس

نہ ہے خورشید کے طالع کہ شعاعِ خورشید
دم تر زین ترے گھوڑے پہ لگے جائے قطاس

ایسا چالاک کہ اس طرح سے اُڑ جاتا ہے
جسطرح عاشقِ دل باختہ کے ہوش و حواس

پہنچے اُس رخش فلک سیر زمین پیما کو
نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس

تیرا ہاتھی ہے فلک کا کہکشان ہے خرطوم
کان دو نوسرہ و خور دُم ہے ذنب سر راس

ذنب و راس وہ جن سے ہون سیہ بخت عدو
ماہ و خورہ وہ کہ ہوا خواہ ہون روشن انفاس

رنگ ہاتھی کا سیہ اور وہ دانت اسکے سفید
کہتا ہے دیکھ کے یہ ظلمت و نور اپنا قیاس

طرفہ صنعت سے لپیٹا ہے شب یلدا نے
صفحۂ صبح منوّر کو مثالِ قرطاس

ختم کرتا ہے سخن ذوق دعا پر اس طرح — ق
تا ہون دریا مین گہر کان مین پیدا الماس

توشہ بحر و برائے شاہ سکندر فرہو
دے خدا عمر خضر تجکو حیاتِ الیاس

عید ہر سال ہو فرخ تجھے با عیش و نشاط
تو ہمیشہ رہے خوش اور ترا بدخواہ اُداس

## قصیدہ نمبر ۸

ایک خورشید لقا طرفہ جوانِ ارشق
تابِ رخسار فلک سرخی رخسار شفق

وہ جبین ماہ مبین اُسپہ خطِ چین جبین
تھی وہ انگشت بنی جسنے کیا ماہ کو شق

کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو تلوار
باندھکر کھینچ لے دل زلف مسلسل کی وہق

تیرا انداز جو مژگان تو ادا دشنہ گذار
چشمِ ابلق تو نگہ ترکِ سوارِ ابلق

غمزہ و ناز کرشمہ و بلا غارت گر
کہ نہ چھوڑین تنِ عشاق مین جان ایک رمق

سرو قامت سمن اندام گلستان رخسار
ہونٹ گلبرگ دہن غنچہ و بینی زنبق

سرو قامت سے اگر اُسکے ہو طوبےٰ سرکش
راست ہان راست ہے یہ کُل طویل احمق

شکر آمیختہ بادامِ مقشر دندان
سیب فردوس زنخدان لبِ خندان فستق

مین یہ کہتا ہی تھا جو دل نے مرے مجھسے کہا / توبہ کر توبہ نہ کر اتنی زیادہ بکواس

اے بسے مردارِ بد افعال کا تو نام نہ لے / حامی شرع ہے وہ بادشہ پاک انفاس

شاہ دیندار بہادر شہ غازی جس نے / خانہ توبہ و تقویٰ کو کیا محکم اساس

دور مین اُسکے ہو گر مرتکب مے کوئی / کرے ہر قطرہ کلیجے مین خراش الماس

مے اگر آب بقا بھی ہو تو ہووے زہر آب / جسکے پینے سے ہو جینے ہی سے میخوار کو یاس

دھووے اس عہد مین گر زخم کو مے سے جراح / تو رہے حشر تلک سوزش و درد و آماس

کتے اس آب شر انگیز کو مین آج بشر / کرے یہ روغن ہے سر آتش شر خناس

تا نہ باقی رہے مے اور نہ مے مین مستی / توڑتا سنگ نمک سے ہے وہ شیشہ کا گلاس

احتساب اُسکا جو دے سنگ تہ شیشہ کو ٹیک / تو صدا ہو نہ بلند اُس سے بجز حمد و سپاس

مدح حاضر مین پڑھوں اُسکے کوئی مطلع مین / کہ سخن فہم و سخنور کا ہے وہ قدر شناس

نطق شیرین وہ ترا شہد کہ ہر درد کو راس / شان مین جس کی شہا فیہ شفاءُ للناس

ہندوے زلف کے ہے پاس سر مصحف رخ / عہد مین تیرے ہے کافر کو بھی اسلام کا پاس

مومیائی ہو حمایت ترے حق مین اُس کے / سخت گیری سے فلک توڑے کسی کی گر آس

بوٹی اکسیر کی اور پارس اگر ہاتھ آئے / بل بے ہمت ترے نزدیک یہ ٹھہرے وہ گھاس

چمن دہر مین نرگس بھی تری بخشش سے / رکھتی ایک کاسۂ زرین ہے اور اک سیمین طاس

کیا عجب فیض سے گر ابر کرم کے تیرے / بید مجنون مین ہو پیدا ثمر سیب و گلاس

تیری شمشیر کے آگے نہین رکھتی ہرگز / معز لی تیغ سر نو کی شہا رتبۂ دس

فیض تعلیم سے تیرے ہو جو منکر انسان / احمق الناس اُسے جانئے بلکہ نسناس

لوح تقدیر کے لکھے کو پڑھے حرف بحرف / تربیت سے تری اُمّی بھی ہو یہ حرف شناس

یون ترا حاسد پر عیب ہے عالم مین حقیر / اسپ بدخال کوئی جیسے میان نخاس

ابر رحمت کا ہے سایہ ترا اے سایۂ حق
کیونکہ سایہ میں ترے ہو نہ جہاں کو رونق

کس کا مقدور کہ سرتاب ترے حکم سے ہو
جو ترا امر ہے الحق جو کہے تو صدق

ذکر حق سے کوئی خالی نہیں ترا ہے وہ دل
کرتا میخانہ میں ہے شیشۂ مے بھی حق حق

گر کرے نشو و نما نامیۂ فیض ترا
گل جو ہو شمع سے پیدا تو گلاب و زنبق

حرف ہیبت کا تری کوئی زباں پر آیا
ہو گئی وقت کتابت ہو زبان خامہ کی شق

نطق شیریں سے ترے ہووے حلاوت گر عام
کام میں خلق کے بورا ہو بجائے بورق

ناتوانوں کو جو دے زور حمایت تیری
ملدے لات اٹھکے سر پیل دماں بچۂ بق

کہتے ہیں برق جہاں جسکو وہ ہے اک دنے
توپخانہ میں تری توپ پہ زریں بیرق

کو ہتی جسپہ کرے کاہکشاں کی بھی کمند
وہ تری ہمت عالی کا ہے عالی جوسق

قطرہ افشاں ہو اگر تیرا سحاب ہمت
بوٹی اکسیر کی پیدا ہو بجائے سرمق

کرتا ادنےٰ کو جو اعلےٰ نہ ترا منصوبہ
یا تا شطرنج میں فرزیں کا نہ رتبہ بیذق

کرتا اک جست میں ہے ماہی گردوں کا شکار
طائر تیر ہوائی ترا مثل لقلق

ق
اے شہ داد گر اے خسرو انصاف پرست
اللہ اللہ رے عدالت کا تری نظم و نسق

اتنا عالم میں حذر خون سے ہے خونخواروں کو
خون فاسد کو بھی ہرگز نہ کرے نوش علق

پرتو افگن ہو اگر روشنی طبع تری
ابرق آئینہ ہو اور سنگ سیہ ہو ابرق

مشتری بھی ترے شطرنج کا اک مہرہ ہے
آفتاب ایک ترے گنجفہ کا گر ہے ورق

ق
ابر ہے گرچہ مثال بند بندیدہ
گر تری برق غضب جھاڑ دے اسپر چمق

تو شتابہ سے بھی جل جائے زیادہ وہ شتاب
آگ لگ جانے میں دیر اسکے نہ ہووے مطلق

تیرے توسن میں وہ جلدی ہے کہ اگر چھیڑ دے تو
یوں وہ اڑ جائے کہ جیسے سر آتش زیبق

ق
شمس کو پہنچے تری رائے سے یوں شرق میں نور
تو ہو مغرب میں گرانے پر تو نور مطلق

جسطرح روشنی قلب سے اہل اشراق
عرصۂ دور سے شاگرد کو دیتے ہیں سبق

کھلتا اسکے دہنِ تنگ کا ایسا مشکل / جیسے دشوار ہو مفہوم کلامِ مغلق
مصحفِ روے کتابی کو جو دیکھو اُسکے / تو کہین صورتِ اخلاص نہ پاؤ مطلق
لوحِ رنگین سے نہ زیبا ہو بیاضِ گردن / تاکہ ہو سرخیِ شنجرف نہ خونِ ناحق
دست و بازو و برو دوش عجب صبحِ بہار / پنجہ و پنجۂ خورشید و حنا رنگِ شفق
سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا / ناف اک عکس ذقن اسمین بجائے زورق
نازک ایسی کمر اُسکی کہ سمجھنا مشکل / جسطرح شعرِ خیالی مین ہون معنی ادق
ہے گران اُسپہ نزاکت سے نہ باندھے ہرگز / گر ہو تارِ نظرِ دیدۂ عنقا منطق
اُسکا زانو وہ مصفا کہ اگر دیکھے اُسے / آئینہ آبِ خجالت مین رہے مستغرق
کیا کہون ساق بلورین کی صفائی اُسکی / شمع گر دیکھے اُسے شرم سے آجائے عرق
قد جو گلبن تو وہ پانوُن کے حنائی ناخن / نیچے گلبن کے پڑے بکھرے ہوے گل کے ورق
آکے بالین پہ وہ طناز سراپا انداز / مجھ سے یہ کہنے لگا کیون ہے تو غمگین ناحق
مژدۂ عید سے ہے گلشنِ عالم مین بہار / نغمۂ عیش سے ہے بزمِ جہان مین رونق
دوش پر سرو لبِ جو کی ہے اک سبز قبا / بر مین لالہ کے بھی گلشن مین ہے گلگون ملیق
جوشِ سبزہ سے ہے وہ فرشِ سرِ صحنِ چمن / کوئی مخمل اُسے کہتا ہے کوئی استبرق
باغِ عالم مین ہے یہ جوشِ بہارِ عشرت / ٹپکے ہے نخل سے مستی مین ہمیشہ رزداق
تو بھی کر تہنیتِ عید کا اُسکے سامان / کہ ہے وہ خسروِ دین حامیِ دینِ برحق
وہ بہادر شہِ غازی کہ دمِ معرکہ ہون / اُسکے تیرونکے ہدف اُسکے حسودونکی حدق
مدح اُسکی ہے مناسب تجھے بلکہ انسب / یعنے توصیف کے لائق ہے وہ بلکہ الیق
سن کے یہ مین نے کہا مدح مین اُسکے مطلع / جسپہ احسنت کہین مجھ کو لبید و عمعق

تو ہے وہ نائبِ ختمِ رسل اے سایۂ حق
کہ ترے سایہ مین ہے گلشنِ دین کو رونق

روشن بیانی سے تری رنگین کلامی سے تری
شرمندہ ہوتا ہے سدا نورِ سحر رنگِ شفق

وہ سیمگون ایوان ترا وہ سائبان رنگین ترا
لین دام اسے جس سے صفا نورِ سحر رنگِ شفق

فانوس شیشہ لعل گون روشن تری محفل مین یون
گویا کہ شیشہ مے بھرا نورِ سحر رنگِ شفق

انصاف نے تیرے شہا سیماب و آتش کو کیا
یون جمع جیسے ایک جا نورِ سحر رنگِ شفق

تیری امان و حفظ سے ہو جائے حق مین سمجھ کے
نارِ خلیل آبِ بقا نورِ سحر رنگِ شفق

خورشید تجھ سے فیض کو پہنچے تو مشرق مین نہو
جز در و لعلِ بے بہا نورِ سحر رنگِ شفق

جسپر کہ تو ہووے غضب ہو اُسکے حق مین کیا عجب
سیلِ فنا برقِ بلا نورِ سحر رنگِ شفق

شمشیر کی تیری چمک خون عدو سے یک بیک
دکھلائے ہے روزِ وغا نورِ سحر رنگِ شفق

پیکان ترا الماس گون نکلے سر [illegible] سوفار و یون
گویا لگا کر پر اُڑا نورِ سحر رنگِ شفق

جلوہ ہے تیری مہر کا شعلہ ہے تیرے قہر کا
ہے جسکو عالم جانتا نورِ سحر رنگِ شفق

اسپِ حنا بستہ ترا وہ نقرہ خنگ بادپا
غیرت سے جسکے اڑ گیا نورِ سحر رنگِ شفق

ق

اب ذوق کی ہے یہ دعا جبتک رہے تابان شہا
خورشید و مہ ارض و سما نورِ سحر رنگِ شفق

جبتک لباسِ مہر کو صابون اور شنجرف ہو
زینت دہِ صبح و مسا نورِ سحر رنگِ شفق

ہر جشن فرخ ہو تجھے اس طرح آب و تاب سے
ہون تیرے محتاجِ ضیا نورِ سحر رنگِ شفق

شاہا زمانہ مین ہوتا با آبرو او سرخ رو
ہو جلوہ گر مشرق سے تا نورِ سحر رنگِ شفق

دشمن کا تیرے منہ ہو فق اور خون ہے دل ہو کشتہ
دیکھے نہ وہ اسکے سوا نورِ سحر رنگِ شفق

## قصیدہ نمبر ۱۰

طرب افزا ہے وہ لوزونہ کا نارنجی رنگ
دیکھکر بھاگے جسے رنج ہزاروں فرسنگ

بل بے بالیدگیِ عیش کہ برگِ گل پر
قطرہ شبنم کا ہے مینائے شرابِ گلرنگ

واہ کیا گلشنِ آفاق مین ہے جوشِ بہار
چہچہے کرنے لگی بلبلِ تصویرِ فرنگ

ذوقؔ کر تو ہے ثنا ختم دعا پر اس طرح
تا کہ ہون ارض و سما و دولتین طبق زبر طبق

ہووے ہر سال مبارک تجھے عید رمضان
اور دشمن کو رہے تیرے سدا رنج و قلق

## قصیدہ نمبر ۹

ہے آج جو یون خوشنما نور سحر رنگ شفق
پرتو ہے کس خورشید کا نور سحر رنگ شفق

یہ جوش نسرین و سمن یہ لالہ و گل کا چمن
گلشن مین گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق

ہر سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان چمن
ہر سیمبر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق

افشان جبین پر سر بسر مہتاب و انجم جلوہ گر
اور گورے ہاتھون مین حنا نور سحر رنگ شفق

لب پر تبسم ہے کہ ہے جوش بہار و موج گل
دندان پان خوردہ ہین یا نور سحر رنگ شفق

ہر مجمع پیر و جوان ایک طرفہ مشرق ہے کہ وان
روشندل و رنگین ادا نور سحر رنگ شفق

جام بلورین مین ہے یون عکس شراب لالہ گون
ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق

حسن گل مہتاب نے جوش گل سیراب نے
کیا باغ مین چمکا دیا نور سحر رنگ شفق

دیکھے چمن مین برگ گل آلودہ شبنم جو گل
خجلت سے پانی ہو گیا نور سحر رنگ شفق

ہے شوق کو بالیدگی ہے رنگ کو سپیدگی
کس رنگ ہون ملکر جدا نور سحر رنگ شفق

ساقی مئے عشرت سے بھر ساغر کہ ہے اس رنگ پہ
آب و ہوا جاے فزا نور سحر رنگ شفق

جشن بہادر شاہ ہے روز علو جاہ ہے
ہے اس لئے بہجت فزا نور سحر رنگ شفق

وہ خسرو روشن گہر جسکو خجل ہون دیکھکر
ماہ و ثریا و سہا نور سحر رنگ شفق

اک صاف مطلع مین لکھون اور وہ ثنا رنگین ہے دم
ہون دیکھکر غرق حیا نور سحر رنگ شفق

روکش ہو تیرے رخ سے کیا نور سحر رنگ شفق
ذرہ ہے تیرے فیض کا نور سحر رنگ شفق

اے آفتاب عز و شان تیری جبین سے ہے عیان
نور یقین رنگ حیا نور سحر رنگ شفق

بارک اللہ کہ درفشان ہے تو اے ابر بہار | خیر مقدم کہ خرامان ہے تو اے باد شمال

للہ الحمد لبالب ہے مے عیش سے جام | شکر للہ زر گل سے ہے چمن مالا مال

جوش روئیدگی سبزہ سے ہو جائیگا سبز | گل زمین چمن حسن مین تا دانہ خال

اللہ اللہ ری سرسبزی گلزار جہان | کیا عجب ہو روش خضر اگر رنگ بلال

شرر تیشۂ فرہاد سے پیدا ہوے گل | بل بے جوش گل خود رو سر دامان خیال

جوش فوارہ ہے وہان کثرت تار بارش | سر مجنون کے تھے آلودہ جہان گرد سے بال

کیا عجب رحمت باری سے کہ وقت باران | ابر مردہ سے بھی ہو قطرہ فشان آب زلال

معجز باد سے مانند عصاے موسے | شجر خشک بھی ہو جاے تر و تازہ نہال

ذوق مستی سے ہے طاؤس چمن مین رقاص | شوق آہنگ سے ہے سرو پہ قمری قوال

شور بلبل بھی یہ رکھتا ہے نمک آج کہ گل | بن گیا کثرت شبنم سے نمکدان کی مثال

دیتی ہے طاقت پرواز یہ کیفیت مے | اس ہوا مین ہے بط مے کہ اڑون بے پر و بال

ہے یہ وہ دور کہ ہر صوفی صافی مشرب | رقص مستان مین ہے وجد کنان شامل حال

بیدمون کو جو نئے چارہ گر عیسے دم | شمع مردہ کی رگ تار سے کھولین قیفال

پتلیان ناچتی ہین چشم کے گھر مین بے ساز | جنبش دست مژہ دیے ہے اس انداز سے تال

ہون قلم ہاتھ اگر کوئی لکھے خط غبار | صفحۂ دہر پہ کیا دخل جو ہو گرد ملال

روز جشن آج ہے اسکا کہ جسے کہتی ہے خلق | نائب خیر رسل ظل خداے متعال

وہ بہادر شہ غازی کہ اگر تیغ اس کی | اپنی دکھلاے چمک چرخ پہ کٹ جاے ہلال

وہ نکو خوے نکو روے و خجستہ منظر | وہ بلند اختر و فرخ روش و فرخ فال

وہ مسیحا دم و یوسف رخ و داؤد الحان | وہ سلیمان وش و موسی کف و صالح اعمال

چمن خلق و نسیم کرم و ابر سخا | چشمۂ فضل و نہر کان عطا بحر نوال

آسمان جاہ و عطارد قلم و مہر علم | مشتری دانش و بینش و مریخ جلال

کلک نقاشی قدرت سے گلستان مین ہے آج ۔۔۔ تختۂ لالہ و گل صفحۂ نقش ارژنگ

خسروا آج کیا تونے وہ جشن نوروز ۔۔۔ دیکھکر جسکے تجمل کو ہو جمشید بھی دنگ

ہے تری بزم طرب مین پئے رسم نوروز ۔۔۔ صورت بیضۂ رنگین فلک مینا رنگ

مشک افشان ہو جہان مین جو تری نکہت خلق ۔۔۔ تا نہ آہوئے ختن سے نہ ہو کم داغ پلنگ

بلکہ ہو جوش بہاران کرم سے تیرے ۔۔۔ کیا عجب شاخ مین آہو کے گل رنگا رنگ

تیرے انصاف سے ہے بزم جہان مین یا ۔۔۔ شمع گلگیر سے اور شمع سے محفوظ پتنگ

ہو اگر شعلہ فشان تیری ذرا آتش قہر ۔۔۔ تو سمندر رہے پانی مین بجائے نہنگ

ق

زیر ران تیرے ہے وہ توسن چالاک کہ تو ۔۔۔ چھیڑ دے ایک ذرا اُسکو جو وقت صف جنگ

یون کرے جست کہ جیسے سر میدان نبرد ۔۔۔ منہ سے اُڑ جائے حریفون کے ترے خوف سے رنگ

رکھتی سرعت ہے تپ لرزۂ ہیبت سے ترے ۔۔۔ نبض محموم کی مانند جبل مین رگ سنگ

مرغ دل کو ترے دشمن کے قفس ہے سینہ ۔۔۔ اور جگہ چوب قفس کے ہے ترا تیر خدنگ

ہووے حاسد کو نہ آزار حسد سے صحت ۔۔۔ تا کہ دارو نہ پیالہ مین بھرے تیری تفنگ

مفسد و حاسد و غماز و عدوے سرکش ۔۔۔ زیر شمشیر غضب تیرے ہون چارون رنگ

آ نہین سکتے بیان مین ترے اوصاف تمام ۔۔۔ ہوتا ہے قافیہ سنجون کا یہان قافیہ تنگ

ق

کرتا اس رنگ سے ہے ختم سخن دیکھے دعا ۔۔۔ ذوق جو ہے ترا مداح محب یکرنگ

گلشن دہر مین ہر سال مبارک تجھ کو ۔۔۔ جشن نوروز بہر رنگ بتاج و اورنگ

اور ترے حاسد بد بین کو دکھائین لاکھون ۔۔۔ خرد اوزنے رنگ فلک کے نیرنگ

## قصیدہ نمبر ۱۱

حبذا ساقی فرخ رخ و خورشید جمال ۔۔۔ مرحبا مطرب بادہ و ستان و زہرہ خصال

ہے جو اُس فیل کی خرطوم سے افیل کا صور
آئے اعدا پہ قیامت سر میدان قتال

اُسکے دانت انکے لئے ہین روش تیر شہاب
ہے جن اعدا کو سر اوج شیاطین کی مثال

ق
آبداری مین تری تیغ کہ ہے برق کی موج
کیا تماشا ہے کہ ہے آب سے آتش سیال

تیری شمشیر کو ہے خون عدو روز مباح
یہ غلط تیسرے دن ہوتا ہے مردار حلال

طائر روح عدو کے لئے صیاد اجل
سبزۂ تیغ مین جوہر سے لگا رکھتا ہے جال

طاقت دم زدن اس دور مین ہے کسکو رہی
دیکھکر تیرا نسق اے شہ فرخندہ خصال

پہ ترا ذکر جو آتا ہے زبان پر تو نفس
لب پہ آجائے ہے سینہ سے پئے استقبال

ہو قوی دست اگر نور حمایت سے ترے
شیر سے پنجہ کرے پنجۂ مژگان غزال

تقویت دیوے اگر پاس حفاظت تیرا
شعلۂ شمع کو صرصر سے نہ ہو اضمحلال

ہے ترے عہد مین فتنہ سے زمانہ خالی
فیلسوفی ہے حکیمون کی خلا کہنا محال

ق
آتش و آب مین یہ ربط ترے عدل سے ہے
دیوے ہیزم کو جلا کر کوئی پانی مین جو ڈال

کاکل موج دُخان کے لئے اُسکے دریا
لے نہ آب سے شانۂ ماہی کا نکال

خبر جملۂ عشرت ہے ترا جشن سعید
مبتدا جسکا شہا غرۂ ماہ شوال

ہوتی ہے حیرت توصیف سے تیری شاہا
روش غنچۂ تصویر زبان منہ مین لال

ق
بس دعا ہی پہ فقط ختم سخن کرتا ہے
یہ جو ہے ذوق ثنا خوان ترا اور مدح سگال

جشن ہر سال ترا ہووے مبارک تجکو
رہے جب تک کہ زمانہ مین حساب مہ و سال

## قصیدہ نمبر ۱۲

لاتا نیرنگ سے ہے رنگ نئے چرخ محیل
واہ بگڑا ہے کچھ اس خم مین عجب رنگ سے نیل

ڈر زمانہ سے وہ عیار ہے یہ ہوش ربا
لاکھ بیہوشیون سے جسکی بھری ہے زنبیل

ہے توکل کا احاطہ وہ عزیمت کا حصار
کہ بجز حفظ خدا جس کی نہ خندق نہ فصیل

خسرو جم حشم دادر کسریٰ انصاف ۔ شاہ دارا دل و سلطان سکندر اقبال
مدح حاضر مین پڑھون اُسکے وہ مطلع جس سے ۔ ہمسری کی نہ کرے مطلع خورشید مجال

ہو تری یک نظر فیض سے ناقص کو کمال
مہر سے گر مہ کامل ہو دو ہفتہ مین ہلال

نیر جاہ ترا وہ ہے جسے تا دورِ فلک ۔ نہ کسوف و نہ غروب و نہ ہبوط و نہ وبال
آگے بخشش کے ترے خرمن در یکدانہ ۔ آگے ہمت کے ترے کوہ طلا یک مثقال
ہووے جون چادر مہتاب گلیم شب تار ۔ رخ پہ نور جو تو پونچھ کے جھاڑے رومال
جام سے قطرہ جو ٹپکا تو معلق ہی رہا ۔ دستگیری نے لیا تیری جو گرتون کو سنبھال
گر ترے قہر کی گرمی تپ محرق بن جائے ۔ لب دریا پہ حبابون کی جگہ ہون تبخال
قوت ماسکہ ممسک کے قویٰ سے گم ہو ۔ فیض جاری سے ترے بخل کو یانتک ہو زوال
حکمت آموز ترا علم جہان ہو تو وہان ۔ نہ ارسطو کو ہو طاقت نہ فلاطون کو مجال
ہو تری عقل سے عاجز دمِ بحثِ معقول ۔ اک مقولہ مین فقط فعل کے عقلِ فعال
ق
دم ہے کیا بادِ صبا مین کہ دمِ سیرِ جہان ۔ تیرے گلگون سبک سیر کے جاوے دنبال
یونہی دو چار قدم خاک اڑا کر رہ جائے ۔ اور پہنچ جائے کہین سے وہ کہین مثل خیال
ہے وہ ہیکل مین اگر دیو تو صورت مین پری ۔ ہے اڑان اُسمین ملک کی تو بشر کے سے خیال
جلد اتنا کہ جہان عرصۂ جولان اُس کا ۔ عہدِ مستقبل و ماضی کا وہان ہے یک حال
زیب تن اُسکے جو مہندی کا ہو ہر گل تصویر ۔ پھرتا کاوے مین ہے وہ صورتِ فانوس خیال
اُس فلک سیر کو جولان جو کرے تو تو یہ ڈر ۔ مزرعۂ سبز فلک ہو نہ مبادا پامال
ق
تیرے ہاتھی کی بلندی کی طرف کی جو نگاہ ۔ سر پہ اندیشہ نے لی ہاتھ سے دستار سنبھال
کہکشان کو وہ فلک پر سے زمین پر پھینکے ۔ نیشکر راہ مین مانگین اگر اُس سے اطفال
جیسے ماتھے پہ بزرگون کے ہو سجدہ کا نشان ۔ اُسکی مستک پہ شہا جلوہ نما یون ہے ڈھال

عرصۂ عمر ہے وہ تار کھنچا اور ٹوٹا
کچھ اگر وقت معین کی طرف سے ہوئی تعجیل

وہی منزل ہے جہاں ٹھہرے حیاتِ گذران
کہ پئے راہِ فنا کوئی نہ فرسخ ہے نہ میل

مشقِ اندوہ سے اک روز نہیں تو بیکار
تیرے ہفتہ میں نہیں کوئی بھی روزِ تعطیل

غمِ عصیاں ہے تو ہے رحمتِ غفار وسیع
فکرِ روزی ہے تو ہے رزق کا رزاق کفیل

ہے تمنائے زر و مال تو سب جائیگا چھوڑ
چھوڑ جانے کو تو کافی ہے فقط ذکرِ جمیل

پھر بہارِ چمن عمر میں دلگیر ہے کیوں
سیر کر سیر کہ ہے فرصتِ گلگشت قلیل

مژدۂ عید سے ہے دیکھ تو کیا رنگِ چمن
گل کی رنگین ہے قبا غنچہ کی رنگین مندیل

ہوئے آراستہ ہیں آج بدل کر پوشاک
فضل سے باغ تلک باغ سے لے تا بہ نخیل

نظر آتا ہے برنگِ لبِ ساغر جو ہلال
ٹپکا پڑتا ہے لبِ مست سے شوقِ تقبیل

گاہ ہے خم میں ہے گہ شیشہ میں کیا کیا ہے سیر
روح کرتی ہے کسی مست کی قالب تبدیل

تہنیت خواں ہو تو آج اُس شہِ دریا دل کا
جسکے نزدیک ہے اک قطرہ سے کم قلزم و نیل

وہ بہادر شہ والا نسب و پاک گہر
خسرو چرخ سریر و شہِ خورشید اکلیل

ماہِ نو چشم زدن میں سہ کامل ہو جائے
نظر مہر میں ہے اُسکے وہ نورِ تکمیل

نورِ معنی ہے بہر شکل نتیجہ اُس کا
اللہ اللہ رے زہے شکلِ شہنشاہ تشکیل

مدح حاضر میں پڑھوں مطلعِ روشن ایسا
مطلعِ شمس کو بھی جسکے ہو واجب تبجیل

بادشاہانِ سلف سے تجھے یوں ہے تفضیل
جیسے قرآن کو پس توریت و زبور و انجیل

تو ہے اس طرح سے عزت دہ اولادِ تمر
جیسے موسیٰ شرف افزائے بنی اسرائیل

نور افزائے بصارت ہو اگر تیرا جمال
آئیں آنکھوں سے نظر معنی اللہ جمیل

روئے نیکو پہ ہے مائل ترے خوئے نیکو
کہوں کیونکر نہ کہ اَلحُسنُ اِلَی الحُسنِ یَمِیل

ہے جو انسان کے قالب میں ترا نور ظہور
برجِ خاکی میں ہے خورشیدِ فلک کی تحویل

گم ہوں ظاہر کی خرابی سے صفات اصلی
زنگ دیتا ہے چھپا جوہر شمشیر اصیل

پیش دشمن نہ گذر حق سے نہیں سانچ کو آنچ
بلکہ ہے آتش نمرود گلستان خلیل

ہوتے سیرت سے ہیں مردان دلاور ممتاز
ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل

نہیں بے قید علائق کسی عالم میں بزرگ
رسم تحریر میں بھی چھوٹے نہ زنجیر سے فیل

ہے نہ خاک بھی قاروں کو سفر حشر تلک
نہیں تا تحت ثری منزل آرام بخیل

عید یکروز جہاں میں رمضان ہے یک ماہ
بعد ہے کثرت تکلیف کے یاں عیش قلیل

کشت سبز فلک دوں سے نہ رکھ چشم ثمر
خوشۂ فیض سے بے بہرہ ہے یہ مزرعہ نیل

قابل انسان کی صحبت کے ہے انسان نہ ملک
بنگیا پیش نبیؐ صورت دحیہ جبریلؑ

جتنا خورشید تپے اتنی ہی بارش ہو سوا
ہووے کیونکر تپش عشق نہ رحمت کی دلیل

عشق کھنچوائے ہے اک ذرا جفاکش سے بزور
بار صد کوہ الم بے عمل جر ثقیل

لگے نہ چرخ کو گر نالۂ عاشق کی ہوا
دم میں اجزائے دخانی کیطرح ہوں تحلیل

شمع کشتہ کے لئے ہے دم عیسی آتش
سوزش عشق سے زندہ ہوں محبت کے قتیل

معتبر ہے جو کرے نالۂ دل درد اظہار
نالہ ہے دل کی زبان دل ہے موکل یہ وکیل

دل کے ہے ایک ورق میں وہ حقیقت ساری
جسکا اجمال قضا اور قدر ہے تفصیل

جی میں ہے اور پڑھوں میں کوئی مطلع ایسا
گوہر مخزن معنی سے ہو جس کو تاویل

کنج حیرت میں کروں علم خموشی تحصیل
یہ عجب مد[illegible] ہے جسمیں کہ ہے قال نہ قیل

درس توحید سے لوں ایک شفا کا نسخہ
بحث میں علت معلول کے ہے عقل علیل

جلوہ افروزی یک بدر دجے ہے اسکو
شمع فانوس سمجھ خواہ چراغ قندیل

ق

فکر بیہودہ میں کس واسطے ہے تو پابند
کچھ نکال اپنے لئے ذوق نکلنے کی سبیل

خواب غفلت سے ہو بیدار کہ آئی پیری
نہیں مہتاب ہے یہ روشنی صبح رحیل

تیر برسائے عدو پر جو کماندارِ قضا — کم نہ فوارہ سے ہو تیر دن کی اُسکی قندیل

رہزن نطفۂ بدخواہ ہوا دل سے قضا — اُسکی پشتِ پدری سے نہ کبھی تا تسلیل

محکمہ مین ترے انصاف کے ہون ہاتھ قلم — دے اگر بھول کے بھی کوئی سرِ حرف کو چھیل

ذوق کرتا ہے سخن تیری دعا پر کوتاہ — ہو گران خاطرِ نازک پہ مبادا تطویل

عید ہر سال ہو فرخ تجھے با جاہ و جلال — ہون قوی پایہ ترے دوست بصد قدرِ جلیل

جو ضلالت سے ہون گمراہ وہ اے ظلِ خدا — ذلِ اقدام سے ہون خاکِ مذلت پہ ذلیل

## قصیدہ نمبر ۱۳

پائے نہ ایسا ایک بھی دن خوشتر آسمان — کھائے اگر ہزار برس چکر آسمان

ہے بادۂ نشاطِ طرب سے لبالب آج — ایک عمر سے پڑا تھا تہی ساغرِ آسمان

دیکھے نہ اس طرح کا تماشا جہان مین — گر ہو تمام چشمِ تماشا گر آسمان

اترا رہا ہے عطر سے عیش و نشاط کے — سچ ہے زمین پہ پانؤن رکھے کیونکر آسمان

افراطِ انبساط سے کیا ہے عجب اگر — مثلِ حباب جامہ سے ہو باہر آسمان

شادی کی اُسکی دھوم ہے آج آسمان تلک — تابع زمانہ جسکا ہے فرمان بر آسمان

فرزند شاہ یعنے جوان بختِ ذی وقار — تسلیم کو ہے جسکی جھکاتا سر آسمان

ہے اُسکی بارگاہ مین مانندِ چوبدار — حاضر عصائے کاہکشان لیکے آسمان

اس بیاہ کی نوید سے ہے اس قدر سرور — ہے پیر پر جوانون سے ہے بہتر آسمان

پھرتا ہے اہتمام مین شادی کے رات دن — مقدور کیا کہ ٹھہر سکے دم بھر آسمان

فردِ حسابِ صرف سے اس بیاہ کے ہو کم — گو لاکھ جمع و خرچ کا ہو دفتر آسمان

تورون کی پخت مطبخ عالی مین اس قدر — ہے جسکا ایک تودۂ خاکستر آسمان

اُس روشنی کی چند دکھا دیجے پنجیان — نازان ہے آفتاب کے پنجہ پر آسمان

دانش آموز ہو گر تربیت عام تری
بید مجنون کو بنا دے ابھی انسان عقیل

جوہر تیغ اجل ایک ترے حکم کی نقل
تیر حکمِ قضا حکم کی تیرے تعمیل

عہد مین تیرے جو ہو راہِ تعدی مسدود
کھلے فعل متعدی سے نہ باب تفعیل

تشنۂ ذوق حلاوت ہون نہ کیونکر لب
تیری شیرین سخنی ہے انہین شربت کی سبیل

نکتہ بینون کے لئے نکتۂ برجستہ ترا
قابض طبع روان ہے روشِ دانۂ ہیل

جب ہون مرغانِ ہوا تیرے نشانِ بندق
نسر طائر کو بھی تو سمجھے ایک اڑتی ہوئی چیل

مہرۂ پشت عدو مین ترا تیرِ صف دوز
رشتہ مہرۂ تسبیح کے مانند دخیل

طائر روح عدو کے لئے ہر پرواز
تیر کی تیرے صدا جیسے کبوتر کو زفیل

ق
وہ قیامت ہے تری فوج کہ شورِ محشر
دم نہ مارے کبھی سن پائے جو گھوڑون کی صہیل

نالۂ بوق کی ہیبت سے رکھے پھونک کے پانون
کوچۂ صور سے گذرے جو دمِ اسرافیل

ق
دون ترے گھوڑے کو کیونکر مین پری سے نسبت
نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل

گرم جولان نہ کہان ہو کہ رکھے ہے وسعت
نہ تو میدان تصور نہ فضائے تخییل

عرصۂ معرکہ مین گر تجھے اے شاہ سوار
اس سبکسیر سے منظور ہو کار تعجیل

جائے یون جیسے ہوا سم بھی نہ پانی ہو تر
نہ ہو پروا اُسے ہے راہ مین تالاب کہ جھیل

ق
کوہ البرز کو سائے مین دبا لے اپنے
ہے وہ اے شاہ فلک رتبہ تری رفعت فیل

حملہ آور ہو وہ جسدم تو پئے جانِ عدو
اُسکی خرطوم ہو دستِ کشش عزرائیل

تو جو محراب عماری مین ہو آ جلوہ نما
اُسکے دانتون پہ یہ خرطوم سے سوجھی تمثیل

خانۂ قوس مین خورشید جہانتاب آیا
دن ہین کوتاہ ہوا اور ہوئی رات طویل

نہین یہ جوش گل و لالہ نکل آیا ہے
دادخواہی کے لئے خاک سے خونِ ہابیل

عدل نے تیرے کیا رو دے زمین کو گلزار
آج تک عدل مین کوئی نہ رہا تیرا عدیل

واسطے دیدۂ بدبین کے ہے یہ عین صلاح
ہو تری نوکِ سنان سرمۂ کوری کی جو میل

کرتا تھا اِن یکاد کو دم پڑھ کے دمبدم
دولہا کے صبحدم رخِ روشن پہ آسمان

ایسا نہین جہان مین کوئی نخل آرزو
لایا ہو آج جس مین نہ برگ و بر آسمان

کرتا ہے شاخ خشک تمنا کو نخل سبز
در پردہ مثل پردہ بازی گر آسمان

شادی کا اُسکے نور بصر کے ہے اہتمام
کرتا ہے جسکا روز طواف در آسمان

وہ شاہ نامور کہ بہادر شہ اُسکا نام
ہو حکم سے نہ اُسکے کبھی باہر آسمان

وہ آفتابی اُسکی جھجل جس سے آفتاب
وہ چتر اُسکا جس سے نہ ہو ہمسر آسمان

مطلع پڑھون حضور مین وہ مین جیسے کہے
مطلع سے آفتاب کے بھی برتر آسمان

تجھ سا زمین پہ دیکھے جو خسترخ فر آسمان
قربان نہ کیون زمین کے ہو پھر پھر کر آسمان

طالع سدا مساعد و عالم سدا مطیع
کوکب ہمیشہ یار ترا یاور آسمان

نہ آسمان سے رتبہ ترا یون بلند تر
جس طرح کوہسار سے بالاتر آسمان

خطبہ کے واسطے ترے نام بلند کے
گر مشتری خطیب ہو تو منبر آسمان

وہ بحر بیکران ہے تری ہمت وسیع
ہے بلبلا سا ایک کنارے پر آسمان

دریائے قہر تیرا جو طوفان بپا کرے
بہ جائے مثل کشتی بے لنگر آسمان

قد پر ترے وہ راست قبائے علو و جاہ
زیبندہ جسکے واسطے بالا بر آسمان

تیری گہر فشانی دست کرم سے ہے
گویا کہ ایک دامن پر گوہر آسمان

چمکائے تیغ تیز کو اقبال گر ترا
ہو مصقلہ ہلال تو صیقل گر آسمان

یون دل مین ترے جلوۂ ذات محیط حق
آجائے جیسے آئینہ کے اندر آسمان

سرعت مین تیرا رخش فلک سیر کیا شہاب
رفعت مین بھی ہے پیل جبل پیکر آسمان

شاہا عجب نہین ترے شبدیز کے لئے
بنوائے ماہ نو سے رکاب زر آسمان

پہنچا نہ اُسکے کاودے کے انداز کو کبھی
کھاتا رہا زمین پہ سدا چکر آسمان

ابر بہار دود چراغان سے تو بہ تو
چشم قمر مین اور بھی ہو روشنی دوچند
گر ڈالے پارہ پارہ نستیلون کے واسطے
یہ کہنہ و سیاہ وہ خوش رنگ و تو بہ تو
ٹھلیون مین ہین وہ نقل ٹپے انکا عکس اگر
آرایش ایسی اور وہ گلہاے رنگ رنگ
بنواے اُسمین پھول طلائی و نقرئی
نقارخانہ کی ہے چراغان سے وہ شکوہ
کرتا ہے رقص تخت پہ نقارخانہ کی
آوازۂ دمامۂ نوبت سے گونج اُٹھا
ذ دلہا دلہن کی ہے یہ علامت سہاگ کی
جائے عجب نہین ہے کہ عطر سہاگ کے
یارب ہمیشہ دولھا دلہن مین رہے سہاگ
مہندی کے وصف لکھنے کے قابل نہین کہ ہے
جو برج اُڑے ہے اُڑکے یہ ہوتا ہے وہ بلند
کرتا رہا برات کی شب شام سے نثار
پہنچے براتیون کے نہ ہرگز ہجوم کو
عیش و طرب کو مژدہ کہ کرتا جہان مین ہے
ہنگام بزم عقد ستارون کے واسطے
بدبین کے ہے نظر کے جلانے کے واسطے
جسوقت سہرا باندھ کے دولھا ہو لوگ

ہون سات آسمان کی جگہ ستر آسمان
کاجل لگائے اُسکے دھوئین سے گر آسمان
مہتاب کو سمجھ کے کہن چادر آسمان
فائق ہو کیا سبو جو بسا چق پر آسمان
لے کہکشان کی مانگ مین موتی بھر آسمان
اونٹے سا جسمین غنچۂ نیلوفر آسمان
لے لیکے ماہ و مہر سے سیم و زر آسمان
گویا ہے ایک زمین پہ پر از اختر آسمان
ق شہنائی کی صدا کو جو سُن سُن کر آسمان
وہ جو سب آسمانون کے ہے اوپر آسمان
آیا ہے ایک سہاگ پڑا بن کر آسمان
شیشہ کے شیشہ بھر کے لنڈھا دے گر آسمان
جبتک کہ ہووے نیچے زمین اوپر آسمان
سیلا سا ایک کاغذ بے مسطر آسمان
رکھ لے ہے سر پہ مثل گل احمر آسمان
شبنم کی جاے صبح تلک گوہر آسمان
انجم سے لاکھ جمع کرے لشکر آسمان
زہرہ سے اب نثار ان مہ انور آسمان
کیا کیا بچھے ہے اوج دختر کے گھر آسمان
انجم سپند آگ شفق مجمر آسمان
کیا کیا بلائین لیتا تھا جھک جھک کر آسمان

باز با خامۂ رنگین بنوشت
طرفہ تسبیح ز سرو آورد

# قطعۂ تاریخ تعمیر چاہ معمرۂ محمد شاہ سہارنپوری

سید باصفا محمد شاہ — کرد تعمیر طرفہ مسجد و چاہ
ذوق تاریخ سال ہر دو بہم — زد رقم ساخت کعبہ و زمزم

اشعار قصیدہ ناتمام

خسروا نیر اقبال کی تیرے خورشید — کھائے ہے وقت شرف عز و شرف کی سوگند
تاب کیا نجم سعادت سے ترے ہو ہمسر — منزل اوج پہ چمکے مہ تابان ہر چند
دم تحویل یہ کہتے ہیں عناصر چار دن — چار چند آپ کا ہو مرتبہ بلکہ صد چند
پرورش امن کے سایہ میں کیا کرتا ہے — شیر نر بچۂ آہو کو بجائے فرزند
قصر دولت سے ترے مرغ نظر ریختہ پر — بام حشمت پہ ترے کاہکشان نصف کمند

# قصیدۂ مسدس دعائیہ

سر برآرائے گردون جب تلک سلطان خاور ہو — قمر دستور اعظم صدر اعلے سعد اکبر ہو
عطارد میر منشی زہرہ ناظر آسمان پر ہو — زحل میر عمارت ترک گردون میر لشکر ہو

سر ہفت آسمان جبتک کہ دور ہفت اختر ہو
الٰہی یہ بہادر شاہ ہفت کشور ہو

رہے نام سلیمان تا نگین حکمرانی ہے — رہے نام فریدون تا درفش کاویانی ہے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی ہے — سکندر تا ہو نامی سکۂ کشورستانی ہے

ترا اے خسرو والا حشم عالم مسخر ہو — سر پر سلطنت پر تو ہمیشہ دادگستر ہو

انجم ہیں کیا شرر ترے نعل سمند کے
ہے بلکہ بزا گردِ رہِ لشکر آسمان

مانا اگر بلندیِ شان و شکوہ میں
ہاتھی سے تیرے ہو بھی گیا ہمسر آسمان

ق

پر اُسکے نقش پا کے مقابل بنا سکے
چار آفتاب ایک جگہ کیونکر آسمان

یہ ذوق کی دعا ہے کہ جبتک زمانہ میں
منسوب ہر ستارے سے ہووے ہر آسمان

بزم نشاط و عیش رہے تیرے گھر میں رون
لائے ہمیشہ تیری مرادیں بر آسمان

مارے جگر میں حاسدِ بدخواہ کے ترے
تارِ خطوطِ مہر سے سو نشتر آسمان

## اشعار در تاریخ دیوان نواب الٰہی بخش خان معروف

سبز رنگان کہ بباغ حسن اند
تازہ چون شاخ گل و لالہ و ورد

از کمر تا دہن شان سو ہوم
چون خط جوہری و جوہر فرد

چشم دارند بہ قتل عشاق
چون حریفے کہ کند قصد نبرد

بجمال رخ آنہا معروف
مدتے شد کہ دلش خوش میکرد

رفت صیت سخنش از دہلی
تا صفاہان و عراق و ماورد

و اندران حال سخنہا میگفت
ہمہ چون نالۂ موزون پر درد

صد و یک مطلع رنگین آخر
گفت با نالۂ گرم و دم سرد

شد چو تسبیح زمرد نامش
رونق و آب گہر رفت بگرد

مُرد فیروزہ خون شد دل لعل
کہربا چون یرقانی شدہ زرد

پیش آن گنج گہر نیست چو خاک
گنجِ خسرو کہ بود باد آورد

ذوق چون خواست دو تاریخش را
اندرین دفترِ معنی بدو فرد

اول از دانۂ خوش رنگ شمار
کرد و آن عقدۂ مطلب وا کرد

رہے تا عابدوں کو شوق محراب عبادت سے | نماز اہل سنت تا ہو مسجد میں جماعت سے

ترا خطبہ میں ہو نام اور خطبہ زیب ممبر ہو
ترا حامی ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہو

قلم تا راستی پیشہ ہو اور کاغذ صفا آئین | قلمزن تا ہو مشک افشاں کاغذ خط مشک آگین
زبان برنا سخن ہو اور سخن میں معنی رنگین | سخن تا داد چاہے اور تا اہل سخن تحسین

ترا مداح دائم حسن سر دا ذوقِ سخنور ہو
ہمیشہ تہنیت خوان ہو دعا گو ہو ثنا گر ہو

# اشعار متفرقات قصائد و قطعات و مخمسات وغیرہ

## قطعہ در مدح میرزا شاہرخ بہادر

میرزا شاہرخ بہادر نے | قصد صید افگنی کیا جس دم
خون نخچیر سے ہوا سارا | دامن دشت لالہ زارِ ارم
نہ بچا اُس شکار افگن سے | صید کوئی سوائے صیدِ حرم
مرغ و سیمرغ اور غزال و پلنگ | ہوئے مسکن پذیر دشت عدم
ہے جگر گوشۂ بہادر شاہ | ہو بہادر نہ کیوں وہ نیک شیم
سمجھے شیر آب کو نہ از غنیم | اُسکے پر سامنے ہے مثل غنم
شیر گردون بھی اُسکے لشکر میں | پائے ہرگز نہ قدرِ شیر علم
رہے مانند شیر قالین کے | اوجِ ہمت سے اُسکے زیرِ قدم
ہاتھ میں جب تفنگ لی اُس نے | ہمرہ اژدہائے آتش دم
کئے شیر ژیان شکار کئی | اُس غضنفر شکار نے پیہم
ہے بجا گر دلاوران جہان | کھائیں اُسکی دلاوری کی قسم

بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر میں پانی
زمین میں تا ہو کان اور کان میں ہو جوہر کانی
روان پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
پئے جوہر ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی

تری شمشیر جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو
ترے قبضہ میں بحر و بر گہر ہو کان پر زر ہو

رکھیں تا عود کو آتش پہ اور آتش کو مجمر میں
رہے نافہ میں مشک اذفر اور بوئے مشک اذفر میں
گل تر تا ہو گلدان میں تری ہو تا گل تر میں
صدف میں تا ہو گوہر اور ہو تا آب گوہر میں

ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو
شمیم خلق سے تیرے جہان یکسر معطر ہو

طریق رہبری میں خضر ہو جبتک ہدایت فن
رہے ادریس تا قطع تعلق سے جنان مسکن
سہارا ہووے تا بحر غریق الیاس کا دامن
مسیحا کا ہو بالاخانہ تا خورشید سے روشن

چراغ عمر سے تیری جہان سارا منور ہو
فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

شفق گلگونہ ہو جبتک سحر کے روئے نیکو کو
ثریا نورتن تا کہکشان کے ہووے بازو کو
کرے آراستہ تا شام اپنے موئے گیسو کو
کرے وسمہ سے تا قوس قزح سبز اپنے ابرو کو

لب پانخوردہ دشمن کے لہو سے تیرا خنجر ہو
سر بدخواہ فندق تیری انگشت سنان پر ہو

گلستان میں ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو زیبا
نہال تاک میں انگور ہو انگور میں صہبا
نیستان میں ہو تا نے اور نے سے نغمہ ہو پیدا
نشہ صہبا میں ہو اور ہو نشہ جبتک نشاط افزا

شراب عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

رہے تا کام دینداروں کو احکام شریعت سے
خوشی تا حاجیوں کو ہووے کعبہ کی زیارت سے

دیکھا ہے تیری فوج مین نقارہ جب فلک — آتا ہے صاف چوب کی صورت نظر ہلال

تا نسر طائر ایک پرندہ نہ بچ سکے — منظور تجھ کو جبکہ شکار پرند ہو

## قصیدہ ناتمام

آج کچھ ایسی ہوئے عیش کی تاثیر ہے — ہر ورق کاغذ کا رشک گلشن کشمیر ہے

گر نہال وحشت کو شوقِ حنا بندی نہین — ہاتھ کیون مہندی سے رنگتا برگ بید انجیر ہے

مدح حاضر مین سنا وے مطلع روشن کہ ذوق — منتظر مشرق مین بیٹھا مہر پر تنویر ہے

نام کو اللہ اکبر کیا ترے تاثیر ہے — ہر اذان مین شامل اور داخل ہر تکبیر ہے

کرون رقم اگر تہنیت کا مین آہنگ — تو ہووے خامہ سے پیدا صدائے بربط و چنگ

ہے تیرا زور حمایت کہ پانؤن کو اپنے — کرے ہے شیر کی چربی سے مالش آہو لنگ

شہا ترے رخ روشن کو کس سے دون تشبیہ — کہ مہر و مہ کو ہمین لازم آئینہ کو زنگ

کرون مین کیا ترے گلگون کا وصف چالاکی — اُڑا ہی جاتا ہے وہ تو برنگ طائر رنگ

نہ پہنچے گرد کو اُسکے وہ پیک فکر رسا — کہ ہووے عرصہ نہ چرخ جسکی ایک شلنگ

چلے ہے یون کج و واکج ادا و ناز کے ساتھ — کہ جیسے مست مئے ناز کوئی دلبر شنگ

وہ چلنے مین ہے تدرو اُڑنے مین شاہین — اُچکنے مین ہے وہ آہو لپکنے مین ہے پلنگ

نہین پری وہ پری سے بھی ہے سوا پران — نہین وہ آدمی لیکن سب آدمی کے ڈھنگ

روان ہو گر وہ بکسیر آب دریا پر — تو سم بھی تر نہ ہوا اُسکا چہ جائے زانو و تنگ

جو چھیڑے اُسکو تو سیدا ہین اد کہین اُٹھکے — بزیر نعل سُم اگر شرر فشان ہو سنگ

شرار سنگ نظر سے نہان نہ ہونے پائے — دلپٹ کے اور وہ پھر آئے سیکڑون فرسنگ

جبکہ اس جرات و شجاعت کو
تا رہے یادگار عالم مین
چاہا اس طرح دل نے کیجے رقم
وصفِ عالی صاحب عالم

لکھی اے ذوق مین نے یہ توصیف
مع تاریخ ثانی رستم ۱۲۶۲ھ

لکھتے ہین کس کی تہنیت عید مدح خوان
آراستہ ہوا جو قلمدان آسمان

عہد مین تیرے نکالے دانت گر سین ستم
گر پڑے پانون پہ تیرے مہر اگر سایہ دار
کام لے زنبور کا خارہ سے دست معدلت
آفتابی سے جو تو کہدے کہ اسکو رد کت

فصل گل آج ہے وہ سلطنت آئے طرب
کہ ملا باغ مین بلبل کو ہزاری منصب

ہے اگر لیلی سیاہی تو ورق عذرا عذار
ہوگیا خورشید مالا مال وہین نور سے
ہاتھ مین بندوق لے جسوقت تو بہر شکار
خط ترا شیرین ہے شاہا اور قلم شاخ نبات
دی جو تو نے دولت انوار دانش کی زکوات
شیر گردون کو ہو مشکل ہاتھ سے تیرے نجات

پر نہین پر ترا توسن وہ پری سان پران
ہو قوی دست ترے زور سے اسلام اگر
پاتا گرداب سے ہے گردۂ نان آبی
سیر کرسکتی ہے اک قاف سے لیکر تا قاف
کھینچے شمشیر سر کفر پہ پھر مرکز کاف
تیری بخشش سے جو دریا کا معین ہے کفاف

دست ہمت نے ترے کھوئی روپے کی یہ قدر
چنگیو نمین ہین اڑاتے اسے کیا کیا صراف

یہ حال ہے مرا ضعفِ دماغ سے کہ مجھے
زمانہ عربدہ پرداز و بخت بد ناساز

صدائے صور قیامت ہے ہر نفس کی طنین
ستارہ بر سر پر کاش و چرخ بر سر زمین

عجب نہیں ہے کہ اب خط چلیپا سے
بنا دے تیرے طویلہ کے واسطے حجر زین

## رباعیات مدح

شاہا تجھے با دولت و بختِ فیروز
ہو وے شرف اندوز ترے طالع سے

فرخ ہو سدا جہاں میں جشنِ نوروز
ہر سال حمل میں مہرِ عالم افروز

خورشید سے لیکر وہ جہاں میں نوروز
ہے تجکو زمانہ میں شرف دوازدہ ماہ

اور تجھ سے جہان روز مسرت اندوز
اور ہے مہر جہانتاب کو یکماہ کی روز

کہتا ہے یہ فیروزی رنگِ نوروز
ہو دشمن سرکش کے لئے سہم الموت

تو ہو صفِ اعدا پہ مظفر فیروز
اے شاہ عدو کش ترا تیرِ دلدوز

دعا ہے ذوق کی ہو خلعت ولیعہدی
یہ آفتابی و کرسی خدا کرے فرخ

مبارک آپ کو با آفتابی و کرسی
بحق سورۂ والشمس و آیۃ الکرسی

## اشعار قصیدہ

آگے تیری طبعِ موزون کے ہے اک نعل عبث
فیض سے تیرے نہ کیونکر اک جہان سرسبز ہو

یہ جو کرتے ہیں عروضی فاعلاتن فاعلات
ذات ہے تیری تنہا چشمۂ آبِ حیات

اگر ہو تجکو شہا اُسکے خانۂ زین مین
تو اس ارادہ کے آنے مین دل ملک ہو دیر

تمام عرصۂ گیتی کی سیر کا آہنگ
اور اسکے جاکے پھر آنے مین کچھ نہ ہووے درنگ

ہین وہ نعلین خسروا ترے سزاوار نگ گل
جن پہ کھاتا ہے چمن مین تختۂ اورنگ گل

کرے ہے مہر علیؑ دل کو صاف بر انوار
علیؑ سے کیونکہ ہو زیر لشکر کفار

طلوع شمس پہ موقوف ہے وجود نہار
علیؑ ہے شکل علےٰ اور علےٰ ہے حرف جار

## مخمس در مدح

خسروا چڑھ کے سر گنبد دوار ہلال
حاضر خدمت عالی ہے بہر کار ہلال

خود لب عجز سے کرتا ہے یہ اقرار ہلال
گرز بردار ہے خورشید کماندار ہلال

آسمان لیکے سپر چلتا ہے تلوار ہلال

دست ہمت ترا خورشید سے ہے بالاتر
آئین تیرے در دولت پہ گدایانہ اگر

تری بخشش سے ہے نیسان عرق شرم مین تر
اپنے کاسہ مین بھرے چرخ دہن لعل و گہر

اور کشتی مین بھرے درہم و دینار ہلال

ذوق کرتا ہے سخن تیری دعا پر کوتاہ
تیری دولت سے ہون خورسند ترے دولتخواہ

عید ہر سال ہو فرخ تجھے با حشمت و جاہ
اور جو حاسد ہین ترے واسطے اُنکے ہر ماہ

چرخ پر تیز کرے خنجر خونخوار ہلال

## قصیدۂ ناتمام در منقبت

لکھون جو مین کوئی مضمون ظلم چرخ برین
تو کربلا کی زمین ہو مری غزل کی زمین

# اشعار قصیدہ دہفت زبان

[illegible] ہلال [illegible] — آب و الحولہ ہوئے نشو و نمائے گلشن

جوش [illegible] — آیت انبتہ اللہ نباتاً حسنا

عروج شعلہ کا عالم [illegible] — [illegible] سے یوں ترے ارزاں عدو پر کفن

[illegible] — [illegible] ہزار سال

[illegible] — [illegible] سال

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

